اسلامی بہنوں کے لیے میلاد شریف
کے بیانات کا مستند مجموعہ
سُنّی
خواتین کی محفلِ میلاد ﷺ
جلد اول
مؤلفہ
زوجہ محمد اقبال عطّاریہ
زیرِ نگرانی
علامہ محمد اقبال عطّاری
ناشر
اکبر بُک سیلرز لاہور

اسلامی بہنوں کے لئے محافلِ میلاد شریف کے بیانات کا منفرد مجموعہ

سُنّی خواتین کی محفلِ میلاد

جلد اول

مؤلفہ
زوجہ محمد اقبال عطاریہ

زیرِ نگرانی
علامہ محمد اقبال عطاری

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

نام کتاب .... خواتین کی محفلِ میلاد (جلد اوّل)
موضوع .... اسلامی بہنوں کے سنتوں بھرے اصلاحی بیانات
مؤلفہ .... زوجہ علامہ محمد اقبال عطاری
باہتمام .... علامہ محمد اقبال عطاری
صفحات 400
کمپوزنگ .... عبدالسلام، قمر الزمان
اشاعت 2011ء
ناشر .... محمد اکبر قادری
قیمت .... 300/- روپے

نوید حفیظ پرنٹر 0321-4194327

ملنے کے پتے

☆ کراچی اسلامی ورائٹی ہاؤس بوچڑ خانہ روڈ سیالکوٹ
☆ حافظ بک ایجنسی اقبال روڈ سیالکوٹ
☆ اسلامک بک کارپوریشن، اقبال روڈ، راولپنڈی
☆ مکتبہ المجاہد، بھیرہ شریف
☆ الرضا کیسٹ ہاؤس، اندرون بوہڑ گیٹ، ملتان

انتساب

بانی دعوتِ اسلامی' مجدد دین وملت' ریحان ملت
عاشقِ اعلیٰ حضرت' شیخ شریعت' شیخ طریقت
امیر دعوتِ اسلامی' امیرِ اہل سنت مرشدی حضرت علامہ مولانا
ابوالبلال **محمد الیاس** عطار قادری رضوی مدظلہ
کے نام

زوجہ علامہ محمد اقبال عطاری

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
پہلی تقریر	۱۱	میلاد عیسیٰ علیہ السلام	۴۷
واقعات ولادتِ مصطفےٰ ﷺ	۱۱	نبی کا میلاد اور رب کا سلام	۴۸
آپ محمد ﷺ ہیں	۱۳	میلاد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء	۴۸
ولادت باسعادت	۱۴	شیطان کا واویلا	۵۰
بیان حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا	۱۹	ہم خوشیاں منائیں گے	۵۱
لوگو!	۲۰	سنۃ الفتح والابتھاج	۵۱
اپنے محبوب کی کوئی توہین بھی	۲۲	شب ولادت	۵۲
دشمن پر عذاب میں تخفیف	۲۴	حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آمد	۵۴
وضاحت	۲۵	میلاد النبی ﷺ	۵۵
حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا	۲۷	تیسری تقریر	۵۷
حضرت سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کی مکہ مکرمہ آمد	۲۸	میلاد النبی ﷺ	۵۷
چالیس دشمنوں کی ہلاکت	۳۶	آیت میثاق کی روشنی میں	۵۷
دوسری تقریر	۳۹	محفل میلاد کسے کہتے ہیں	۵۹
میلاد النبی ﷺ	۳۹	توحید کانفرنس	۶۱
تاویل آیت	۳۹	میلاد کانفرنس	۶۷
حضور ﷺ کا انتظار	۴۲	اللہ تعالیٰ کا خطاب	۶۹
عارف کھڑی کا ذوق	۴۳	جب یہ نبی آئے	۷۰
شکم اطہر میں آمد	۴۵	امدادِ انبیاء	۷۳
مبارک بادیاں	۴۵	اس طرز کلام کی حکمت	۷۷
قرآن اور ذکر میلاد	۴۷	چوتھی تقریر	۸۰

عنوان	صفحہ
ظہورِ کمالاتِ نبوت بعد از ولادت	۸۰
بے مثل تخلیق	۸۱
کعبہ جھک گیا	۸۴
سجدہ صرف خدا کیلئے	۸۵
جسم اطہر خوشبودار	۹۰
حضور ﷺ کا پہلا سجدہ	۹۲
سجدہ کی تعریف	۹۳
علم نبوت	۹۴
ولادت اور کلام نبوی	۹۴
پانچویں تقریر	۱۰۱
رضاعت مصطفےٰ ﷺ	۱۰۱
حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا	۱۰۲
رضاعت مصطفےٰ ﷺ اور عقیدہ اہل سنت	۱۰۶
بچے کی حس	۱۰۷
نبی مشرکہ کا دودھ نہیں پی سکتا	۱۰۷
سیدہ حلیمہ کی آمد	۱۱۲
مائی حلیمہ دے بھاگ جاگے	۱۱۳
حلیمہ کا شانۂ نبوت پر	۱۱۵
لب چوم لیے	۱۱۵
عجائبات قدرت	۱۱۷
برکتوں کا ظہور	۱۱۹
بہاروں پر بہار آئی	۱۲۰
سیدہ حلیمہ سعدیہ...... دیارِ رسول میں	۱۲۲
چھٹی تقریر	۱۲۴
خصائص مصطفےٰ ﷺ	۱۲۴
تمہیدی جملے	۱۲۴
آپ کی قامت معجزہ	۱۲۷
قامت کی خصوصیت	۱۲۹
بے سایہ جسمِ مبارک	۱۲۹
بال مبارک معجزہ ہیں	۱۳۳
موئے مبارک کی کیفیت	۱۳۳
ابن سیرین کا قول	۱۳۵
شفاء ہی شفاء	۱۳۷
بال مبارک کیسے تھے	۱۳۷
حضور شفاعت فرمائیں گے:	۱۳۸
پیکرِ اعجاز	۱۳۹
گستاخ کے لیے جنت حرام ہے	۱۳۹
حضور ﷺ نے بال مبارک خود تقسیم کروائے	
ہمیشہ فتح ہوئی	۱۴۰
صحابہ کا عقیدہ دیکھو	۱۴۱
صحابی کی وضاحت	۱۴۱
نوری چہرہ کی بات کرتی ہوں	۱۴۲
جمالِ محمدی چھپا دیا گیا	۱۴۴
حضرت ابوبکر بھی نہ جان سکے	۱۴۵
اللہ تعالیٰ نے ایک ہی محبوب بنایا	۱۴۶
قدرت کا شاہکار	۱۴۶

عنوان	صفحہ
زیارت کرنے والے کا مقام	۱۴۷
بخاری شریف کی روایت	۱۴۸
حضور ﷺ کا چہرۂ انور	۱۴۸
رخ انور کی زیبائش صحابہ کی نظر میں	۱۴۹
سورج طلوع ہو رہا ہے	۱۴۹
چاند کچھ بھی نہیں	۱۵۰
دیواریں چمک اٹھیں	۱۵۰
آفتاب جمال سے دن روشن ہیں	۱۵۱
اپنا اپنا انداز محبت	۱۵۱
حسنِ مصطفےٰ ﷺ اور حسنِ یوسف علیہ السلام	۱۵۲
حسنِ مصطفےٰ ﷺ بیان نہیں ہوسکتا	۱۵۳
مطلع فجر پیشانی	۱۵۴
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مشاہدہ	۱۵۴
آسمان کی وسعت قربان ہو جائے	۱۵۵
آبرو مبارک کا ذکر	۱۵۶
آبرو مبارک سے پانی لگا	۱۵۶
چشمانِ نبوی کا اعجاز	۱۵۷
آگے اور پیچھے یکساں دیکھنے والی آنکھیں	۱۵۸
حضور تاریکی میں دن کی طرح دیکھتے ہیں	۱۵۹
شانوں کے درمیان آنکھیں	۱۶۰
مشرق و مغرب پر نظر	۱۶۰
عرش سے اوپر نگاہ مصطفےٰ ﷺ	۱۶۱
حضور ﷺ کی سنت پر عمل کرو	۱۶۳
چشمانِ مبارک کی خصوصیات	۱۶۴
سماعتِ مصطفےٰ	۱۶۶
حضور کا دہن مبارک	۱۶۸
ان کا مقام ماوریٰ ان کا کلام دلنواز	۱۶۹
نور کی شعاعیں	۱۷۲
آداب کا تقاضا	۱۷۲
کنواں خوشبودار ہو گیا	۱۷۳
خوشبو خوشبو دہن	۱۷۳
علی کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں	۱۷۳
زخم ٹھیک ہو گیا	۱۷۴
آنکھ درست ہو گئی	۱۷۴
بازو جڑ گیا	۱۷۵
زبانِ مبارک کے معجزات	۱۷۵
خواتین گھروں میں خطبہ سن لیتیں	۱۷۶
حجاج نے خطبہ سنا	۱۷۷
ام ہانی کی روایت	۱۷۷
زبانوں کا علم دے دیا	۱۷۹
ساتویں تقریر	۱۸۲
ایمان والدین مصطفےٰ علیہم التحیۃ والثناء	۱۸۲
نسبت رسول ﷺ کی فضیلت	۱۸۳
قرآن اور والدین مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء	۱۸۸
احادیث اور والدین مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء	۱۹۲
تین احوال	۱۹۳

عنوان	صفحہ
زمانہ فترت	۱۹۳
دینِ ابراہیم	۱۹۵
حیات ثانی اور قبول اسلام	۱۹۵
ایک حدیث نبوی ﷺ کا مفہوم	۱۹۶
بچہ اور دعائے مغفرت	۱۹۷
حضرات!.....ہم نماز جنازہ میں ہر مومن و مسلم کے لیے دعائے بخشش کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں.....اللھم اغفر لحینا ومیتنا	۱۹۷
وہ روایات منسوخ ہیں	۱۹۷
آٹھویں تقریر	۲۰۰
خواتین اسلامیہ اور حبِ مصطفےٰ ﷺ	۲۰۰
اسلام کی پہلی شہیدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا	۲۰۳
غلامانِ محمد ﷺ پر مصائب کا آغاز	۲۰۴
محبت مصطفےٰ ﷺ	۲۰۵
حضرت سمیہ کون	۲۰۶
نام مبارک لبند سے رہیے جو بیتے سوجریئے!	۲۰۷
حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور نارِ کفار	۲۱۰
حضرت ذویب پر نار گلزار ہوگئی	۲۱۳
دستر خوان نہ جلا	۲۱۳
عورت اور ایمان کی پختگی	۲۱۶
نویں تقریر	۲۲۰
محبت رسول ﷺ	۲۲۰
محفلِ میلاد کب سجائی گئی	۲۲۱
حضور ﷺ کی آمد کا چرچا کرنا	۲۲۲
حضور ﷺ کی محبت ہمارا ایمان ہے	۲۲۲
اللہ تعالیٰ کو ماننا	۲۲۴
ہدایت کیسے ملتی ہے؟	۲۲۵
اعمال اور ایمانداری	۲۲۶
مومن بننے کی شرط یہ ہے	۲۲۸
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھ لو	۲۲۹
پہلا فرض محبتِ رسول	۲۳۰
نعت خوانی محبت کا تقاضا ہے	۲۳۱
پیارے کے پیاروں کا ذکر	۲۳۲
محبوب کے دشمنوں سے نفرت	۲۳۲
دعویٰ اسلام میں جھوٹا ہے	۲۳۴
محبت خاص عمل ہے	۲۳۵
ولادت سے پہلے ذکر رسول	۲۳۶
انبیاء یاد کر رہے ہیں	۲۳۶
حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ذکر رسول	۲۳۷
حضور ﷺ بشارت عیسیٰ ہیں	۲۳۸
تبع حمیدی کا واقع	۲۳۹
تبع کا خط	۲۴۰
تبع کا وصیت نامہ	۲۴۱
حضور ﷺ مدینہ منورہ میں	۲۴۱
بنی نجار کی بچیوں کی نعت خوانی	۲۴۲

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
ابوایوب کی قسمت جاگ اٹھی	۲۴۲	محبت کی پہچان	۲۷۴
تبع کا خط حضور ﷺ کی خدمت میں	۲۴۳	کثرت ذکر	۲۷۵
غلامان محمد کا جذبہ	۲۴۴	اہل سنت کی پہچان	۲۷۷
محبت رسول ﷺ باقی رہے گی	۲۴۴	بے غیب ماننا	۲۷۸
اپنا اپنا انداز محبت	۲۴۵	صرف اتباع دلیل محبت نہیں	۲۸۱
کعب بن لوی اور محبت رسول ﷺ	۲۴۷	گیارہویں تقریر	۲۸۵
جنات بھی منتظر تھے	۲۴۸	حقیقت ایمان	۲۸۵
اُستن حنانہ اور محبت رسول	۲۴۸	ایمان کیا ہے؟	۲۸۶
محبت کا امتحان آ گیا	۲۴۹	کلمہ کا ترجمہ	۲۸۶
محبت جیت گئی	۲۵۰	ساری امت کا ترجمہ	۲۸۷
عامر جیمہ شہید کا جذبہ محبت	۲۵۰	ہیں کا معنی	۲۸۸
اللہ تعالیٰ محب، حضور محبوب	۲۵۱	ایک مثال	۲۹۰
محبت رسول ﷺ سرمایہ حیات	۲۵۲	کلمہ توحید	۲۹۳
دسویں تقریر	۲۵۳	توحید کا معنی	۲۹۴
عشق رسول ﷺ ہی ذریعہ نجات ہے	۲۵۳	توحید اور ایمان	۲۹۸
عقیدہ اہل سنت کی بنیاد	۲۵۴	نبی ﷺ کی حد	۲۹۹
معیار محبت	۲۵۶	صحابہ نے مانا تھا	۳۰۱
حضور ﷺ علت کائنات	۲۵۷	ایمان کی قوت	۳۰۲
ان کی مسجد میں نہ جاؤ	۲۵۹	بارہویں تقریر	۳۰۶
اگر عشق رسول ﷺ نہیں	۲۶۸	فضیلت مدینہ منورہ احادیث کی روشنی میں	۳۰۶
وسیلہ نجات اور عین نجات	۲۶۹	شرح حدیث	۳۰۷
ایک سازش	۲۷۱	کون امام مالک؟	۳۰۸
وہ بھی عالم...... یہ بھی عالم	۲۷۲	کون امام مالک؟	۳۰۹

عنوان	صفحہ
موت آئے تو مدینہ میں	۳۰۹
دعائے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	۸۱۱
مدینہ...... محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم	۸۱۲
عجیب تبلیغ	۸۱۴
حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینے بلاتے ہیں	۸۱۴
دوسری حدیث	۸۱۵
تیسری حدیث	۸۱۵
چوتھی حدیث	۸۱۶
ایک تمنا جو پوری ہوئی	۸۱۷
پانچویں حدیث	۳۲۰
چھٹی حدیث	۳۲۱
ساتویں حدیث	۳۲۲
تیرہویں تقریر	۳۲۵
حیات انبیاء واولیاء	۳۲۵
حیات کی اقسام	۳۲۵
حقیقتِ انسان	۳۲۵
احادیث اور حیات مومنین	۳۳۰
مسئلہ سماع موتی	۳۳۳
دوسری آیت	۳۳۵
حیاتِ شہداء	۳۳۵
حیاتِ صحابہ واولیاء	۳۳۷
حیاتِ انبیاء	۳۴۰
حیاتِ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم	۳۴۱
چودہویں تقریر	۳۴۴
شہزادیٔ رسول اکرم خاتون جنت	۳۴۴
سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا	۳۴۴
ولادتِ باسعادت	۳۴۵
سلام فاطمہ رضی اللہ عنہا	۳۴۸
وجہ تسمیہ	۳۴۹
دنیا میں حور	۳۵۰
نکاح سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	۳۵۰
جہیز سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	۳۵۲
مہر خاتونِ جنت کی ایک اور صورت	۳۵۴
کرامت فاطمہ رضی اللہ عنہا	۳۵۵
کرامات خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا	۳۵۷
ردائے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	۳۶۱
سید عالم کی ڈاک، بارگاہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	۳۶۳
وصال سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	۳۶۶
علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۳۶۸
آخری لمحات	۳۶۹
سیدہ کی آخری دعا	۳۶۹
منظور وصال نامہ حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا	۳۷۰
محل مصطفیٰ کا شانہ سیدہ فاطمہ میں	۳۷۴
پندرہویں تقریر	۳۷۸
نافرمان عورتیں	۳۷۸

عنوان	صفحہ
قرآن میں نافرمانوں کا ذکر ہے	۳۷۹
شرک جرم عظیم ہے	۳۸۰
حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کا حال	۳۸۰
عورت کے روپ	۳۸۲
ایک مکارہ کا واقعہ	۳۸۲
مکاری کا احوال	۳۸۳
حیران کن مکر	۳۸۴
بری عورتوں سے تعلق نہ رکھو	۳۸۴
دو سوکنیں	۳۸۵
سبق حاصل کرو	۳۸۶
ایک نافرمان عورت کا واقعہ	۳۸۶
حضرت یحیٰی علیہ السلام سے دشمنی	۳۸۷
اللہ تعالیٰ کے نبی کے سر نے خبردار کر دیا	۳۸۸
نافرمانی کی سزا	۳۸۸
غار کی سازش	۳۸۹
بیوی کا ظلم	۳۹۰
لالچ بری عادت ہے	۳۹۰
شوہر کے مال کی حفاظت کرو	۳۹۰
عورت زندہ ہوگئی	۳۹۲
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا استفسار	۳۹۳
لالچ کی سزا	۳۹۳
اپنی اپنی قسمت	۳۹۳
فرمانِ رسول ﷺ سنیئے	۳۹۵
اخلاق درست کریں	۳۹۵
ایک سخی عورت کا واقعہ	۳۹۵
ایک بدبخت عورت	۳۹۶
یہ حضور ﷺ کی دشمن	۳۹۷
بندہ کا ظلم	۳۹۸

پہلی تقریر:

واقعات ولادتِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ○

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ○

ب بسم اللہ اسم اللہ دا ایہہ دی گہنا بھارا ہو
نال شفاعت سرور عالم چھٹسی عالم سارا ہو
حدوں بے حد درود نبی تے جس ڈا ایڈا پیارا ہو
میں قربان تنہاں تھیں باہو جس ملیا نبی سو ہارا ہو

میری دینی اور اسلامی بہنو!

میری تقریر کا عنوان ہے " واقعات ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم " آپ کی خدمت میں موضوع کے مطابق گفتگو کرنے سے پہلے گزارش کروں گی کہ ہم سبھی مل کر محبوب رب العلمین، خاتم النبیین، سید المرسلین، شفیع المذنبین، احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں انتہائی عقیدت اور محبت سے درود وسلام کا نذرانہ پیش کریں، کیونکہ درود وسلام کے بغیر کوئی محفل کوئی بزم، کوئی تقریب، کوئی جلسہ، کوئی کانفرنس اور کوئی پروگرام قبولیت کا شرف حاصل نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ہم آج کی تقریر کو

صلوٰۃ وسلام کی ایمان افروز صداؤں سے مزین کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللہِ

ماشاءاللہ کیا خوب، کیا پیارا بھرا انداز ہے۔ محفل میں مزین کیف وسرور سے لذت آشنا ہونے اور اپنے ایمان کی تازگی بخشنے کے لیے چند اشعار میرے ساتھ مل کر پڑھیے

یا احمد سرور صلِّ علیٰ ، یا احمد سرور صلِّ علیٰ
مینوں جلدی اپنے کول بلا یا احمد سرور صلِّ علیٰ
تیری دید دا ہندا چا مینوں دیوو اپنا مکھ دکھاں مینوں
ہن دیر ذرا نہ لا مینوں یا احمد سرور صلِّ علیٰ
میرا دین تیں، ایمان تیں، ۔ میری جان تیں، قرآن تیں
سارے جگاں دی وی شان تیں ۔ یا احمد سرور صلِّ علیٰ

سبحان اللہ، ماشاءاللہ کیا خوب، کس محبت اور پیار سے آپ نے ذکر کیا۔ درود شریف اور صلوٰۃ وسلام پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس تقریب سعید کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے۔

میں نے آپ کے سامنے جس آیت کو تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے ایک بار پھر سماعت فرمایئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ ۝** ''محمد اللہ کے رسول ہیں۔''

محمد وہ نسیم تو بہار گلشن ہستی
محمد وہ شمیم مشک بار جنت الماویٰ
محمد وہ شبستان ازل کی شمع نورانی
محمد وہ زسرتاپا جمال جلوۂ سینا

محمد وہ ذرِ تاج رُسل وہ خاتم المرسل
محمد وہ ظہور نور کل وہ جلوہَ یکتا
محمد وہ گروہ اولیاء کے سید والا
محمد وہ کلاہ انبیاء کے طرۃ زیبا
محمد وہ نبوت کے شرف کے مبتداء خاتم
محمد وہ رسالت کی صدف کے تو تو تے لالا
محمد وہ نوید عام و رحمت عالم
محمد وہ پیام نو بہار گلشن دنیا
محمد وہ بہار تازہَ باغ ابراہیمی
محمد وہ چمن پیرائے باغ ملت بیضا

آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں:

اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ نے آپ کے اسمائے گرامی کو ایسی خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ آپ کا ہر اسم آپ کے اوصاف ومحامد، فصائل وشمائل پر دلالت کرتا ہے۔ آپ کے ذاتی نام محمد اور احمد ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام اللہ ہے جو ہر ہر صفت پر دال ہے۔ اسی طرح حضور پہ نور، شافع یوم النشور کے ذاتی نام مبارک محمد اور تمام اوصاف جمال اور کمال کے جامع ہیں۔ اسم مقدس ''محمد مفصل'' کے وزن پر پڑھے۔ جو کثرت حمد میں مبالغہ کا اظہار کرتا ہے یعنی سید عالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم حمد کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر اور ان سب میں افضل ہیں۔ جن کی تعریف کی جاتی ہے۔ اس کائنات کا ذرہ ذرہ آج تک آپ کا ثنا گستر اور مدح خواں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اور محبوب نام کی نوبت شاہانہ رات دن چوبیس گھنٹوں میں پانچ مرتبہ مساجد کے بلند ترین میناروں سے سامعہ نواز ہے اور

قیامت کے دن بھی حمد کا جھنڈا آپ ہی کے ہاتھ ہوگا کہ کمال محمد آپ کے لیے پورا ہوا ہو اور اس میدان میں بھی آپ حمد کی صفت سے مشہور ہیں۔ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر جلوہ افروز فرمائے گا۔ اور آپ پر تعریفوں کے دروازے کھل جائیں گے جو کسی اور پر نہ کھلے اور نہ کھولے جائیں گے۔ اس طرح آپ حامد، محمود اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء وصفیہ سے متعارف ہیں جو حمد سے مشتق ہیں۔ گویا کہ فرشتوں کی تسبیحات، انبیاء ومرسلین علیہم السلام کا اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنا، حوروں اور غلمان، زمین وآسمان، بحر وبر کی ہر ایک مخلوق کی اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کی تعریفیں، محامد، ثنائیں ایک طرف پھر بھی آپ کی حمد وثناء کے ساتھ ان جملہ جہاں کی مخلوق کی حمدیں اور ثنائیں برابر نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ محبوب کے منہ سے تو ایک کلمہ ساری کائنات کی بولیوں سے محبوب لگتا ہے۔ اسی لیے تو ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر کی طرف لگا رکھا ہے بلکہ از خود محبوب کا ذکر اس شان سے کرنے کا اعلان فرمارہا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (الاحزاب:26)

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس خاص نبی پر (جو مطلوب و محبوب ہے) صلوٰۃ پڑھتے رہتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اس خاص نبی پر اچھی طرح صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہو۔''

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ   وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه   وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

ولادت باسعادت:

حضور پرنور، شافع یوم النشور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاوّل مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ھ کو اس جہاں رنگ وبو میں منعہ شہود پر جلوہ افروز ہوئے

اور پوری کی پوری کائنات نے اس ظہور قدس پر بصد ادب واحترام سر جھکایا، فضائے بسیط میں مسرت وشادمانی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ ہر طرف خوشی کے ترانے گونج اٹھے کہ وہ مختار نبی آ گیا جو کفر وشرک کی ظلمتوں کے سحر کو توڑ کر رکھ دے گا۔ وہ باعث تخلیق کائنات تشریف لے آیا۔ جو ایک دنیا کو غم والم کی وادیوں میں پھنسے ہوؤں کو آزادی و رہائی دلا کر آرام وراحت کے باغوں میں پہنچا دے گا، وہ پھول کھلا۔ جس کی نگہت بیزیوں اور خوشبوؤں کی مہک سے مشام عالم معطر ومعنبر ہوگا۔ وہ معلم کل جلوہ گر ہوا جس کی تعلیم وحکمت سے مخلوق خدا تا قیام قیامت ہدایت ونجات کی سند حاصل کرتی رہے گی وہ آفتاب عالم تاب طلوع ہوا۔ جس سے جہاں کا ذرہ ذرہ قدسیوں کے ساتھ مل کر اس نور ایزدی کی درخشاں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اکتساب نور کرتا رہے گا اور دنیا مادہ پرستی سے خدا پرستی کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ غلام و آقا، شاہ و گدا، گورے و کالے، اسود واحمر، کا فرق مٹ جائے گا۔ ویرانے گلستان اور دیوانے علم و حکمت کے فراز سے نظر آئیں گے۔ ہر فرعون ومتکبر کی گردن آپ کے در کے فقیر کے سامنے جھک جائے گی۔ ہاں ہاں ذرا ان ساعتوں کو دل آویز اور روح پرور آواز کو تو سماعت فرمایئے جو اس وقت سے لیکر آج تک کائنات کے گوشے گوشے سے سنائی دے رہی ہے۔

صبح میلاد النبی ہے کیا سہانا نور ہے
آ گیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے
نور گھر میں نور باہر کوچہ کوچہ نور ہے
بلکہ یوں کہیئے کہ سب دنیا کی دنیا نور ہے

ذرا کان لگا کر سنیئے تو سہی کہ مکہ مکرمہ سے یہ کیسے پر کشش، ایمان افروز ترانے سنائی دے رہے ہیں۔

آ کے گھر وچ آمنہ دے رنگ لایا نور نے
مٹ گئی ظلمت جدوں جلوہ دکھایا نور نے
نور نے گلیا بنا کے نور نوں خیر البشر
رحمۃ اللعالمین. دا لقب پایا نور نے
تاریاں، چن نوں، سورج تے نالے برق نوں
خیر اپنے نور نوں داسبناں نوں پایا نور نے
پیار تھیں، اتفاق تھیں، اخلاق تھیں، انصاف تھیں
خاکیاں نوں در تے خالق دے جھکایا نور نے
بجھ گئے آتش کدے، ٹھنڈے ہوئے دکھیاں دے دل
رحمتاں دا اکبر جس دم آوسایا نور نے

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ربیع الاوّل شریف کی بارہویں شب میں بیت اللہ شریف کا طواف کر کے مقام ابراہیم علیہ السلام پر جذب کے عالم میں یوں محو دعا تھا ہے

دعا یہ تھی الٰہی نعمت موجود مل جائے
بنی ہاشم کا مرجھایا ہوا گلزار کھل جائے

صبح کاذب کے اندھیرے صبح صادق کی نورانی کرنوں کے نور سے چھٹ رہے تھے۔ سپیدہ سحر نمودار ہو رہا تھا کہ میرے کانوں میں بشارت و خوشخبری کی آواز گونج اٹھی ہے

اچانک صبح کی پہلی کرن ہستی ہوئی آئی
مبارک باد کہہ کر یہ خبر دادا کو پہنچائی
ملا ہے آمنہ کو فضل باری سے یتیم ایسا
نہیں ہے بحر ہستی میں کوئی درِ یتیم ایسا

میں نے یہ مژدہ جانفزا سنا اور مراقبے سے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں بیت اللہ کا شانہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف بار بار سجدے کر رہا ہے۔ یہ عجیب و غریب منظر مجھے پہلی بار دکھائی دیا۔ سکون و اطمینان کی دولت لازوال ہاتھ آئی۔ اس کیف و سرور کی تصویر کشی نہیں کی جاسکتی۔ البتہ اس مبارک ساعت کی یاد تازہ رکھنے کے لیے پورا کہا جاسکتا ہے

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
جن کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

میں خوشی و مسرت کے عالم میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درِ اقدس پر گیا تو فرشتوں کی قطاریں نظر آئیں جو صلوٰۃ و سلام کے نذرانے پیش کرنے میں مصروف تھے۔ حوریں گیت گا رہی تھیں۔ میں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولنے کی کوشش کی تو حکم ہوا عبدالمطلب رک جاؤ ابھی تم اندر نہیں جاسکتے۔ مقدس خواتین کی روحیں مثالی صورتوں میں حاضر ہو کر آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مبارک باد پیش کر رہی ہیں۔ جن میں حضرت حواء، حضرت ہاجرہ، حضرت آسیہ، حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہن خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

جب میرے لیے دروازہ کھلا تو میں نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مبارک باد پیش کی۔ پوچھا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیٹے کا نام کیا تجویز کیا ہے؟ فرمایا: مجھے غائب سے آوازیں آرہی تھیں آمنہ! بیٹے کا نام محمد رکھنا۔ یہ میری خدائی کا مختار ہوگا چنانچہ میں نے اس غیبی آواز پر عمل کرتے ہوئے اپنے نورِ نظر لختِ جگر کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا ہے۔

دادا جان! اور سنیئے میں نے وقتِ ولادت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء، بڑے بڑے

عالی شان مناظر دیکھے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میری آنکھوں کے سامنے سے تمام حجابات اٹھالیے گئے۔ میں نے مشارق و مغارب میں جہاں تک دیکھا۔ میری نظر بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ پر گئی تو میں نے نہایت خوبصورت جھنڈا لہراتے دیکھا جس پر رقم ہے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۝

پھر میں نے بیت اللہ شریف کو دیکھا تو اس پر بھی اس قسم کا جھنڈا لہرا رہا ہے جس پر نہایت خوشخط تحریر ہے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۝

پھر میری نگاہ اپنے مکان کی چھت پر پڑی تو کیا دیکھتی ہوں میرے مکان کی چھت پہ بھی ویسا ہی پرچم لہرا رہا ہے۔ جس پر نہایت جلی قلم سے لکھا ہوا ہے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۝

ابھی میں ان نظاروں کے سرور سے محظوظ ہو رہی تھی کہ میں نے اچانک اپنے نور لخت جگر کو دیکھا۔ سجدے میں سر رکھے ہوئے ہے۔ مجھ پر حیرانگی سی طاری ہوگئی۔ ابھی کوئی بات سوچ ہی رہی تھی کہ آپ نے سجدے سے سر اٹھایا اور شہادت کی انگلی اٹھاتے ہوئے: ''فیقول بلسان فصیح لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ انی رسول اللہ'' نہایت فصیح عربی زبان میں پکارنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور پھر ؎

فرشتوں کی سلامی دینے والی فوج گاتی تھی
جناب آمنہ سنتی تھی، یہ آواز آئی تھی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰهِ

بیان حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت ثویبہ ابولہب کی کنیز تھی۔ جیسے ہی اسے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے تو وہ دوڑتی ہوئی اپنے آقا ابولہب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اسے مبارکباد پیش کی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے خزاں رسیدہ باغ میں بہار آ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایسا خوبصورت حسن و جمال کا پیکر، مجسم نور بیٹا عطا فرمایا ہے جس کی اس کائنات میں مثال محال ہے۔ یہ سنتے ہی ابولہب نے حضرت ثویبہ کو آزاد کر دیا اس خوشی و مسرت پر اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے یوں بہرہ مند فرمایا:

جدوں نبی دا پیدا ہونا خبر قریشاں ہوئی
وس پیا گھر عبدؔاللہ دا خوش ہویا سب کوئی
نام ثویبہ ابولہب دی ہک کنیز سیانی
کہی مبارک ابولہب نوں اس مسکین نمانی
تاں ابولہب خوشی سن اسنوں حکم آزاد سنایا
ایہہ خوشخبر سناون کارن اس پر رحم کمایا
راضی ہو کر باتاں کردا بہت کرے شکرانہ
کے دہاڑے دشمن ہوسی دینوں دور دیوانہ

بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے سید عالم نور مجسم، نبی مکرم، جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلان نبوت و رسالت کی اجازت فرمائی اور ارشاد ہوا:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ○

سب سے پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کو سلام لانے کی دعوت دیں، میری توحید کا اقرار اور اپنی رسالت کی تصدیق کرائیں۔ نیز انہیں میری گرفت سے ڈرائیں

چنانچہ آپ نے تمام قریبی رشتہ داروں کو، کوہ فاران کے دامن میں جمع فرمایا اور اعلانیہ دریافت کیا۔

لوگو!

آپ میرے تمام قریبی اور رشتہ دار ہیں، میں نے آپ کو آج خصوصی طور پر اس لیے جمع فرمایا ہے کہ میں نے چالیس سال تمہارے درمیان گزارے ہیں۔ میری ہر بات اور ہر حرکت کا تم لوگوں نے مشاہدہ کیا ہے۔ میرے کردار کو تم اچھی طرح جانتے ہو۔ چھوٹوں اور بڑوں سے میرا سلوک آپ سے پوشیدہ نہیں۔ بچوں اور خواتین سے میرا برتاؤ آپ پر واضح ہے۔ امراء اور غرباء میری نگاہ میں انسان ہونے کے ناطے سے یکساں ہیں۔ کالے اور گورے کی قدر و منزلت میرے نزدیک برابر ہے۔ بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت میرا طریقہ کار رہا۔ امانت اور دیانت کی کیفیت تم لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ صداقت میرا شعار ہے۔ جھوٹ سے مجھے نفرت ہے۔

لوگو! میں نے جو کچھ تمہارے سامنے بیان کیا کیا اس کی تصدیق کرتے ہو۔ یہ سنتے ہی تمام حاضرین نے برملا کہا بے شک آپ ان تمام اوصاف کے جامع ہیں۔ سچائی کا پیکر اور امانت و دیانت آپ پر نازاں ہے۔ آپ نہ صرف قریشیوں، ہاشمیوں کے لیے ہی باعث صد افتخار ہیں بلکہ تمام اہل مکہ کے لیے وجہ وقار ہیں۔ ہاں ہاں، ہم ایک ایک بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ آگے فرمائیے کیا کہنا چاہتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: جب تم لوگ میری امانت و دیانت اور صداقت و شرافت کی شہادت دے رہے ہو تو کیا میری اس بات کی تصدیق کرو گے کہ میں کہتا ہوں ان پہاڑوں کے پیچھے سے ایک لشکر جرار ہے جو تم پر حملہ کرنے کو تیار ہے تو کیا تم تصدیق کرتے ہو؟ سبھی حاضرین نے بیک وقت ایک زبان تصدیق کی کہ ہم اس بات کو بھی لشکر کو دیکھے بغیر تصدیق کرتے ہیں کہ آپ سچ کہہ رہے ہیں۔ جب تمام رشتہ داروں

نے آپ کی ایک ایک بات کی تصدیق کی تو آپ نے فرمایا: سنیئے لوگو! میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بن کر آیا ہوں، وہ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ ہے وہی یکتا عبادت کے لائق ہے، اسی کی عبادت کرو، یہ بت چھوٹے ہیں جنہیں تم نے معبود ٹھہرا رکھا ہے یہ کوئی نفع ونقصان نہیں دے سکتے ان کی پوجا سے باز آ جاؤ اور اللہ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ کے سامنے سربسجود ہونے کے لیے کمر بستہ ہو جاؤ اس ذات اقدس واحد پر ایمان لاؤ اور میری رسالت ونبوت کی تصدیق کرو یہ سنتے ہی ابولہب تلملا اٹھا۔ غیض وغضب سے بھر گیا جوش میں ہوش وحواس کھو بیٹھا، نہایت غرور وتکبر سے بکواس کرتے کرتے یہاں تک کہنے لگا:

''اے محمد! جس ہاتھ کی انگلی سے تم ایک خدا کی طرف بلا رہے ہو (معاذ اللہ معاذ اللہ) تیرا ہاتھ ٹوٹ جائے۔ کیا اسی لیے تم نے ہمیں یہاں جمع کیا تھا۔ ہم اپنے بتوں کی خدا سے انکار نہیں کر سکتے، ہمارے معبود سچے ہیں، ہم ان کی پوجا پاٹ چھوڑ کر تمہارے اکیلے خدا کو بھی تسلیم نہیں کریں گے اور نہ جانے غیض وغضب کی حالت میں اس نے کیا کیا غلیظ باتیں سنانا شروع کر دی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلداری اور حوصلہ افزائی کے لیے پوری سورت ''تبت یدا'' ابولہب اور اس کے بیٹوں، نیز اس کی بیوی کی مذمت وتباہی وبربادی کے لیے نازل کر دی۔''

میری اسلامی ماؤں! بہنو!

خیال رہے کہ ابولہب کسی غیر خاندان سے نہیں تھا بلکہ آپ کا حقیقی چچا اور عبدالمطلب کا بڑا بیٹا تھا۔ اپنے باپ کی طرح یہ بھی سرداری کے منصب پر فائز تھا۔ نہایت خوبصورت اور بڑا قد آور رعنا جوان تھا، شجاعت اور بہادری میں خاصی شہرت رکھتا تھا مکہ میں بڑے بڑے پہلوان اس کے سامنے دم نہیں مارتے تھے۔ ایسی تمام

ظاہری صفتوں کے باوجود نہایت مغرور اور متکبر تھا، بے شرمی اور بے حیائی میں طاق اور منفرد تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان ونبوت ورسالت پر اس نے بڑی ڈھٹائی، بے حیائی اور بے ادبی سے بکواس کی تو غیرت حق کو جوش آیا۔ فضائے بسیط میں پکار پڑ گئی۔

اپنے محبوب کی کوئی توہین بھی

خالق دو جہاں کو گوارا نہیں
یا حبیب خدا جو تمہارا نہیں
رب نے فرما دیا وہ ہمارا نہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ۝

بے شک تیرے رب کی گرفت بڑی سخت ہے چنانچہ ابولہب پر عذاب الٰہی کی گرفت شروع ہوئی۔ اس قہار و جبار نے اپنی قہاری و جباری کا یوں اظہار فرماتے ہوئے اس کی اور اس کے مال واولاد کی اس کی بیوی کی تباہی و بربادی میں پوری سورت ''تبت یدا'' نازل فرمائی اور پھر نازل شدہ آیت کے مطابق ابولہب اس کا بیٹا عتبہ، اس کی بیوی ام جمیل ایک ایک کر کے عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے۔

ابولہب ایسے لاعلاج مرض میں مبتلا ہوا کہ اس کے جسم پر دبے پڑ گئے، پورے بدن سے پیپ بہنے لگی۔ موت کی گرفت میں آیا تو ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرا۔ اس کے ناپاک جسم سے ایسی گندی بو پیدا ہوئی کہ کوئی بھی رشتہ دار اس کی لاش اٹھانے سے خوف کھاتا تھا۔ آخر لوگوں نے اس کی نحوست اور بدبو سے بچنے کے لیے لاش پر پتھروں کی اتنی بارش کی کہ لاش ان کے نیچے چھپ گئی یوں وہ اپنے انجام کو پہنچا۔

عتبہ نے اپنے باپ ابولہب کے کہنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی جس کا اس سے نکاح ہوا تھا مگر ابھی تک رخصتی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت ورسالت کا اعلان فرمایا اور اسی اعلان حق کو سنتے ہی ابولہب نے برا فروختہ ہو کر اپنے بیٹوں کو طلاق دینے پر آمادہ کیا۔ عتبہ نے بڑی بے باکی سے طلاق دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ناگفتہ بہ کلمات سے صدمہ ہوا اور آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی الٰہی! عتبہ پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا مسلط کر دے چنانچہ وہ ملک شام کی طرف اپنے تجارتی ساتھیوں کے ساتھ جارہا تھا۔ رات ایک جنگ نے تجارتی قافلے نے پڑاؤ کیا۔ عتبہ کی حفاظت کے لیے انہوں نے ہر امکانی کوشش کی پہرہ دیتے رہے، اپنے درمیان بلند جگہ سلایا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے اس گستاخ پہ جنگل سے کسی درندے کو اس پر مسلط کر دیا۔ وہ درندہ رات کو آیا تمام قافلے والوں کے منہ سونگھے اور پھر چھلانگ لگائی اوپر عتبہ کے پاس پہنچا منہ سونگھا، گستاخی کی، بدبو پاتے ہی چیر پھاڑ کر جہنم رسید کر دیا۔

ابولہب کی بیوی ام جمیل، نہایت گستاخ اور بے ادب خاتون تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھاتی۔ دن کو جنگل سے کانٹے جمع کرتی اور رات کو جس راستہ پر محبوب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوتا اس راہ میں یہ کانٹے بکھیر دیتی۔ ایک دن اس کا گٹھا بھاری تھا، ایک پتھر کی ٹیک لگا کر گلی میں اس گٹھے کی کھجوری رسی ڈالے بیٹھی تھی کہ ایک فرشتے نے گٹھے کو نیچے کر دیا۔ کھجور کی اس رسی میں ام جمیل کی گردن پھنس گئی۔ گویا کہ پھانسی پر لٹک گئی اور ایڑیاں رگڑتی ہوئی جنگل میں ہی اپنے برے انجام کو پہنچی۔ سچ فرمایا علامہ نسیم بستوی علیہ الرحمۃ نے۔

اپنے محبوب کی کوئی توہین بھی
خالق دوجہاں کو گوارا نہیں

دشمن پر عذاب میں تخفیف:

میری اسلامی بہنو! بات ذرا طویل ہوگی مگر یہ طوالت فائدے سے خالی نہیں ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ جب ابولہب اپنی گستاخیوں کے باعث جہنم رسید ہوا تو ایک رات اس کے بھائی حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا اور دریافت فرمایا: تمہارا یہاں کیا حال ہے تو وہ پکار اٹھا

پچھیا حال سنا کجھ مینوں رنا درد رنجانا
ہے افسوس نہ منیا صدقوں سچ رسول ربانا
جے میں کردا تابعداری نہ ہوندا انکاری
بیشک درجہ ملدا مینوں جنت برخورداری
ہویا سی جس روز تولد پاک رسول غفاری
گولی آں مبارک میتوں دی خبر پیاری
میں ہتھ نال اشارہ کیتا بخشیا گولی تینوں
اس دن دا سب اجر جنابوں پورا مادا مینوں
سرد ہوے سب دوزخ قہروں پر سوار دیاڑے
سر صدقہ سردار نبی دا اس دن اگ نہ ساڑے
جس ہتھ نال اشارہ کیتا بخشیا گولی تائیں
اس دا اجر طفیل نبی دی شرم کرے رب سائیں
منہ وچ پا کے انگلیاں چوساں رہواں شکر گزاراں
اس دن باجھوں ہر دن بھائیں بیٹھ اپرا نگاراں
ہے افسوس قبول نہ کیتی اس دی تابعداری
عالی منصب گیا نصیبوں جنت دی سرداری

میری پیاری بہنو!

اس پر بزرگان دین اور علماء کرام فرماتے ہیں: جب ایک کافر مشرک ابولہب نے محض اپنے بھائی کے بیٹے ہونے کی نسبت سے پیدائش کی خبر سنتے ہی خوشی سے اپنی کنیز ثویبہ کو آزاد کرنے پر مرنے کے بعد بھی اسے دوزخ میں نفع پہنچ رہا ہے تو جو ایماندار سچے عقیدے اور عشق و محبت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پر خوشی و مسرت کا اظہار کرے گا اسے دین و دنیا میں کتنا عظیم نفع حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بدعقیدگی کی وبا سے محفوظ رکھے۔ اور سچی عقیدت و محبت سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین ثم آمین

جہاں حضرت ثویبہ کو آپ کی ولادت با سعادت کی خوش خبری سنانے پر آزادی کی نعمت میسر ہوئی۔ وہاں اللہ تعالیٰ رب العزت نے بھی حضرت ثویبہ کو اپنی رحمت سے خصوصی انعام عطا فرمایا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد دودھ پلانے کی آپ کو سعادت نصیب ہوئی۔ چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ ؎

کرن روایت اوہ جو باندی ابولہب دی آہی
ماں تھیں پچھے اس دا پیتا شیر حبیب الٰہی
اس تھیں بعد حلیمہ تائیں ملیا قرب حضوروں
اس مسکین نمانی دے گھر چانن سیا نوروں

وضاحت:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضور پرنور سید عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس خوش نصیب خاتون نے سب سے پہلے دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا وہ ابولہب کی کنیز حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ خیال رہے کہ بعض خواتین ہی نہیں بلکہ کئی آدمیوں سے بھی سنا گیا ہے وہ

ثویبہ کو ثو یبہ پڑھتے ہیں۔ عام آدمی کی تو بات ہی کیا خطیب وامام بھی ثو یبہ ہی کہتے ہیں جو سراسر غلط ہے۔ صحیح اور درست نام ثویبہ ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مدارج النبوۃ فارسی میں اس خدشہ کے پیش نظر باقاعدہ طور پر اعراب لگا کر سمجھاتے ہیں یعنی ثویبہ (بضم ثاء فتح واؤ وسکون یا) اتنی وضاحت کے بعد کم از کم علمائے کرام اور خطبائے عظام کو تو صحیح و درست، پڑھنا، سمجھنا، سکھانا اور سنانا چاہئے۔ بہرحال آپ نیک طبیعت اور پاکیزہ فطرت خواتین سے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اگر آپ کو اپنی بچیوں کے لیے یہ نام پسند آئے تو ثویبہ رکھئے۔ ثویبہ رکھنے کی چنداں ضرورت نہیں جبکہ عموماً دیکھا گیا ہیکہ کئی بچیوں کے نام ثویبہ ہیں اگر آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ کی نسبت سے برکت اور فیض کی تمناء پر نام رکھتی ہیں تو پھر ثویبہ رکھئے۔ ثویبہ نام کی کوئی خاتون نہیں جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی۔ ہاں وہ مقبول بارگاہ حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے جنہوں نے سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلا کر رضاعی والدہ ہونے کا شرف پایا۔

سید عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی نبوت و رسالت کا اعلان فرمایا اور لوگوں کو اللہ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ کی وحدانیت کا سبق پڑھایا تو حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اسلام کی دولت سے مشرف ہوئیں اور ہجرت فرما کر خیبر میں زندگی بسر کرنے لگیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رضاعی والدہ کی نسبت کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر سال بہت سامان، غلہ اور کپڑے ان کی خدمت میں مدینہ منورہ سے خیبر بھیجا کرتے تھے۔ ان کا وصال بعد از غزوۂ خیبر ۷ھ کو ہوا جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو ان کے رشتہ داروں کے بارے میں دریافت کیا گیا مگر خبر دی گئی کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کوئی عزیز مکہ مکرمہ میں بھی موجود نہیں ہے۔

حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

میری پیاری بہنو! حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر پاک آپ نے سنا۔ اب کچھ باتیں دنیائے اسلام کی اس مقدس خاتون کے بارے میں عرض کرنے کی کوشش کروں گی جنہیں رضاعت مصطفےٰ کے سلسلے میں سب سے زیادہ شہرت نصیب ہوئی۔ اس شہرہ آفاق خاتون کا نام حضرت سیدہ سعدیہ ہے۔ پہلے اس کے کہ میں موصوفہ کے احوال و آثار سے آگاہ کروں میرے ساتھ مل کر ان کی خدمت عالیہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کریں سبھی مل کر پڑھیں:

بڑی تو نے توقیر پائی حلیمہ
نبی تو محمد دی دائی حلیمہ
تیری گود میں وہ حبیب خدا ہے
فدا تجھ پہ ساری خدائی حلیمہ
قدم ان کے چومے تیری بکریوں نے
مٹی اب بتوں کی خدائی حلیمہ
انہی کی بدولت تیرے بھاگ جاگے
ملی تینوں عالم دی شاہی حلیمہ
بڑی تو نے توقیر پائی حلیمہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ چند دنوں حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی۔ بعدازاں سیدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مقدر کا ستارہ چمکا چونکہ ان کا اپنا نام ونسب ہی حلم و وقار اور سعادت سے موصوف تھا اور قبیلہ بنی سعد بن بکر سے تھیں جن کی شیریں بیانی، اعتدال پسندی، فصاحت و بلاغت میں شہرت اور اس

علاقے کی آب وہوا بھی بہت عمدہ تھی۔

سید عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں۔ اس لیے کہ میں قریشی ہوں میں نے قبیلہ بنی سعد بن بکر کا دودھ نوش فرمایا ہے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ کے دودھ پلانے کے سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان گنت، لاتعداد بے شمار اور بکثرت فضائل وکرامات اور معجزات کا ظہور ہوا۔ وہ احاطہ بیان اور گنتی وشمار کی حد سے باہر ہیں۔ اختصاراً بیان کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

حضرت سیدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مکہ مکرمہ آمد:

حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی پوری بستی میں انتہائی غریب اور نادار تھی۔ غربت کے باعث کوئی رشتہ دار بھی غمخواری نہ کرتا، پریشانی اور بے چارگی کی وجہ سے بہت غمگین رہتی، مگر بے حد شکر کرتی رہتی، شاعر نے غریبی کی کچھ اس طرح تصویر بنائی ہے۔

بنی سعد دی وستی اندر تدوں حلیمہ دائی
رہندی دی مسکین حالوں خبر کتابوں پائی
فاقے آون تنگی رزقوں سخت مصیبت نالا
ہر دوست ول پھیرا ہوندا بے پرواہی والا
ست فاقے یکبار حلیمہ ڈھٹی منزل بھاری
ہر دمجاری شکر گزاری ہمت صبر نہ ہاری
شیر نکھٹا چھاتی وچوں قطرہ یک نہ آوے
ہو سکا فاقیاں اندر کون بیان سناوے
کھا دیاں نرم جڑاں کڈھ کھاون وس نہ چلے
گودی روے بچڑا پیارا ڈاہڈی عاجز ہوئی

نام عدد اللہ بیٹا سوہنا ہو گیا بہت نماناں
ایسی حالت اس پر آئی پھل جیویں کرماناں

فاقے پر فاقے برداشت کئے جا رہے تھے۔ روز بروز کمزوری بڑھتی گئی، چھاتی میں دودھ خشک ہو چکا تھا۔ عبداللہ نامی ننھا سا بچہ ماں کے ساتھ فاقے کاٹنے لگا۔ اماں حلیمہ سعدیہ کی قوت برداشت جواب دینے لگی۔ صبر کا دامن ہاتھوں سے چھوٹا جا رہا تھا۔ مگر شکر کا دامن مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔ سب حیلے وسیلے ختم ہو چکے تھے۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا اور پھر غشی کی حالت طاری ہوگئی۔

اوسے غش دی حالت اندر رحمت پھیرا پایا
رنگ سفید نورانی چشمہ خوابوں نظریں آیا
خوشبو عنبہ تے کستوری شیریں باجھ شماروں
کول کھلا یک بزرگ بندہ کرے کلام پیاروں
پی لے شربت اس چشمے تھیں جتنا مرضی تیری
چھاتی دودھ زیادہ ہوئے طاقت ہور ودھیری

غنودگی کی حالت میں جب بزرگ سے بنا تو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عالم خواب ہی میں اس چشمے سے پانی پینا شروع کیا تو کی تبدیلی آئی۔

سنکر امر حلیمہ پیتا اس چشمے دا پانی
تن من شیریں لذت دھانی رحمت نال ربانی

پھر اس بزرگ نے کہا حلیمہ ذرا بتایئے کیا تو نے مجھے نہیں پہچانا؟

کہن لگا تو دس حلیمہ نہیں پچھانا مینوں
کہے حلیمہ کدی نہ ڈٹھا کویں پچھانا تینوں

آکھیں تو جد فاقے پاروں ہو کر بیت نمانی
شکر کیتا تدھ کھاون باجھوں وچہ سرکار ربانی
تیری دد کارن مینوں امر ہو یا سبحانی
تائیں جلدی حاضر ہویا صورت بن انسانی
میں ہاں شکر جو قائم رکھی تدھ محبت میری
پئی قبول سچی سرکار سے صبروں منزل تیری
بخشش ہوئی سرکاروں تینوں عظمت عزت پوری
خاص حبیب نبی دا تینوں ملسی قرب حضوری
رزق زیادہ برکت نوروں ہوگ بلند ستارا
گود تیری وچ حاضر ہوسی فضلوں نبی پیارا

اور پھر فرمایا:

جاہ مکے وچہ تیرے کارن حکم ہویا سرکاروں
نہ کر کچھ غم تے دیگری حال فقیری پاروں

آپ فرماتی ہیں خواب میں یہ پیغام سنانے والا اچانک غائب ہوگیا۔ مگر مجھے محسوس ہونے لگا کہ میرے بدن میں بہت زیادہ طاقت ہوگئی ہے۔ میں نے اپنی چھاتی جو خشک ہو چکی تھی نارمل حالت کے وقت جتنا دودھ ہوا کرتا تھا اس سے سوگنا بڑھ چکا تھا۔ سکون واطمینان کی ایک لہر دوڑ گئی اور اس وقت میری یہ کیفیت تھی۔

تن وچ طاقت حال آسودہ رحمت فضل کمالوں
حصہ ددھ شیر زیاہ اگلی حالت نالوں
آکھ گیا سی شکر پیارا کسے نہ حال سنانا
دل وچ بات حلیمہ ڈالی جو اسرار ربانا

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں: صبح کے وقت حسب معمول بکریوں اور دوسرے جانور کے لیے گھاس وغیرہ لینے لگی اور بھی بہت سے لوگ چراگاہ میں اپنے جانوروں کے لیے چارہ وغیرہ بنا رہے تھے کہ اچانک ہاتف غیبی کی طرف سے آواز سنائی دینے لگی۔ لوگو!

قوم قریش اندر ہک لڑکا جو اس شیر پلاسی
ہوگ مبارک باری اسنوں عالی منصب پاسی
جدوں آواز خلقت سنیا حرصاں دل وچ پایاں
بن سعد تھیں سبھ عورتاں شیر مکے وچہ آیاں

آپ فرماتی ہیں: میں نے بھی اپنے خاوند کو ساتھ لیا اور اپنی نہایت نحیف، کمزور اور لاغری سواری لی اور مکہ مکرمہ حاضر ہوگئی مگر مجھے راستے میں ہر چیز درخت، پہاڑ مبارکباد پیش کر رہے تھے۔ عجیب نظارہ دیکھ رہی تھی کیا کیا بیان کروں۔

راہ وچ رکھ پہاڑاں وچوں خوشی آوازہ آوے
ہر ہر چیز مبارک بادی ادبوں بول سناوے

آپ فرماتی ہیں کہ پہاڑوں کے دامن سے ایک نیک نہایت حسن و جمال کا پیکر انسان ظاہر ہوا جس کے ہاتھ میں بہت خوبصورت عصا تھا۔ اس نے مجھے انتہائی شفقت اور پیار سے یوں مبارکباد دی۔

کر کے پیار مبارک بادی کہے حلیمہ تائیں
حال تیرے پہ سبھ تھیں بہتر کرم کرے رب سائیں

میں نے اپنے خاوند ابو ذویب حارث رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ کہا آپ بھی یہ پیار بھری باتیں اور بشارتیں سن رہے ہیں تو وہ حیرانگی کے عالم میں کہنے لگا۔

ابو ذویب جواب سنایا کیا دتے کیا جانے
کیا توں باتاں کریں حلیمہ ہے کجھ ہوش ٹھکانے
اس نے خوف کیتا کجھ اسنوں کیتا اثر بیماری
کرو نہ خطرہ جلد حلیمہ ادبوں عرض گزاری

مگر اچانک سواری نے چلنے سے جواب دے دیا۔ لاغر اور کمزوری کے باعث اس کا آگے چلنا دشوار گزار نظر آیا تو اسے وہیں چھوڑ دیا حالانکہ مکہ مکرمہ ابھی چھ میل کی دوری پر واقع تھا اور اہل محبت تو فرماتے ہیں۔

پیر پیادہ ہو کر چلے ادبوں چائیں چائیں
شرط محبت قدمی چل کر ملنا پیارے تائیں

اب حالت یہ تھی کہ میاں بیوی حضرت حلیمہ اور آپ کے خاوند تیزی سے پیدل چلنے لگے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ کچھ اس طرح دعائیں مانگ رہی تھی۔

کرے دعائیں یا رب مینوں دولت کریں نصیبہ
پورا کریں بشارت والا خوش اسرار عجیبہ

الغرض! جب آپ مکہ مکرمہ حاضر ہوئیں تو امیر لوگوں کے بچے کو لے کر بنی سعد کی عورتیں واپس آ رہی تھیں۔

کہے حلیمہ میں جس ویلے مکے اندر آئی
لڑکے لے گیاں سب دائیاں خبر تمامی پائی
غم دلگیری تے پریشانی دی نوں گھیرا پایا
امروں دا دا پاک نبی دا شہروں باہر آیا

سردار مکہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ شہر سے باہر نکل کر پکار رہے تھے میں نے جب آواز سنی تو کسی شخص سے دریافت کیا۔ یہ بزرگ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا یہ محمد

بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد نیز محافظ کعبہ، آمین چاہ زم زم ہیں۔ میں ہمت کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دریافت کیا تمہارا نام اور خویش قبیلہ کیا ہے۔ کہاں سے آنا ہوا اور کونسی تمنا ہے۔

عرض کیتا میں نام حلیمہ سعدیہ صاحب سردارا
بن سعد دی قوموں ہاں میں حال کیتا آشکارا
مطلب آکھیا نام حلیمہ سعد جو قوم سداوے
حلم سعادت اسدے اندر بے شک نظری آوے

باتوں باتوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حلیمہ!

ہک فرزند یتیم اساڈا جے تیں شیر پلاؤ
بہت احسان تساڈا ہوس جیکہ بھار اٹھاؤ

میں سنتے ہی گہری سوچ میں پڑ گئی۔ یتیم کی خدمت سے نہ جانے کیا کچھ حاصل ہو۔ خاوند سے مشورہ کر رہی تھی کہ غیب سے پھر ندا آئی حلیمہ بلا سوچے سمجھے اس درِ یتیم کی رضاعت وخدمت کے لیے کمربستہ ہو جاؤ۔

واہ واہ نی حلیمہ تیرے تے اج کرم کمایا جانا اے
اک یکتا تیری جھولی دے وچ گوہر پایا جانا اے
ایہہ تیرے حق بجانے گا نالے چارے گا تیریاں بکریاں
ایسے نوں اک دن عالم دا مختار بنایا جانا ایں

حضرت سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر لبیک کہا اور عرض کیا کل اس سلسلہ میں مزید گفتگو کریں گے۔ حضرت بخوشی میرے بات کو منظور فرمایا اور جلدی سے شفقت بھری باتیں کرتے

ہوئے شہر میں داخل ہو گئے۔ ان کے جانے کے بعد میرے قریب ایک نومولود بچہ اپنی ماں کی گود سے پکارنے لگا!

حلیمہ! اس درِ یتیم کو چھوڑ نہ جانا

جو عورتیں کل اسے چھوڑ کر گئی ہیں وہ بڑی بدنصیب تھیں لہٰذا میں تجھے تاکید کرتا ہوں۔

توں اس طرفوں مکھ نہ موڑیں لڑکے بات سنائی
جلد حلیمہ راضی ہو کر حضرت کارن آئی

میں وعدہ کے مطابق حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو بڑی مہربانی اور شفقت سے آپ کے دادا جان نے مجھے اپنے ساتھ لیکر کاشانہ حضرت آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں لائے جیسے ہی میری نظر حضرت عبداللہ کے نورِ نظر صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو میں دیکھتی رہ گئی۔ عشق و محبت کا مجھ پر ایسا غلبہ ہوا کہ میں بیان ہی نہیں کر سکتی۔ آپ نہایت خوبصورت سفید رنگ کے جنتی لباس میں بے حد حسین لگ رہے تھے۔ میں آپ کے چہرۂ انور پر ٹکٹکی باندھے دیکھی جا رہی تھی۔

اس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جہانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں

☆

چہ حسنت آنکہ دریکدم رخت راصد نظر بینم
ہنوزم آرزو باشد کہ یک بار دگر بینم

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس قدر حسین ہیں، جبکہ آپ کے چہرہ انور پر

اچانک نظر پڑی تو نظریں پیچھے نہیں ہٹتیں بلکہ سو بار دیکھنے کے بعد پھر پکارا کرتی ہوں اور میری آرزو انگرائیاں لینے لگتی ہے کہ جاتے جاتے ایک بار تو پھر رخ زیبا کی زیارت کرلوں!

محبت کی بے تابیاں کچھ نہ پوچھو
رخ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خیال آ گیا ہے

☆

کائنات حسن میں وہ جلوہ فرما ہو گئے
جن صورت حق نما ہے جن کی سیرت حق نما

حضور پرنور خواب استراحت میں ہیں اور میں محو جمال جہاں آرا ہوں۔ میں نے آہستہ آہستہ اپنے ہاتھ آگے بڑھانے شروع کئے اور پھر پورے ادب واحترام اور محبت سے جب اپنی گود میں لینا چاہا تو کیا منظر تھا۔ آپ فرماتی ہیں:

جس دم گود اٹھاون کارن ہتھ حلیمہ لائے
جاگ پئے سردار دو عالم ہسدے نظری آئے

مفسرین بیان کرتے ہیں: جیسے ہی حضرت حلیمہ سعدیہ کے ہاتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے تو ایک نورانی لاٹ نکلی جس سے چاروں طرف نور ہی نور پھیل گیا اور اس نورانی فضا سے آواز آئی۔ حلیمہ اسے گود میں اٹھانے سے پہلے کلمہ پڑھ کر پاکیزگی اور طہارت حاصل کرو بعد میں ہاتھ لگاؤ۔ یہ سنتے ہی حضرت حلیمہ پکار اٹھیں:

بول بشارت کلمہ اول کہیا حلیمہ تائیں
ہو کر پاک اساڈے تائیں پچھوں ہتھ لگائیں

القصہ! حضرت سیدہ سعدیہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل کر کے سلامی کے لیے بیت اللہ شریف حاضر ہوئیں۔ فرماتی ہیں جب حجر اسود کو

جب دشمن بڑی تیزی سے آپ کی طرف بڑھنے لگے تو آپ پر ہیبت و خوف طاری ہو گئی۔حزن وملال سے رو رو کر آپ کو پکارنے لگیں۔

میں قربان یتیم محمد رو رو ماریاں ڈھائیں
نہیں سی خبر جو دشمن تیرے پھر دے ہر ہر جائیں

میں نے زار و قطار رونا شروع کر دیا۔میری حال پکار سن کر

جاگ پئے سن چریاں ڈھائیں سرور دویاں جہاناں
کھول رکھیں سردار دوعالم تکیا وی آسماناں

اور پھر ''اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ○'' بے شک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔اس ارشاد ربانی کا مظاہرہ کچھ اس طرح دیکھنے میں آیا۔

پل وچہ عجیب تماشا بنیا امر کنوں رب سائیں
پہنچ نہ سکے پکڑن والے دشمن میرے تائیں
بجلی وانگوں تیز الہٰبہ اگ تھی آسمانوں
جل بل راکھ ہوئے سب کافر قہر خدا رحمانوں

میری بہنو!

میں اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے دعا کے لیے عرض کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اپنے حبیب اور اپنے پیاروں کی محبت عطا فرمائے۔اور ہمیں اسلام کے احکام پر عمل کی توفیق مرحمت فرمائے۔(آمین)

دوسری تقریر:

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حَمْدُ الشَّاكِرِیْنَ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَاَكْمَلُ السَّلَامِ عَلٰى سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ قَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَالْمَغْرِبَیْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ مَوْلَانَا وَ مَوْلَى الثَّقَلَیْنِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا وَ مَلْجَانَا وَمَاْوٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ○

اَمَّا بَعْدُ!فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كٓهٰیٰعٓصٓ○ (مریم: ۱)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمِ○

حضرات گرامی!

قرآن حکیم کی سورۃ مریم کی پہلی آیت جو حروف مقطعات پر مشتمل ہے۔ آپ کے سامنے تلاوت کی گئی۔ حروف مقطعات کا حقیقی معنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا...... لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حروف مقطعات کے علم سے نوازا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل متبعین میں خاص اولیاء کرام کو بھی حروف مقطعات کا علم دیا گیا ہے۔

بوسہ دینے کا ارادہ کیا تو کیا دیکھتی ہوں۔

حجر اسود خود بوسہ دیون آپ نبی ول آیا
شان نبی سرور دا مینوں رب کریم جتایا
ویکھ تماشہ قدرت والا بولاں حمد ثنائیں
عالیٰ دولت بخشی رب نے اساں غریباں تائیں

خدا خدا کر کے جب ہم اپنی سواری کے پاس آئے تو یہاں بھی قدرت خداوندی کے جلوے نظر آئے۔ ہماری سواریاں جو کمزوری اور لاغر کے باعث چل نہیں سکتی تھیں جسے آتے وقت چھ میل کی دوری پر باہر ہی چھوڑ آئے تھے۔ اب ان کی حالت ہی بدل چکی ہے۔ گویا کہ خزاں رسیدہ چمن میں بہار آ گئی ہے۔ سواریاں نہ صرف سیر نظر آئیں بلکہ مستعد اور طاقتور ہو چکی تھیں۔ یہ تمام تر برکتیں رحمۃ للعالمین کی بدولت فوری طور پر عطا ہو رہی ہیں۔ خیال رہے سیرت کی کتابوں میں حضرت حلیمہ کی سواریوں میں کہیں ڈاچی کا ذکر ہے تو کہیں دراز گوش یعنی گدھے کا نام آتا ہے۔ لہٰذا یوں تطبیق کی جاسکتی ہے کہ یہ دونوں سواریاں ڈاچی اور دراز گوش (گدھا) آپ اور آپ کے خاوند لے کر آئے تھے۔ دونوں سواریوں کی حالت پتلی تھی۔ کمزور اور نحیف تھیں، دبلی پتلی اور لاغر تھیں مگر جیسے ہی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سعدیہ حلیمہ نے آپ کو آغوش شفقت میں لیا تو حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک ایک چیز برکتوں سے معمور ہوتی چلی گئیں۔ سواریاں بکریاں گھریلو اشیاء سب کی سب آپ کے فیوض و برکات سے اور رحمات کا مورد ٹھہریں۔

چالیس دشمنوں کی ہلاکت:

میری بہنو! خاص وقت ہو چکا ہے مگر آفرین کے آپ نے کسی قسم کی تھکاوٹ کو اپنے قریب نہیں آنے دیا۔ آخر اکتاہٹ اور تھکاوٹ ہو بھی کیوں؟ یہ ذکر پاک کس

ذات مقدس کا، وہی جو ہر قسم کی رکاوٹوں اور تھکاوٹوں کو دور فرماتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: و اللہ یعصمک من الناس ○ میرے حبیب اللہ خود تمہاری لوگوں سے حفاظت فرمائے گا۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا وعدہ نہ صرف بعد از اعلان نبوت و رسالت بلکہ یہ حفاظت مسلسل ہوتی چلی آ رہی ہے۔ اس کا دائرہ کار بڑا وسیع ہے اگر سلسلہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نیز حضرت اسماعیل علیہ السلام سے لیکر حضرت روح اللہ کلمہ اللہ عیسٰی بن مریم علیہ السلام تک واقعات کو قلمبند کیا جائے تو صرف اسی ایک موضوع پر ضخیم ترین کتاب تیار ہو جائے گی۔ جو نہایت نازک ترین مرحلہ میں واقعہ پیش آیا اس کی مختصر سی روداد حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبانی سنانے کی سعادت حاصل کرتی ہوں۔

میری اسلامی بہنو!

حضرت سیدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں اٹھائے ایک بیابان، جنگل اجاڑ کو عبور کر رہی تھی کہ چالیس یہودیوں نے جو اپنی کتاب میں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و شمائل اچھی طرح پڑھ چکے تھے کہ وہ آخری نبی اسرائیل کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ یہودی احبار اس تاڑ میں رہتے تھے کہ جو نبی آخر الزماں ہے وہ پیدا ہو چکا ہے اور حضرت سعدیہ حلیمہ کے پاس پرورش پا رہا ہے۔ لہٰذا موقع کی تلاش میں تھے کہ کبھی ایسا وقت ہاتھ آئے جب حلیمہ اکیلی لیے ہوئے باہر نکلے۔

چنانچہ انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانا، بیابان جنگل اور اجاڑ میں حضرت حلیمہ کو اکیلی جاتے ہوئے پایا تو اپنے پورے ساز و سامان سے لیس آپ کو شہید کرنے کے لیے دوڑنے لگے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ نے ان کے بدلتے ہوئے تیور کو بھانپ لیا

جیسا کہ بیہقی وقت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَظْھَرَ عَلَیْہِ تَاْوِیْلَ الْمُقَطَّعَاتِ وَاَسْرَارِھَا۝

(تفسیر مظہری، جلد اوّل، 15:)

بے شک اللہ تعالیٰ نے ان پر مقطعات قرآنیہ کی تاویل اور اسرار ظاہر فرماتے ہیں۔ ان کے حقیقی معانی جاننے کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا ہے تاہم صحابہ کرام، اولیاءِ عظام اور مفسرین امت نے ان حروف کی تاویل کی ہے اور ان کے مرادی معنی بیان فرمائے ہیں۔

تاویلِ آیت:

چنانچہ نویں صدی ہجری کے ایک عظیم المرتبت والی اور مفسر حضرت شیخ عبدالوہاب بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان حروف کی تاویل کرتے ہوئے مرادی معانی یوں بیان فرماتے ہیں:

کٰھٰیٰعٰصٓ یعنی ک سے مراد وہ کن ...... ہ ی سے مراد ھیا ...... ع سے مراد عبداللہ ...... ص سے ارشارہ ہے صورۃ کا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کی تاویل یوں ہوگئی:

کٰھٰیٰعٰصٓ یعنی کن ھیا عبداللہ مورتًا یتجمل بعمال اللہ فینتفع الناس بک۝

معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: اے میرے بندے! ہو جا ایسی صورت میں جو تیرے رب نے اپنے جمال سے مزین کی تاکہ لوگ تیری صورت دیکھ کر نفع حاصل کرسکیں۔ حضرت شیخ عبدالوہاب بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی طرف اشارہ ہے اور یہی بات حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ

علیہ نے بھی اخبار الاخیار میں نقل فرمائی ہے چنانچہ دو حوالوں سے اس آیت کا مرادی معنی پیش خدمت ہے کہ اس آیت میں خدا اپنے محبوب کو خطاب فرماتا ہے۔

ارے ازل سے نور کی جلوہ سامانیوں سے فیض یاب ہونے والے...... میرے نوری محبوب، دنیا تیری منتظر ہے...... اب حالت نور سے اس صورت بشری میں آ جا...... جو صورت تیرے رب نے اپنے جمال سے مزین کی ہے۔ تیری جس صورت پہ تو جمال ہے اس صورت میں آ جا...... تا کہ کائنات تجھ سے نفع پا سکے۔

اے محبوب! جب سے یہ کائنات بنی ہے...... جب سے نبی آنے لگے...... جب سے پیغمبر میری توحید کے ڈنکے بجانے لگے...... تب سے کائنات میں میرا یہ اعلان ہو رہا ہے۔

کنت کنزًا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت نور محمد○

لوگو! میں تو ایک مخفی خزانہ تھا۔ مجھے کوئی جانتا نہ تھا، مجھے کوئی مانتا نہ تھا جب میں نے اپنی پہچان اور اپنا تعارف کرانا چاہا تو میں نے نور محمدی کو پیدا کر دیا۔ اے محبوب سن! میں نے کائنات میں اعلان کر رکھا ہے۔

لو لاك لما خلقت الافلاك○ (روح المعانی، 1 / 51)

لو لاك ماخلقت ارفی ولاسمالی○

(شفاء الصدور، سبل الہدیٰ والارشاد، 1 / 51)

اے محبوب! اگر تجھے دولہا بنا کر بزم کائنات میں بھیجنا مقصود نہ ہوتا تو میں کائنات کی کوئی شے تخلیق نہ کرتا حتیٰ کہ اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا میں نے اپنے رب ہونے کا اعلان بھی تیرے لیے کیا ہے...... پھر سارے نبی رسول تیری آمد کا اعلان کرنے آتے رہے۔

اے محبوب! جب سے نبیوں نے کہا...... وہ مقصودِ کائنات آئے گا تب سے کائنات تیری منتظر ہے۔ لہٰذا اب اس حلۂ نوری سے نکل کر...... بشری لبادہ اوڑھ کر بشروں میں آ جا...... تاکہ کائنات تجھ سے فیضیاب ہو سکے۔

یہ کس کی جستجو میں مہر عالم تاب پھرتا تھا
ازل کے روز سے بے تاب تھا بے خواب پھرتا تھا
یہ کس کی جستجو میں چاند نے سختی سہی برسوں
زمین پر چاندنی برباد، آوارہ رہی برسوں
یہ کس کے شوق میں پھرا آ گئیں آنکھیں ستاروں کی
زمین کو تکتے تکتے آ گئیں آنکھیں ستاروں کی
یہ سب کچھ ہو رہا تھا ایک ہی امید کی خاطر
یہ ساری خواہش تھیں ایک صبح عید کی خاطر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار:

علامہ اقبال جو!

قائد مشرق بھی ہے اور نقاد مغرب بھی
شاعر بھی ہے اور فلسفی بھی
عاشق بھی ہے اور سنی بھی

وہ کہنے لگے کہ اس جہانِ رنگ و بو میں چاند ہو یا سورج، ستارے ہوں یا پھول، باغ ہو یا بہار سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کا انتظار تھا۔

ہر کجا بینی جہان رنگ و بو
آنکہ از خاکش بروید آرزو

یا زنورِ مصطفٰے اور راہماست
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفٰے است
آیہء کائنات کا معنی دیریاب تو
نکلے تیری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بو

کلامِ اقبال کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ
اشیائے کائنات دو قسم کی ہیں۔ کچھ جامد...... کچھ متحرک...... جو کچھ چیزیں اپنی جگہ پر رکی ہوئی ہیں...... وہ سکون میں ہیں اور جو چل پھر رہی ہیں...... وہ اضطراب اور تلاش میں ہیں۔ جو ٹھہری ہوئی ہیں...... معلوم ہوتا ہے انہیں کملی والا مل گیا ہے...... اور جو حرکت میں ہیں...... وہ ابھی تک محبوبِ خدا کی تلاش میں ہیں...... سبحان اللہ!

عارف کھڑی کا ذوق:

اس فلسفے کو رومیٔ کشمیر پنجابی میں یوں فرماتے ہیں:

سرو آزاد حیران کھلوتا پیر زمیں وچ گڈھے
اُچا ہو ہو رستہ دیکھے یار کتوں سر کڈھے

حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے باغوں کے اندر دیکھا کہ سارے درختوں کی شاخیں پھیلی ہوئی اور جھکی ہوئی ہیں لیکن سرو کا بوٹا درمیان سے اونچا ہو کر اور سر نکال کر کھڑا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

حضرات گرامی!

عارف اور صوفی کی شان یہ ہے کہ وہ اشیاء کی حقیقتوں کو جانتا ہے چونکہ آپ عارف ہیں اس لیے فرماتے ہیں کہ کچھ درخت جھکے ہوئے ہیں...... کچھ اٹھے ہوئے جو جھکے ہوئے ہیں انہیں سرکار مل گئے ہیں وہ فرطِ عقیدت میں سلامی دے رہے ہیں......

اور جو کھڑے ہیں وہ پورے شوق سے سرکار کی تلاش کر رہے ہیں۔ خشک ملاوں کے باغ میں بھلا یہ باتیں آتی ہیں۔ دنیاداران باتوں کا مزا لے سکتا ہے...... نہیں...... یہ عاشقانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ہیں۔ یہ اہل محبت و وفا کی باتیں ہیں...... یہ رازِ کائنات جاننے والوں کی باتیں ہیں۔ یہ حقائق اشیاء کا علم رکھنے والوں کی باتیں ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ مرجع کائنات ہے۔

ساری کائنات آپ کی منتظر ہے...... آپ بھی منتظر بیٹھے ہیں...... ہم سب منتظر ہیں کہ

شاید یار ملے اج سانوں اچن اچیت اس راہوں

ہمہ وقت یہی آرزو ملتی ہے کہ وہ محبوب مدنی آجائے۔

کبھی خوابوں میں آجائے...... کبھی جاگتے ہوئے آجائے۔ کون ہے جو میرے نبی کا دیوانہ نہیں؟...... کون ہے؟...... جو جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پروانہ نہیں؟......

وہ ایسا محبوب ہے کہ

ادھر مخلوق	اس کی منتظر ہے
ادھر خدا	اس کا منتظر ہے
فرشتے	غلامی کے لیے کھڑے ہیں
نبی	سلامی کے لیے کھڑے ہیں

چاند سورج...... اس کی انگلی کے اشارے پر رقص کرنے کے لیے تیار ہیں۔

ساری کائنات اس محبوب خدا کا انتظار کر رہی ہے۔ جب پتہ چلا کہ وہ محبوب اس کائنات میں جلوہ گر ہونے والا ہے تو کائنات وجد میں آ گئی خوشی سے جھومنے لگی...... پھول مہکنے لگے...... غنچے چٹکنے لگے...... کلیاں مسکرانے لگیں...... درخت لہلہانے

لگے...... پرندے چہچہانے لگے ...... چاند سورج چمکنے لگے...... ستارے دمکنے لگے......اور ساری کائنات محبوب خدا کے استقبال کے لیے تیار ہوگئی۔

شکمِ اطہر میں آمد:

جس رات محبوب خدا اپنی والدہ ماجدہ، طیبہ طاہرہ آمنہ خاتون سلام اللہ علیہا کے اشکم مقدس میں جلوہ افروز ہوئے اس رات کو اللہ تعالیٰ نے

جانوروں کو بولنے کی طاقت بخشی...... پھر

سمندر کی مچھلیوں نے ایک دوسرے کو مبارکباد کہا

ہوا کے پرندوں نے ایک دوسرے کو مبارک دی

مشرق و مغرب کے جانوروں نے ایک دوسرے کو مبارکیں دیں

جنوب و شمال کے جانوروں نے ایک دوسرے کو مبارکباد کے پیغام بھیجے

مبارک بادیاں:

جانور تو نبی پاک کے میلاد پر مبارکباد کہیں اور تم امتی ہو کر نبی پاک کے میلاد پر مبارکباد نہیں کہتے۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

حضرات!

وہ حیوان ہو کر مبارک باد دے رہے ہیں جن کو یہ عید میلاد، مبارک نہیں لگتی پتہ کرو کہیں یہ جانوروں سے بھی بدتر تو نہیں؟

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۝ (الاعراف: 179)

ہاں ہاں! یہ جانوروں سے بھی گئے گزرے ہیں۔

جانور تو کہیں مبارک ہو...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرہے ہیں۔

آمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم...... مرحبا مرحبا...... یہ نعرے ہم اہل سنت نے نہیں

بنائے۔ حضور کے میلاد پہ یہ نعرے

جانوروں نے بھی لگائے
فرشتوں نے بھی لگائے
انسانوں نے بھی لگائے

آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ...... مرحبا مرحبا

نبیوں نے مبارک بادیں دی تھیں۔ سبحان اللہ!

پیاری اسلامی بہنو!

دیکھو!...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد ہو رہا ہے...... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پر خدا کتنا انتظام کر رہا ہے۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نو ماہ میرا محبوب میرے پیٹ میں تشریف فرما رہے۔ ہر ماہ ایک نبی آتا اور مجھے مبارک باد پیش کرتا:

پہلے ماہ	حضرت آدم علیہ السلام آئے
دوسرے ماہ	حضرت شیث علیہ السلام آئے
تیسرے ماہ	حضرت ادریس علیہ السلام آئے
چوتھے ماہ	حضرت نوح علیہ السلام آئے
پانچویں ماہ	حضرت ھود علیہ السلام آئے
چھٹے ماہ	حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے
ساتویں ماہ	حضرت اسماعیل علیہ السلام آئے
آٹھویں ماہ	حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے
نویں ماہ	حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے

علیہم صلوات والتسلیمات

ہر ماہ یہ نبی خواب میں میرے سامنے تشریف لاتے اور میرے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے اور حفیظ جالندھری کی زبان سے یوں کہتے۔

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخرِ موجودات فخرِ نوعِ انسانی

پھر وہ میری طرف متوجہ ہو کر کہتے، اے آمنہ! تجھے مبارک ہو...... کے تو اسلام الانبیاء کی ماں بننے والی ہے۔

معلوم ہوا...... میلاد النبی پر سلام پڑھنا نبیوں کی سنت ہے۔

قرآن اور ذکر میلاد:

بعض نادان لوگ کہتے ہیں کہ اہل سنت نے میلاد اپنی طرف سے بنالیا ہے۔ یہ قرآن میں ہے ہی نہیں...... جاہلو! تمہیں پتہ ہی نہیں کہ قرآن میں کیا کیا لکھا ہے؟ تم قرآن پڑھو تو پتہ چلے...... آؤ ہم سے سنو کہ قرآن میں کیا لکھا ہے۔

میلاد عیسیٰ علیہ السلام:

قرآن کہتا ہے کہ اک نبی کا میلاد ہوا...... وہ نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ وہ نبی اپنے میلاد کے دن اپنے اوپر سلام پڑھ رہا ہے......

وَالسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ (سورہ مریم 33)

لوگو! جس دن میرا میلاد ہو...... اس دن مجھ پر سلام ہو۔

یہ نبی کہہ رہا ہے کیوں کہہ رہا ہے؟...... اس لیے کہ لوگ میرے میلاد کے دن مجھ پر سلام پڑھا کریں۔ نبی کی بات تعلیم امت کے لیے ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ قرآن ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ نبی کے میلاد پر سلام پڑھو اور جس دن نبی کے میلاد کا تذکرہ کرو اس دن بھی سلام پڑھو۔

قرآنی لفظ ہے...... ولدت

اب میں پوچھتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے میلاد پر تو سلام ہو......اور جس کے صدقے عیسیٰ علیہ السلام آئے ہیں اُن کے میلاد پر سلام کیوں نہ ہو......قرآن نے ارشاد کر دیا ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کے میلاد پر سلام پڑھنا چاہئے......تو جو عیسیٰ علیہ السلام کا بھی نبی ہے اس کے میلاد پر سلام کیوں نہ پڑھیں؟

نبی کا میلاد اور رب کا سلام:

سنو! جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کا میلاد ہوا تو اللہ تعالیٰ نے سلام پڑھا۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَسَلٰمٌ عَلَيۡهِ يَوۡمَ وُلِدَ وَ يَوۡمَ يَمُوۡتُ وَ يَوۡمَ يُبۡعَثُ حَيًّا۝ (مریم:15)

سلام ہو ان پر جس دن وہ پیدا ہوئے۔
اللہ تعالیٰ نے کہا......ہوسکتا ہے بعض بے وقوف لوگ کہیں......کہ نبی نے خود ہی اپنی ذات پر سلام پڑھا ہے......یہ کوئی بڑی بات نہیں سن لو!......
میں خدا کے نبی کی ذات پر سلام پڑھ رہا ہوں......
وہ اللہ تعالیٰ ہو کر انبیاء کے میلاد پر سلام بھیجے اور تو بندہ ہو کر سلام نہ پڑھے۔

وَسَلٰمٌ عَلَيۡهِ يَوۡمَ وُلِدَ

جس دن یحییٰ کا میلاد ہوا اس دن یحییٰ پر میرا سلام ہو۔
اب ایمانداری سے بتاؤ کہ اگر یحییٰ علیہ السلام کے میلاد پر خدا اسلام پڑھتا ہے تو یحییٰ نے بھی نبی کے میلاد پر سلام پڑھنا کس طرح ناجائز ہو گیا؟......

میلاد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء:

پیاری اسلامی بہنو!......اللہ تعالیٰ نے جس طرح قرآن پاک میں میلاد عیسیٰ اور

میلادِ یحییٰ علیہم السلام کے تذکرے فرمائے ہیں۔ اسی طرح قسمیں اٹھا کے میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے پھریرے میں لہرائے ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ (البلد: 1،2)

اے کملی والے محبوب! میں قسم اٹھاتا ہوں شہر مکہ کی...... صرف اس لیے کہ تو اس شہر کی گلیوں میں خرام ناز کرتا ہے۔

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ○ (البلد: 3)

اے کملی والے! مجھے تیرے والد کی قسم اور میلاد کی قسم۔

اب بتاؤ...... یہ قرآن ہے یا نہیں؟ خدا پہلے اپنے نبی کے شہر کی قسم فرماتا ہے پھر نبی کے والد کی قسم فرماتا ہے...... پھر نبی کے میلاد کی قسم فرماتا ہے۔

رب آکھے سوہنیا محبوبا تیرے سو سو ناز اٹھاواں
سب میریاں قسماں کھاندے نے میں تیریاں قسماں کھاواں

پیاری اسلامی بہنو!

یہ آیاتِ قرآنیہ اہل سنت کے علاوہ کیا کوئی اور بھی تمہیں سناتا ہے؟ نہیں...... دوسرے لوگ تمہیں قرآن پاک کی وہ آیات نہیں سناتے جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور کمالات ظاہر ہوں، وہ احادیث جن سے عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار ہو...... تمہیں دوسرے لوگ نہیں سناتے۔

کیونکہ ان کے دلوں میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا حسد ہے، وہ بغض رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اتنا مقام کیوں دیتے ہو نبی کو؟...... ہے تو وہ تمہارے جیسے ہی (معاذ اللہ)۔

یہ بولی......

ابوبکر کی نہیں	ابوجہل کی ہے
جبریل کی نہیں	ابلیس کی ہے

شیطان کا واویلا:

پیاری اسلامی بہنو! جس رات حضور علیہ السلام نے اپنی والدہ محترمہ کے اشکم اطہر میں آئے، اس رات شیطان چیخ چیخ کر رویا۔ مشہور سیرت نگار حضرت امام ابو القاسم سہیلی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

ان ابلیس لعنة الله ان اربع رنات رنة حين لعن رن حين اهبط وزنه حين ولد رسول الله ورنة حين انزل فاتحة الكتاب○ (الروض الانف، جلد اوّل: 181)

چار وقت ایسے ہیں جب شیطان سب سے زیادہ رویا:

جب اس پر لعنت پڑی

جب اس کو زمین پر اتارا گیا

جب محبوب خدا کی ولادت ہوئی

جب سورت فاتحہ نازل ہوئی

مگر سب سے زیادہ حضور علیہ السلام کی ولادت کے وقت رویا۔ اس دن ابلیس جبل ابوقبیس پر چڑھ گیا اور چیخ چیخ کر رویا...... اپنے سر پر خاک ڈالی تمام روئے زمین کے شیاطین اور جنات اکٹھے ہوگئے اور پوچھا اے ہمارے سردار تو کیوں رو رہا ہے؟ کہنے لگا...... آج میری اور تمہاری ہلاکت کا سامان بن گیا ہے۔ آج آمنہ کے شکم میں وہ نبی آ گیا ہے۔ اب اس کا میلاد ہوگا دنیا میں امن ہو جائے گا...... میرا مکر پوری طرح دنیا پر نہیں چل سکے گا۔ اس لیے میں روتا ہوں...... (مولد العروس ابن جوزی)

پیاری اسلامی بہنو!

منکرین میلاد ہمیں کہتے ہیں کہ تم میلاد کی خوشی نہ مناؤ۔ غم مناؤ...... گویا ہمیں تلقین کرتے ہیں کہ نبی کے میلاد کے دن رویا کرو۔

ہم خوشیاں منائیں گے:

ہم کہتے ہیں کہ ہم کیوں روئے؟ روؤ! تم...... کیونکہ تمہارا بڑا بھی رویا تھا میلاد کی خبر پر ابلیس رویا تھا۔

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

ہمارے نبی مسکرائے تھے ...... فرشتے خوش ہوئے تھے ...... انبیاء نے مبارکبادیاں دیں تھیں۔

لہٰذا ہم میلاد کے دن خوشیاں بھی منائیں گے۔ مبارکبادیاں بھی دیں گے۔ ہم کیوں روئیں۔

تم روؤ...... یہ تمہاری قسمت میں لکھا ہے۔

سنة الفتح والابتهاج:

کتب سیر میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت سے قبل سارا عرب قحط سالی کا شکار تھا...... درخت سوکھ گئے تھے...... جانور پتلے دبلے ہو گئے تھے...... قحط سالی کا دور دورہ تھا...... مگر جس رات کو آپ اپنی والدہ کے شکم اطہر میں تشریف لائے اس رات کی صبح کو سارے عرب میں ہریالی آ گئی...... درخت سرسبز و شاداب ہو گئے تھے ...... کھتیاں اگنے لگیں...... سبزے بڑھنے لگے...... بارشیں ہونے لگیں ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں...... باغ عالم میں بار بہاری چلنے لگی...... گویا

باغ عالم میں پھر تازگی آ گئی
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے زندگی آ گئی

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے تو بہاریں آ گئیں...... ہریالی آ گئیں...... پریشانیاں دور ہو گئیں...... غم غلط ہو گئے...... قومیں مسکرا اٹھیں اہل عرب کو خوشیاں مل گئیں۔ علماء اہل سنت نے لکھا ہے کہ اس سال کا نام اہل عرب والوں نے رکھا: سنة الفتح والابتهاج۔ یہ فتح اور خوشیوں کا سال ہے۔

معلوم ہوا...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا مخلوق کے لیے خوشی کا سبب ہے لہٰذا ہمیں بھی خوشی منانی چاہئے۔

شب ولادت:

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جس رات کی صبح کو محبوبِ خدا اس دھرتی پر تشریف لائے اس رات میں کیا دیکھتی ہوں۔

ورایت املاك السماء تزخرقت
والکون یرقص والهنا فی منزلی
نادیت ما هذا فضل من العلی
لا تسأل عن فضله لاتسألی

آسمان نیچے آ رہا ہے غور کیا تو پتہ چلا کہ یہ آسمان کے ستارے میرے مکان کی چھت کے قریب آ گئے ہیں۔ میں گھبرا گئی کہ یہ کیا ہو گیا ہے...... تو ستاروں سے آواز آئی، آمنہ رضی اللہ عنہ! گھبرانہ...... تیری گود میں نبیوں کا سردار آنے والا ہے۔ ہم اس پر سلام پڑھنے آئے ہیں۔ (مولد العروس ابن جوزی)

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

کنت انظر الی الملائكة تنزل علیه افواجا افواجا (ایضاً)

میں نے ایک اور عجیب منظر دیکھا کہ انوار چمک رہے ہیں اور آسمان تک

میرے مکان کے اردگرد فرشتوں کی فوجیں اتر رہی...... زمین سے آسمان تک انوار ہی انوار ہیں۔ میں نے حیرت میں مبتلا ہو کر سوچا کہ یہ انوار کے لیے ہیں تو آواز آئی ...... اے آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہم آسمانی فرشتے ہیں تیری گود میں محبوب خدا تشریف لانے والا ہے اور ہم اس پر سلام پڑھنے آئے ہیں۔

فرشتوں کی سلامی دینے والی فوج گاتی تھی
جناب آمنہ رضی اللہ عنہا سنتی تھی یہ آواز آتی تھی
سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخرِ موجودات، فخرِ نوع انسانی

اسلامی بہنو!

حضور کا میلا دہو رہا تھا اور فرشتے بوقت ولادت سلام پڑھ رہے تھے۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر میں نے کیا دیکھا کہ میرے کمرے میں چند نوری سائے پھر رہے ہیں۔ پھر غور سے دیکھا کہ وہ نوری سائے دراصل عورتیں ہیں۔ جن کے چہروں پر نقاب ہیں۔ میں پوچھتی ہوں بیبیو! تم کون ہو؟...... ایک عورت کی آواز آتی ہے...... اے آمنہ رضی اللہ عنہ! گھبراؤ نہیں میں عیسیٰ کی ماں مریم ہوں ...... یہ اماں حواء ہیں...... یہ فرعون کی بیوی آسیہ ہے، پوچھا کیسے آئیں؟ کہنے لگیں ...... ہم محبوب خدا کی دائیاں بن کر آئیں ہیں اور ہمارے ساتھ جنتی حوریں ہیں۔

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر یکا یک ایک نوری ہاتھ برآمد ہوا جس میں دودھ کا پیالہ تھا۔ مجھے وہ دودھ پینے کا حکم ملا، وہ دودھ، عام دودھ سے زیادہ سفید...... شہد سے زیادہ میٹھا...... برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ جب میں نے وہ پیا تو مجھے سکون آ گیا۔

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

وترنم الاطیار عند ظهوره — فرحا ومال الغصن منه بدورا

والی السیم و بشرا ومعطرا — یقدوم احمد فی الانام نذیرا

جب محبوب خدا کی ولادت کا وقت قریب آ گیا تو میں نے دیکھا کہ چھوٹی چھوٹی چڑیاں جن کی چونچیں یاقوت کی ہیں اور ان کے پر چمک رہے ہیں...... وہ میرے اردگرد طواف کر رہے ہیں اور اپنی بولی بول رہی ہیں...... یوں لگتا ہے جیسے میرے محبوب پر سلام پڑھ رہی ہوں۔ یہ قمریاں اور چڑیاں آئیں جو گو، گو، کر کے، ہو، ہو کر کے......اور وجد کر کے حضور کی آمد کی خوشیاں منا رہی تھیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آمد:

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

پھر میں کیا دیکھتی ہوں کہ ایک غیر شخص ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ میں شرما جاتی ہوں کہ یہ مرد کون ہے؟ وہ سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا!...... آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھبراؤ نہیں میں جبرائیلِ امین علیہ السلام ہوں اور تیری گود میں آنے والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے آیا ہوں۔ محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بیان میلاد النبوی میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جبرائیلِ امین علیہ السلام کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے:

اظهر یا سید المرسلین○

اے رسولوں کے سردار! اب ظاہر ہو جاؤ......

اظهر یا خاتم النبیین○

اے آخری نبی اب ظاہر ہو جاؤ......

اظهر یا نور من نور الله ○

اے اللہ تعالیٰ کے رسول اب ظاہر ہو جاؤ......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم آ رہے ہیں...... جبرائیل علیہ السلام سلام پڑھ رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہو رہی ہے۔ اور جبرائیل علیہ السلام یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرے لگا رہا ہے۔

اظهر یا رسول الله ○

معلوم ہوا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پر نعرہ رسالت لگانا جبرائیل علیہ السلام کی سنت ہے۔

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا سارا کمرہ بقعۂ نور ہو گیا۔ پھر یکا یک حضور صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے......بس مجھے اتنا پتہ چلا کہ **خرج عینی نورا اضاء ات منه قصور اشام** ○ اس محبوب کے آنے کے ساتھ جب انوار چمکے تو اللہ تعالیٰ نے میری نظروں سے تمام حجابات ہٹا دیئے اور میں نے مکے میں اپنی جھونپڑی میں بیٹھ کر بوقت سحر شام کے محلات دیکھے اور بصرہ کے بازاروں میں چلتے ہوئے اونٹوں کی گردنیں دیکھیں۔ (سبحان اللہ)

معلوم ہوا:

حضور علیہ السلام کا میلاد ہو رہا تھا۔

جبرائیل علیہ السلام یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرے لگا رہا تھا۔

اور خدا چراغاں کر رہا تھا۔

کسی شاعر نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ان لفظوں کی ترجمانی یوں کی:

ندا تھی کہ سرکار تشریف لاؤ
دوعالم کے سردار تشریف لاؤ
شہنشاہ ابرار تشریف لاؤ
رسولوں کے مختار تشریف لاؤ
زمین کو بھی عزت ہو عرشِ معلیٰ کی
دکھا جاؤ بندوں کو صورت خدا کی
فجاء محمد بشیرا نذیرا
فصلوا علیہ کثیرا کثیرا

لوگو! میرے نبی پاک کے میلاد کے وقت:

ہوئی انوار کی بارش قدم رکھا محمد نے
زمین کو چومنے عرشِ معلیٰ بار بار آیا
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آئے بہاروں پر بہار آئی
زمیں کو چومنے جنت کی خوشبو بار بار آئی
وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ○

◆◆◆◆◆

تیسری تقریر:

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

آیت میثاق کی روشنی میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حَمْدُ الشّٰاکِرِیْنَ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَاَکْمَلُ السَّلَامِ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ قَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَالْمَغْرِبَیْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ مَوْلَانَا وَ مَوْلَی الثَّقَلَیْنِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا وَ مَلْجَانَا وَمَاوٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۝

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَةٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (آل عمران:3:82)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ ۝

پیاری اسلامی بہنو!

اللہ رب العزت جل جلالہٗ نے اس آیت مبارکہ میں انبیاء کرام کے اجتماع میں

اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر میلاد فرمایا ہے۔ اولاً آیت کریمہ کا ترجمہ سماعت فرمائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ یاد فرمائیں وہ واقعہ جب کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے پختہ عہد لیا تھا۔

لَمَا اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتَابٍ وَّحِکْمَةٍ

اے نبیو! اے رسولو! جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطاء کر کے دنیا میں نبوت اور رسالت کی شان سے بھیجوں۔

ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ

پھر آ جائے تمہارے پاس عظمتوں والا رسول۔

مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ

جو تصدیق کرنے والا ہے، اُن چیزوں کی جو تمہارے پاس ہیں۔

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط

کیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ اٹھالیا ہے۔

قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛ کیا تم نے اقرار کیا ہے اے نبیو!

وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ط

کیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ اٹھالیا ہے۔

قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط

سب نبیوں نے جواب دیا اے اللہ تعالیٰ! ہم نے اقرار کرلیا۔

قَالَ فَاشْهَدُوْا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس تم سب گواہ ہو جاؤ۔

وَ اَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ○

اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ

پس جو شخص اس کے بعد اس عہد سے پھر گیا۔

فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ○

پس وہ فاسق لوگ ہیں۔

پیاری اسلامی بہنو!

یہ آیت مبارکہ جو آپ کے سامنے پڑھی گئی اور اس کا تحت اللفظ ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ دراصل یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن پاک میں میلاد نامہ ہے...... جو اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی محفل میں پڑھا۔ اللہ رب العزت نے اپنے نبیوں کو اکٹھا کر کے محفل میلاد منائی اور نبیوں کے سامنے اپنے محبوب کی آمد کا ذکر کیا۔ یہ قرآن ہے ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف آپ کے سامنے ہے۔ اس پر غور کریں یہ آیت کریمہ بتا رہی ہے کہ سب سے پہلے حضور کی محفل میلاد اللہ تعالیٰ نے منعقد کی۔

محفل میلاد کسے کہتے ہیں:

جس محفل میں کچھ لوگ جمع ہو جائیں یا لوگوں کو بلایا جائے، محفل قائم ہو جائے اور اس محفل میں حضور کی تشریف آوری حضور کی آمد اور حضور کی ولادت کا ذکر کیا جائے اور یوں کہا جائے کہ حضور کی آمد ہوئی۔ یہ یہ برکتیں نازل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا کہ ہمیں رسول عطا فرمائے تو جس محفل میں حضور کی آمد کا ذکر کیا جائے اس کا نام محفل میلاد ہے۔

محفل میلاد کی اس تعریف کو سمجھنے کے بعد آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ اس

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میلاد منعقد فرمائی ہے۔

سنیئے! میں قرآن پاک کی اس آیت کی مزید وضاحت کرتی ہوں تاکہ آپ پورے ذوق وشوق کے ساتھ اس مسئلے کو ذہن نشین کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے میرے محبوب یاد کریں وہ واقعہ جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا تھا کسی کو وہ واقعہ یاد کرانا اور کہنا کہ وہ واقعہ یاد کر۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ واقعہ اسی کو یاد کرایا جاتا ہے جو اس موقع پر موجود ہو۔

معلوم ہوا کہ تخلیق کائنات سے پہلے جب اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں نبیوں کا مجمع بلایا تھا۔ حضور وہاں موجود تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ یاد کرا رہا ہے کیونکہ کلمہ اذ میں اذکر کا معنی مخدوف ہے اور یہ لغت عرب کا متفقہ قاعدہ ہے۔ لہٰذا یہاں حضور سے فرمایا جا رہا ہے:

اذ...... یاد کریں محبوب وہ واقعہ جب ہم نے نبیوں کو جمع کیا تھا۔ عالم ارواح میں ان سے عہد لیا اس کو یوم میثاق کہتے ہیں۔

یہ واقعہ جس کی طرف قرآن اشارہ کر رہا ہے۔ یہ عالم اجسام کا نہیں بلکہ عالم ارواح کا ہے۔ کیونکہ اس وقت نہ دنیا تھی نہ معدنیات...... نہ جسم تھے نہ جسمانیات...... روحوں کا دیس تھا...... ہماری ارواحیں تھیں...... جو ابھی پیکر بشری میں منتقل نہ ہوئی تھیں۔ کیونکہ ابھی عالم اجسام نہیں بنا تھا۔ فقط روحوں کا دیس تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **الارواح جنود بحندة** (بخاری، 1/470)

پیاری اسلامی بہنو!

قرآن پاک کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات بنانے سے پہلے، زمین و آسمان بنانے سے پہلے، عالم ارواح میں دو جلسے منعقد کیے، دو کانفرنسیں بلائیں، دو محفلیں جمائیں۔

توحید کانفرنس:

جلسۂ توحید اللہ تعالیٰ نے پہلے منعقد کیا اور اس کے متعلق قرآن میں جو کچھ ہے اس کا لب لباب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب روحوں کو دعوت عام دی۔ سب روحوں کو بلالیا کہ سب اکٹھیں ہو جائیں ان میں:

نبیوں کی روحیں بھی تھیں — رسولوں کی بھی
مومنوں کی بھی تھیں — کافروں کی بھی
ماننے والوں کی بھی تھیں — نہ ماننے والوں کی بھی
مشرک بھی تھے — مومن بھی تھے
کافر بھی تھے — مسلمان بھی تھے

سب کو دعوت عام دی تھی کہ اے ارواح مخلوق سب اکٹھے ہو جاؤ۔ چشمِ زدن میں عالم ارواح میں سب روحیں اکٹھی ہو گئیں۔ سب روحوں کا اجتماع ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جب تمام کو اکٹھا کر لیا تو خود خطاب کیا۔ کوئی اسٹیج سیکرٹری نہیں۔ کسی کی صدارت نہیں، صرف اپنا خطاب رکھا۔

خطاب بڑا مختصر اور دو لفظی تھا۔ قرآن میں سے یہ خطاب نقل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب روحوں کو خطاب کر کے پوچھا:

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ — بس اتنا خطاب

اے میری ساری مخلوق کی روحوں! بتاؤ کیا میں تمہارا رب نہیں؟ بس اتنا خطاب...... اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ...... کیا نہیں ہوں میں تم سب کا رب!

جب رب نے یہ خطاب کیا اور پوچھا تو ساری مخلوق کی روحیں موجود ہیں مگر کوئی روح بولتی نہیں، کوئی جواب نہیں دے رہا، بس خاموش ہے...... رب نے فرمایا:

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ — کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟

سب خاموش چپ چاپ کوئی آواز نہیں۔

تو نے کیوں انجم ناز میں تیو بدلے
دل دھڑکنے کی صدا ہے آواز نہیں

کوئی آواز نہیں خدا فرماتا ہے: بولو بھی! اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ......کیا میں تمہارا رب نہیں......کوئی نہیں بولتا۔

اسلامی بہنو!

اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی کو بولنا آتا ہی نہ تھا۔ کوئی کیا بولتا مخلوق نے پہلی بولی بولنی تھی اس لیے کسی کو بھی بولنے کا سلیقہ نہ تھا۔ کسی کو کلام کا طریقہ نہ تھا، اللہ تعالیٰ کے اس سوال کا جواب کوئی نہ دے رہا تھا۔ سب خاموش تھے۔

کیونکہ یوم الست سے پہلے سلسلہ کلام ہی نہ تھا......کوئی بولی میں نہ تھا......نہ کسی کو پتا تھا کہ بولنا کیا ہوتا ہے......سب روحیں خاموش تھیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بولے......تاجدار مدینہ بولے......صہبط وحی سکینہ بولے......سرورِ قلب و سینہ بولے......نور الانوار بولے سر الاسرار بولے......احمد مختار بولے......اللہ تعالیٰ کے یار بولے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بولے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بولی سن کر سب رسول بولے......ولی بولے......مومن بولے......سب بولے۔ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بولے......اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ بولتے تو کسی کو بولنا نہ آتا۔ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بولی بولی وہ یہ تھی......بلیٰ

خطاب خدا کا بھی مختصر......جواب مصطفیٰ کا بھی مختصر
رب نے فرمایا...... اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا......بلیٰ

اللہ تعالیٰ نے پوچھا...... کیا میں تمہارا رب نہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: بَلٰی ہاں تو ہمارا رب ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بَلٰی کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ساری مخلوق پکار اٹھی بَلٰی میں نے بھی یہی کہا تھا۔ آپ نے بھی یہی کہا۔ تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔ ہم سب بولے تھے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے بولے تھے۔ اب میں ایک لفظ کہتی ہوں حضور بَلٰی نہ کہتے تو ہماری بلا جانتی کہ کیا کہا ہے ہمیں گفتگو کا سلیقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا، ہمیں رب ماننے کا طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔

تو نے قبل از جہاں شان تجلی دیکھی
عرش سجتا ہوا، بنتی ہوئی دنیا دیکھی
تیرے سجدے پر جھکی سارے رسولوں کی جبیں
سب نے اللہ کو مانا تیری دیکھا دیکھی

پیاری اسلامی بہنو!

مخلوق کے ساتھ رب کی پہلی بولی وہ ہے: اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ...... پہلی بولی رب کی اَلَسْتُ ہے۔ اس بولی میں پہلا حرف الف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بولی الف سے شروع ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بولی بلٰی ہے۔ اس میں پہلا حرف با ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا الف...... مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا با...... الف، با بن گئی...... بولی بن گئی...... ہماری زبان بن گئی، خدا اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مل کر ہمیں بولنے کا سلیقہ دے دیا۔

رب نے کہا...... اَلَسْتُ پہلے الف آیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا...... بلٰی پہلے با آیا۔

یہاں سے الف اور با شروع ہوئے۔ پہلے نہ کوئی علم تھا نہ کوئی بولی تھی۔ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم بولے تو دنیا کو بولنا آ گیا۔

پیاری اسلامی بہنو!

اللہ تعالیٰ نے کہا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جب رب نے کہا تھا اَلَسْتُ ہم تو اسی دن ہو گئے مست۔

یہیں سے فقیروں کی اصطلاح بن گئی ہے۔ مست الست...... اس کا معنی یہ ہے کہ جب رب نے اَلَسْتُ کہا تھا تو یار کی بولی سن کر بے خود ہو گئے...... یار کے کلام کی مستی چڑھ گئی...... اسی حقیقت کو غوث زماں پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں:

نہ میں کل پھٹی تے نہ میں آج پھٹی
میں تے پھٹی ازل دے روز دیاں

اب میں اک بات آگے کہہ کر چلتی ہوں اگر آپ سے کوئی سوال کرے کہ یہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی محبت کہاں سے ملی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کہاں سے ملی، تو ہم کہیں گے ہمیں یوم اَلَسْتُ سے ملی...... روزِ ازل سے ملی...... یہ ہمیں جو اللہ تعالیٰ کی محبت ملی ہے یہ ہمیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ملی ہے۔

قرآن کے اسی مفہوم کو حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان کرتے ہیں۔

عشقوں جاگ لگی آسانوں اسیں ازلوں شاہا ستھرے
نہ اساں وید کتاباں اسیں آپ آپے تے اترے
یہ جو عشقوں محبت ہمیں ملا ہے
یہ ازلوں جاگ لگی آسانوں

اب میں عرض کرنا چاہوں گی۔ اشارے اشارے میں کہ ہمیں عشق کی جاگ کب لگی؟

پیاری اسلامی بہنو!

یہ جو اہل اللہ تعالیٰ کو عشق و محبت، سوز و گراز، آہ فغاں اور عشق کی جاگ لگی ہے اس کے متعلق دانائے شیراز شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کیں دولت از گفتار خیزد

عشق صرف دیدار سے نہیں لگتا گفتار سے بھی لگ جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کبھی یار کی بولی سن کر بھی عشق لگ جاتا ہے۔ ابھی دیکھا نہیں صرف بولی سنی اور عشق لگ گیا۔

پیاری اسلامی بہنو!

ہم سب عالم ارواح میں تھے یکا یک ہم نے رب کی آواز سنی...... وہ آواز جس میں نہ سر تھی نہ طن...... بدصورت تھی نہ دہن اللہ تعالیٰ کی آواز میں نہ جیت تھی نہ سمت ...... آواز اِدھر سے آئی کہ اُدھر سے آئی پتہ نہیں کدھر سے آئی...... بس اس کی آواز بھی سمجھنے کے لیے کہتے ہیں ہر حال ہم عالم ارواح میں تھے سب نے اچانک محبوب کی بولی سنی۔ رب کی آواز آئی:

اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ

محبت کی آگ لگ گئی...... عشق بھڑک اٹھا حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ سنیا دل میرے جند قَالُوْا بَلٰی کو کیندی ہو
حب وطن دی غالب ہوئی اک پل سون نہ دیندی ہو

جب سے ہم نے یار کی بولی سنی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے الف سنا ہے، کملی والے سے با سنا ہے جب سے محبوبوں کی وہ گفتار سنی ہے۔

بن دیکھے ہم عشق لگا بیٹھے وہ آواز اتنی رسیلی تھی......اتنی نشیلی تھی......اتنی شاندار تھی......مزیدار تھی کہ ایک اللہ تعالیٰ عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے نبی کی بولی سن کر ان پر عاشق ہو گئے۔

اسی بات کو حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ جہاں ہم نے یار کی بولی سنی ہم بھی وہیں کہیں تھے۔

وسدے ہاسے وسدے ناسے تیری جھوک دے آسے پاسے
سندھے ھاسے مٹھیاں گالیں سوہنا یار نیندایا سے

پیاری اسلامی بہنو!

ابھی محبوب کی بولی سنی ہے اسے دیکھا نہیں تو یہ حال ہو گیا ہے کہ بدر میں گردنیں کٹ گئیں۔

کربلا میں خیمے جل گئے
نیزے کی نوک پر قرآن پڑھے گئے

ابھی صرف یار کی بولی سنی ہے اگر وہ بے حجاب سامنے آجائے تو پتہ نہیں کیا ہو جائے

آمدم برسر مطلب!

کہنا یہ چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں توحید کانفرنس بلائی اپنی توحید کا جلسہ منعقد کیا۔ اولین و آخرین کو مدعو کیا......تمام مخلوق کی روحیں جمع ہو گئیں......اللہ تعالیٰ نے کہا لوگو! میں اپنی توحید کی بات تم سے کرنا چاہتا ہوں......میں اپنی ربوبیت کا اعلان کرنا چاہتا ہوں......میں اپنی الوہیت کا اعلان کرنا چاہتا ہوں......خطاب بڑا مختصر تھا......جلسہ بہت بڑا تھا......اجتماع بے پناہ تھا......اوّل سے لے کر آخر تک ساری مخلوق کی روحیں جمع تھیں۔ خطاب دو لفظی تھا۔

رب نے فرمایا:...... اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ

آواز آئی بلٰی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ساری دنیا نے شور مچا دیا۔ بَلٰی، بَلٰی بس جب مجمع سے آواز آئی بَلٰی رب نے کہا جاؤ جلسہ ختم۔

یا اللہ تعالیٰ کوئی اور حکم......فرمایا......جلسہ ختم......محفل اختتام پذیر ہوگئی ہے یہ توحید کا جلسہ تھا......توحید کی بات دو لفظی اور مختصر ہے۔

میلاد کانفرنس:

پھر اسی عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے اک اور جلسہ منعقد کیا۔ جس کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَةٍ

اللہ نے اعلان فرمایا کہ پہلے میں نے اپنی توحید کا جلسہ کیا تھا اب اپنے محبوب کے میلاد کا ذکر کرنا چاہتا ہوں......اپنے محبوب کی آمد کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں...... اپنے محبوب کی تشریف آوری کا بیان کرنا چاہتا ہوں......میں نے پہلے اپنی ربوبیت کا اقرار کرایا تھا اب محبوب کی نبوت ورسالت کا اقرار کرانا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ رب العزت نے اعلان فرمادیا کہ یہ جلسہ عام جلسہ نہیں جلسہ توحید میں تو سب شریک تھے......سب آئے تھے......فرشتوں کو حکم تھا کسی کو نہ روکیں نہ ٹوکیں ......وہ جلسہ سر عام تھا......سب کو دعوت عام تھی......لیکن جب ذکر میلاد کا جلسہ منعقد ہونے لگا......عظمت محبوب کا جلسہ منعقد ہونے لگا......میلاد مصطفٰے کا جلسہ منعقد ہونے لگا......تو رب نے پہرے بٹھا دیئے۔ فرشتوں کی ڈیوٹیاں لگا دیں......فرشتو! خبردار یہاں ہر کوئی نہ آئے، میلاد مصطفٰے کا جلسہ ہے اس میں کوئی غیر نہ گھس آئے...... جتنے آئیں سب اپنے آئیں......خاص خاص آئیں......پاک پاک آئیں...... صرف نبی رسول آئیں......دیکھنا کوئی عام آدمی نہ آجائے......کوئی ناپاک نہ

آ جائے۔فرشتوں کی ڈیوٹی لگ گئی فرشتے پہرے دار بن کر کھڑے ہو گئے۔

جو رسول اور نبی آتا اسے پوچھا جاتا جناب آپ کو دعوت نامہ پہنچا ہے۔ وہ فرماتے ہاں......بس پھر آپ تشریف لائیں......آپ کے لیے مخصوص سیٹیں لگیں ہیں......عام لوگوں کو آنے کی اجازت نہیں صرف خاص لوگ آئیں...... یہ پاک لوگ ہی آئیں۔

پیاری اسلامی بہنو!

اس دن سے ریت پڑ گئی کہ محفل میلاد میں پاک پاک لوگ آتے ہیں......خاص خاص لوگ آتے ہیں......عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم محفل میلاد میں نہیں جاتے...... ان نادانوں سے کہہ دیا کرو! تمہیں فرشتے آنے ہی نہیں دیتے۔محفل میلاد میں فرشتوں کی ڈیوٹی ہوتی ہے، گندے لوگون کو آگے نہیں آنے دیتے...... کسی نہ کسی بہانے اسے بھگا دیا جاتا ہے......ہٹا دیا جاتا ہے......کیونکہ محفل میلاد خاصیوں کے لیے ہوتی ہے، نبی آئے......رسول آئے......پیغمبر آئے......جب خاصیوں کا مجمع اکٹھا ہو گیا تو پھر سنو یار کی آمد کے جلسے کے لیے رب نے کتنا اہتمام فرمایا۔فرشتوں کو جلسۂ میلاد کا رضا کار بنایا۔محبت کی وردیاں پہنائیں......عظمت رسالت کے علم لہرائے......چاروں طرف خوشبو کا چھڑکاؤ ہوا......اسٹیج بچھایا گیا۔خصوصی اہتمام فرمایا گیا......سب انبیاء کو سامعین میں بٹھایا گیا اور محبوب کو مہمان خصوصی بنایا گیا......میر مجلس بن کے خطاب فرمایا گیا۔

پیاری اسلامی بہنو!

ارواح عالم میں جب میلاد کا جلسہ ہونے لگا تو حضرت خواجہ میر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ چھپ کے یہ منظر دیکھ رہے تھے......ان کو وجد آ گیا......ان کی روح جھوم اٹھی۔

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
بہر سو رقص بودشب جائے کہ من بودم
خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمد شمعِ محفل بود شب جائے کہ من بودم

میر خسرو کہتے ہیں میں چھپ کے یہ منظر دیکھ رہا تھا...... بڑی سجاوٹ تھی، بڑی بناوٹ تھی...... بڑی رونق تھی...... نفحات بڑھ رہے تھے...... انوار اٹھ رہے تھے چہل پہل تھی...... خوشبوؤں سے ماحول معطر تھا...... فرشتوں کو بزم میلاد کا رضا کار بنایا گیا تھا...... نبیوں کے لیے خصوصی نشستیں لگیں تھیں، اسٹیج سجا ہوا تھا...... صدارت خدا کر رہا تھا اور مہمانِ خصوصی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن کے بیٹھے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا خطاب:

پیاری اسلامی بہنو!

قرآن سنا رہی ہوں جب سب نبی بیٹھ گئے اب اللہ تعالیٰ نے خطاب شروع کیا۔ آج اس محفل میں خطاب صرف میرا ہوگا۔ صدارت بھی میری ہوگی۔ اعلان بھی میں کروں گا۔ تقریر بھی میری ہوگی اور وہ بھی لمبی ہوگی۔

اب سنو جلسہ میلاد میں خدا خطاب کر رہا ہے۔

لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَةٍ

اے انبیاء و مرسلین سنو! میں تمہارا خدا ہوں...... میرا پروگرام یہ ہے کہ میں
اک دنیا بناؤں گا...... آسمان بناؤں گا...... زمین بناؤں گا...... چاند سورج
جگمگاؤں گا...... روشنی پھیلاؤں گا...... سطح کائنات پر گھاس اگاؤں گا......
پانی کے دریا بہاؤں گا...... کائنات کے اندر بناوٹ اور سجاوٹ کروں گا
...... پانی کے درمیان بہاؤں گا...... کائنات کے اندر بناوٹ اور سجاوٹ

کروں گا...... پھر کائنات اپنے محبوب کے لیے سجاؤں گا۔ اس محبوب کی آمد سے پہلے تمہیں اس بزم میلاد کا منتظم بناؤں گا...... اے نبیو! تم باری باری جانا...... جا کر میرے محبوب کی محفل میلاد کا انتظام کرنا...... میں تمہیں دنیا میں بھیجوں گا...... وہ دنیا میرے محبوب کی بزم ہوگی...... تم اپنی اپنی کتاب بھی لے جانا...... ہر پیغام میں میرے نبی کا اعلان فرمانا۔ ہر کتاب میں میرے نبی کا وظیفہ لوگوں کو سنانا۔

لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ

تم دنیا میں جاؤ گے...... میں تمہیں کتابیں بھی دوں گا...... حکمت بھی دوں گا...... تم جا کے اپنے نبی ہونے کا اعلان کرنا...... اپنے رسول ہونے کا اعلان کرنا...... تم جا کے لوگوں سے اپنے کلمے پڑھانا...... کتابوں کے ضابطے منوانا...... شریعتیں دینا...... قانون دینا...... میری توحید کا سبق سکھانا تم سب کو میں باری باری بھیجوں گا۔

جب یہ نبی آئے:

عین اس وقت جب تمہاری رسالتوں کے پھریرے لہرا رہے ہوں عین اس وقت جب تمہاری نبوتوں کے علم گڑھے ہوئے ہوں...... عین اس وقت جب تم نبوت کے تختوں پر بیٹھے ہو...... عین اس وقت جب تمہارے جھنڈے بلند ہو چکے ہوں، عین اس وقت جب تمہارے نام کے ڈنکے بج رہے ہوں۔ تمہاری عظمتوں کے سکے چل رہے ہوں...... دنیا تمہارے کلمے پڑھ رہی ہو۔ اگر تم میں سے کسی کے دور میں۔

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ

اگر میرا محبوب آ گیا یہ جس کو میں نے مہمان بنا کر بٹھایا ہے...... اس کو دیکھ لو...... اسے پہچان لو...... بھول نہ جانا...... پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی تم

اپنی عظمتوں سمیت دنیا میں موجود ہو گے۔ اگر تم میں سے کسی کے دور میں یہ آ گیا جـــاء کـــم پھر یہ آئے گا۔ اسے دیکھو! میں خدا ہو کر اعلان کرتا ہوں، تم سارا مجمع ادھر دیکھو...... پھر یہ آئے گا۔

مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ	آدم صفی اللہ
لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ	نوح نجی اللہ
لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ	ابراہیم خلیل اللہ
لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ	اسماعیل ذبیح اللہ
لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ	موسیٰ کلیم اللہ
لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ	عیسیٰ روح اللہ

لوگ تمہارے کلمے پڑھ رہے ہوں گے جب یہ آ جائے تم سارے مل کر کہنا:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۝

پیاری اسلامی بہنو!

مجمع انبیاء میں خدا کا خطاب ہو رہا ہے۔ اے انبیاء و مرسلین جب یہ آ گیا تم جاء کم تمہارے کلمے منسوخ...... تمہاری شریعتیں کینسل...... تمہارے جھنڈے سرنگوں ہو جائیں گے...... دیکھنا تختوں سے نیچے اتر آنا...... اسے سلامی دینا...... تمہاری کتابیں ٹھپ...... تمہارے سکے بند...... تمہارے کلمے ختم...... پھر اس کے نام کے ڈنکے بجیں گے...... پھر تمہارا کام اس کا کلمہ پڑھنا ہے...... پھر تمہارا کام اسے سلام دینا ہے...... پھر تم سارے مل کر اس کا استقبال کرنا...... یہ قرآن ہے اور خدا کا خطاب اور اللہ تعالیٰ کے لفظ کیا ہیں:

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ

تم ضرور بالضرور اس پر ایمان لانا۔

وَلَتَنصُرُنَّهٗ لام قسم اور نون تاکیدہ وہ بھی ثقیلہ

(تجلی الیقین، ص:16)

نبیو! رسولو! ضرور بالضرور...... تاکید در تاکید...... تم اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد بھی کرنا۔

پیاری اسلامی بہنو!

ذرا تصور میں کھو جاؤ...... اپنی روح کو عالم میثاق میں لے جاؤ...... تصور کرو حضور مہمان خصوصی بنیں ہیں...... اللہ تعالیٰ تقریر کر رہا ہے...... انبیاء کا مجمع ہے خدا کہتا ہے نبیو! اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔

اللہ تعالیٰ محفل میں خطاب بھی فرمارہا ہے اور عقائد اہل سنت کو توثیق بھی فرمارہا ہے، انبیاء کو فرماتا ہے کہ جب میرا یہ محبوب تشریف لائے تو اس پر ایمان لانا...... تو آپ کا کیا خیال ہے نبی حضور پر ایمان لائے ہوں گے یا نہیں؟ ضرور لائے ہوں گے۔ شک کی تو گنجائش نہیں کیونکہ حکم خدا کا ہے۔

چنانچہ احادیث سے ثابت ہے کہ معراج کی رات سارے نبی مسجد اقصیٰ میں استقبال کرنے آئے تھے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا...... سب ایمان لائے...... اب میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھتی ہوں کہ ایمان زندوں کا معتبر ہے یا مُردوں کا؟ ایمان تو صرف زندوں کا معتبر ہے۔ مُردے کا ایمان لانا معتبر نہیں ہے۔ ایک مثال دیتی ہوں کہ ایک شخص زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لایا...... مر گیا...... قبر میں گیا...... فرشتوں نے پوچھا تو کہنے لگا ٹھہر جاؤ اب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں۔ کیا مرنے کے بعد ایمان لانا قبول ہوتا ہے؟ نہیں بالکل نہیں۔

اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ جب میرا یہ آخری محبوب دنیا میں تشریف لائے گا تو عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ سارے نبی قبروں میں ہوں گے۔ وفات پا چکے ہوں گے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

نبیو! خواہ تم قبروں میں ہو مجھے علم ہے کہ تم وفات پا چکے ہو گے لیکن جب یہ آئے تم سب اس پر ایمان لانا...... مسئلہ یہ بتا رہا ہے کہ مُردوں کا ایمان لانا قبول نہیں اور نبی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے...... ان کا ایمان لانا قبول ہے۔

معلوم ہوا!

نبی قبروں میں بھی زندہ ہوتے...... اگر نبی مُردہ ہوں تو ان کا ایمان لانا قبول نہ ہوتا...... اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر کہ تم قبروں میں جا کر بھی ایمان لانا...... یہ مہر تصدیق ثبت کر دی کہ نبی قبروں میں جا کر بھی زندہ ہی رہتے ہیں...... نبیوں کو مُردہ کہنا جہالت ہے...... انبیاء کو مُردہ کہنا حماقت ہے...... نبیوں کو مُردہ کہنا جسارت ہے...... نبی زندہ ہوتے ہیں۔

امدادِ انبیاء:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَتَنصُرُنَّهُ ؕ

اے نبیو! رسولو! اس کی ضرور بضرور مدد بھی کرنا...... اسے اکیلا نہ چھوڑ دینا ساتھ ساتھ رہنا...... اس کے زیر سایہ رہنا...... اس کو ملتے رہنا...... اس کے آس پاس رہنا...... اس کی مدد کرتے رہنا...... ہر دور میں نبی آتے رہے...... اس پر کئی دلائل ہیں جو قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کر سکتی ہوں، سر دست ایک اشارہ کرتا ہوں حضرت موسیٰ کلیم اللہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی مدد کے لیے چھٹے آسمان پر پہنچے...... جب ہمارے لیے پچاس نماز کا تحفہ آرہا تھا تو موسیٰ کلیم اللہ کہنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی طرف واپس جائیں۔

ان امتك لا تطيق ذالك (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ الرقم:342)

آپ کی امت بے چاری مصروف ہوگی۔اتنی نمازیں پڑھ نہیں سکے گی۔ کچھ تخفیف کراؤلاؤ۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد تھی اور ہماری بھی...... یعنی موسیٰ علیہ السلام مدد کرنے کے لیے وہاں گئے اور اس کے علاوہ مختلف مواقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آتے رہے۔مدد کرتے رہے ......کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا: ''مدد کرو''۔

اب ایک بات بتاتی ہوں: اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ جب میرا یہ آخری نبی تشریف لائے گا یہ سب نبی، رسول قبروں میں جا چکے ہوں گے۔

یہ علم ہونے کے باوجود فرماتا ہے: جب میرا محبوب آجائے وَلَتَنْصُرُنَّهٗ، تم سارے مل کر اس کی مدد کرنا دراصل اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا تھا لوگو! قبروں والے قبروں میں جا کے بھی مدد کر سکتے ہیں۔

کون کہتا ہے قبرون والے مدد نہیں کر سکتے؟ جو یہ کہتا ہے کہ قبروں والے مدد نہیں کرتے ......اسے کہو! نمازیں پچاس پڑھا کر یہ تو ایک قبر والے نبی نے مدد کی ہے تو پانچ رہی ہیں۔لہٰذا قرآن سے قبر والوں کا مدد کرنا ثابت ہوگا۔

پیاری اسلامی بہنو!

اللہ رب العزت کا خطاب لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ سن کر سب نبیوں، رسولوں نے کہا آمنا و صدقنا خدایا بس۔فرمایا نہیں خطاب جاری ہے وقت نہ دیکھو کتنا ہو گیا ہے؟ یہ ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل ہے نبی خاموش بیٹھے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے

خطاب فرماتے ہوئے پھر پوچھا:

ءَاَقْرَرْتُمْ: اے نبیو! جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے جو کچھ میں نے تمہیں کہا ہے کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو؟

وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ط

پکا وعدہ کرتے ہو؟ عہد و پیمان باندھتے ہو؟ اقرار کرتے ہو؟ سارے نبی بیک زبان بولے!

قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط

یا اللہ تعالیٰ! ہم نے اقرار کرلیا یا اللہ تعالیٰ۔ بس خدا فرماتا ہے: نہیں ابھی بات مکمل نہیں ہوئی۔

اے نبیو! رسولو! میرے محبوب کی آمد پر احترام کرنے...... استقبال کرنے...... تعظیم کرنے...... اس پر ایمان لانے...... اس کی مدد کرنے اور اس کو سلامی دینے کا تم نے اقرار کرلیا؟ میں اس بات کو مزید پختہ کرنا چاہتا ہوں اس لیے:

فَاشْهَدُوْا

اے نبیو! تم سارے ایک دوسرے کے گواہ ہو جاؤ۔

آدم تو نوح کا گواہ بن جا...... نوح تو آدم کا گواہ بن جا...... ابراہیم تو اسماعیل کا گواہ بن جا...... اسماعیل تو ابراہیم کا گواہ بن جا...... موسیٰ تو ذکریا کا گواہ بن جا...... ذکریا تو موسیٰ کا گواہ بن جا۔

فَاشْهَدُوْا ...... تم ایک دوسرے کے گواہ بن جاؤ کہ تم محبوب کی آمد پر جشن مناؤ گے...... ایمان لاؤ گے...... مدد کرو گے...... سارے نبی گواہ بن گئے کہ آمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جشن کی تیاریاں کریں گے۔ کوئی پیچھے نہیں رہے گا...... بڑھ چڑھ کر تیرے محبوب کو سلامی دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم سب ایک دوسرے کے گواہ

بن گئے......عرض کیا ہاں باری تعالیٰ۔

فرمایا اب سنو!

وَ اَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ○

میں تم سب کا گواہ بنتا ہوں میں بھی گواہ ہوں۔

پیاری اسلامی بہنو!

اتنی عظیم اور جلیل تاکیدیں بھی ہیں۔

اقرار بھی ہو گیا......وعدے بھی ہو گئے......گواہیاں بھی ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ خود بھی گواہ بن گیا۔

مگر اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی عزت اتنی عزیز ہے۔ اس کا احترام اور استقبال اتنا پسند ہے کہ ابھی اللہ تعالیٰ کی تسلی نہین ہوئی......خطاب جاری ہے اور خدا کا لہجہ جلال آمیز ہو گیا ہے کہ ان لفظوں سے شدید تہدید فرمائی۔

فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ○

اگر کسی نے میرے محبوب کی آمد پر خنہ اندازی کی اگر منہ پھیرا......اگر شایانِ شان استقبال نہ کیا......اگر میرے محبوب کی عظمتوں کے سامنے سرِ تسلیم خم نہ کیا۔ اگر اس پر ایمان نہ لائے۔ اگر اس کی مدد نہ کی اگر نبیو! رسولو! تم میں سے کوئی پھر گیا تو سنو! میں خدا ہو کے اعلان کرتا ہوں یہ نہ کہنا ہم نبی اور رسول ہیں......میں نبیوں کی لسٹ سے تمہارا نام خارج کروں گا۔ فاسقوں کی صف میں کھڑا کر دوں گا......مجھے کسی کی پروا نہیں......مجھے تو یار کی عزت چاہئے۔

پیاری اسلامی بہنو!

خدا کی قسم جب میں اس آیت کے یہ آخری لفظ پڑھتا ہوں تو جسم کانپ جاتا ہے۔ ڈر لگتا ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور میلاد کے سلسلے میں ہم سے کوتاہی

ہوگئی تو پتہ نہیں اللہ تعالیٰ ہمارا کیا حشر کرے گا۔

اگر ہم نے ولادت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کے سامنے سر نہ جھکایا ...... اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر ہم نے شایانِ شان استقبال نہ کیا تو وہ خدا جو نبیوں کو اتنے سخت لہجے میں خطاب فرما رہا ہے وہ ہمارا کیا حال کرے گا۔

خدا کہتا ہے آدم تو بھی سن ...... نوح تو بھی سن ...... ابراہیم سن ...... موسیٰ کلیم سن ...... اسماعیل سن ...... ذکریا، یعقوب، یوسف، عیسیٰ سنو! ...... اگر میرے محبوب کی آمد پر تم نے کوئی کوتاہی کی ...... غفلت کی ...... سستی کی ...... صحیح سلامی پیش نہ کی ...... صحیح طور پر میرے محبوب کی آمد کا احترام نہ کیا ...... میں تمہارے نام انبیاء کی لسٹ سے نکال کے تم کو فاسقوں کی صف میں شامل کروں گا۔ مجھے کسی کی ضرورت نہیں، مجھے تو یار کی عزت عزیز ہے۔

پیاری اسلامی بہنو!

یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ انبیاء معصوم عن الخطاء ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی عصمت عطا فرمائی ہے کہ ان سے احکام الٰہیہ کا حکم عدولی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ نہ وہ نقض میثاق کر سکتے ہیں اور نہ عہد شکنی کر سکتے ہیں۔ نہ وہ وعدے سے پھرنے والے ہیں نہ وہ آمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر سکتے ہیں ...... نہ وہ عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر سکتے ہیں ...... نہ وہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر سکتے ہیں تو پھر اللہ رب العزت نے نبیوں سے تہدید آمیز انداز میں۔

فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ کیوں فرمایا؟ اس کی کیا حکمت ہے۔

اس طرز کلام کی حکمت:

حکمت یہی سمجھ میں آتی ہے کہ بظاہر خطاب تو انبیاء سے ہے اور اللہ تعالیٰ بھی

اپنے علم ازل سے جانتا تھا کہ نبیوں میں وعدے سے کوئی پھرنے والا نہیں ہے۔ پھرنے والے اور لوگ ہوں گے۔ جو عظمت میلاد کے منکر ہوں گے۔

اس کو ایک مثال کے ذریعے یوں سمجھیں کہ عقل مند ماں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ گھر میں جب نئی بہو آئے تو کوئی بھی گھریلو معاملہ سمجھانے کے لیے براہ راست بہو کو نہیں کہتی بلکہ اپنی بیٹی کو کہتی ہے تجھے ابھی کام کرنے کا طریقہ نہیں آیا...... کپڑا یوں دھویا جاتا ہے...... آٹا یوں گوندھا جاتا ہے...... فلاں کام یوں کیا جاتا ہے...... اگر تجھے سمجھ نہ آئی تو میں گھر سے نکال دوں گی، ڈانٹتی اپنی بیٹی کو ہے حالانکہ بیٹی کو ڈانٹنا نہیں بلکہ بہو کو جتلانا ہوتا ہے۔

پیاری اسلامی بہنو!

اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ نبی رسول تو میرے پیارے ہیں ...... یہ تو وعدے سے پھرنے والے نہیں۔ بظاہر تہدید انبیاء کو فرما رہے مگر مقصد کسی اور کو ڈانٹنا ہے۔ سمجھاتا کسی اور کو ہے اور اگر کہو تو میں کھل کے بات کہہ دوں کہ بات یہ سمجھ آ رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ

سناتا نبیوں کو ہے
سمجھاتا وہابیوں کو ہے

منکرو!

اب بھی کوئی منکر نہ سمجھے تو اسے اللہ تعالیٰ سمجھے...... ہمیں تو حکم ہے کہ جب تیرے محبوب کی آمد کا اعلان ہو...... تم قربان ہو جاؤ...... جشن منانا سلام پڑھنا...... تیاریاں کرنا...... عزت کرنا...... احترام کرنا...... استقبال کرنا...... کیونکہ

محبوباں دے جلوے اگے اساں غلامی چائی

لوگ ہمیں پوچھتے ہیں کہ تم میلاد کیوں مناتے ہو؟...... جلوس کیوں بناتے ہو؟

نعرے کیوں لگاتے ہو؟ جھنڈیاں کیوں لگاتے ہو؟ قمقمے کیوں جگمگاتے ہو؟ نبی کی آمد کا اعلان کیوں کرتے ہو؟ مال کیوں خرچ کرتے ہو؟ درود و سلام کیوں پڑھتے ہو؟

ہم بزبان حال یوں کہتے ہیں:

کسے پروانے نوں پچھیا تینوں سڑ کے کی لبدا

اوے بے سمجھا جمال یار دی خاطر

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ○

چوتھی تقریر:

ظہورِ کمالاتِ نبوت بعد از ولادت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حَمْدُ الشَّاكِرِیْنَ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَاَكْمَلُ السَّلَامِ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ قَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَالْمَغْرِبَیْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ مَوْلَانَا وَ مَوْلَی الثَّقَلَیْنِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا وَ مَلْجَانَا وَمَاْوٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ○ (التوبہ:128)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمِ○

پیاری اسلامی بہنو!

سرورِ عالم......نورِ مجسم......آقائے آدم و بنی آدم......اللہ تعالیٰ کے محبوب......طالب مطلوب......دانائے کل غیوب......منزہ عن النقائص العیوب......سرور کائنات......خلاصۂ موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وولادت طیبہ کے موضوع پر قبل ازیں بیان ہو چکا ہے۔ بحمدہ تعالیٰ آج ولادت طیبہ کے معاً بعد

جو عجائباتِ قدرت اور کمالاتِ نبوت ظاہر ہوئے۔ ان کے متعلق کتب احادیث و سیر کی روشنی میں چند مسائل و فضائل پیش خدمت ہیں۔ اللہ رب العزت حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ طیبہ کا پہلا کمال یہ ظاہر ہوا...... کہ ولادت انور چمکے...... روشنیاں ہوئیں...... خوشبوئیں پھیل گئیں...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کمالات جو ولادت مبارکہ کے معاً بعد ظاہر ہوئے۔ وہ خصائص الکبریٰ، مدرج النبوت، الوفاء سیرت حلبیہ میں بیان کردہ مختلف روایات کو جمع کر کے ایک جملے میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔

ولد الحبیب مختون و مطیب و مکمول و مقطوع الشرۃ٥

یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو آپ مختون (ختنہ شدہ) تھے۔ جسم خوشبودار...... آنکھیں سرگیں اور ناف بریدہ تھے۔

ان کمالات پر علماء و محدثین امت نے اپنے ذوق و محبت بھرے الفاظ میں جو اظہار فرمایا ہے وہ یوں ہے کہ

ختنہ شدہ پیدا ہونا...... یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ہے...... اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کمال اس لیے ظاہر فرمایا...... تاکہ پتہ چل جائے...... کہ نبی اپنے آثارِ ولادت اور اندازِ ولادت میں عام آدمیوں سے بالکل جدا ہوتا ہے...... یہ مقامِ ولادت ہے کہ جس طرح عام بچے پیدا ہوتے ہیں...... اس طرح نبی پیدا نہیں ہوا کرتے...... بلکہ نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ مختون پیدا ہوئے۔ اس پر ایک حدیث مبارکہ پیش خدمت ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

منکراتی علی ربی انی ولدت مختوما ولم جیر احد سوأتی

(السیرۃ النبویہ ابن الکثیر، جزاوّل، جامع الاحادیث للسیوطی رقم الحدیث: 24302)

اللہ رب العزت کے نزدیک میری عزت وکرامت میں سے ایک امر یہ بھی ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا اور میری شرمگاہ کو کسی نے نہ دیکھا۔

پیاری اسلامی بہنو!

بوقت ولادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک خوشبودار تھا...... ولادت ہوئی تو خوشبو لگانے کی ضرورت نہ تھی...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے معاًبعد میں نے چاہا...... کہ سرمہ ڈالوں خوشبو لگاؤں ...... غسل دلاؤں تو ہاتف غیب سے آواز آئی۔

صفیہ رہنے دو...... ہم نے سرمہ ڈال کر...... خوشبو لگا کر اور غسل کرا کر بھیجا ہے۔ (سبحان اللہ)

بے مثل تخلیق:

پیاری اسلامی بہنو!

اس مسئلہ سے آپ بآسانی اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں ...... کہ نبی اپنے اندازِ ولادت اور اندازِ تخلیق میں بھی ہماری طرح نہیں ہوتا اس مسئلہ کی وضاحت اور تائید کے لیے میں آپ کے سامنے نص قرآنی پیش کرتا ہوں۔ جس سے آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ نبی کی تخلیق بھی بے مثال ہوتی ہے اور ولادت بھی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ (یٰسین: 82)

یعنی اللہ رب العزت جب کسی چیز کا پیدا کرنا چاہتا ہے، بنانا چاہتا ہے تو

دیر نہیں لگتی اس کے بنانے اور پیدا کرنے کا انداز اور طریقہ یہ ہے کہ وہ کہتا ہے

کُنْ	ہو جا
فَیَکُوْنُ	تو وہ شے ہو جاتی ہے

یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جس شے کو بنایا کن کہہ کر بنا دیا۔

رب نے کن کہا:

زمین و آسمان بن گئے

پہاڑ و دریا بن گئے

کن کہا:

چشمے ابل پڑے	سمندر بن گئے
چاند چمکنے لگا	ستارے دمکنے لگے
نوری بن گئے	ناری بن گئے
خاکی بن گئے	افلاکی بن گئے

اللہ تعالیٰ نے کُنْ کہا:

حیوان بن گئے	انسان بن گئے
ولی بن گئے	غوث بن گئے
قطب بن گئے	ابدال بن گئے
عارف بن گئے	صحابی بن گئے

کُنْ کہا:

امیر بن گئے	وزیر بن گئے
بادشاہ بن گئے	کجکلاہ بن گئے

جنت و دوزخ بن گئے

عرش و فرش بن گئے

لوح و قلم بن گئے

سماک و سمک بن گئے

افلاک وفلک بن گئے

لیکن جب نبی کو بنانے کی باری آتی......تو خدا نے کن نہیں کہہ کر بنایا بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ (ص:75)

میں نے آدم کو اپنی قدرت کے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔(سبحان اللہ)

اس آیتِ قرآنی کو پیش نظر رکھیں کہ جب آدم علیہ السلام کو بنانے کی باری آئی ......تو اللہ تعالیٰ نے مٹی منگوائی......اس میں آبِ رحمت ملایا......اس کو اپنے قدرت کے ہاتھوں سے گوندھا...... کما یلیق بشانہ پھر دست قدرت سے آدم علیہ السلام کا جسم تیار فرمایا...... وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي کا تاج پہنایا......یہ ہے نبی کی شانِ تخلیق......مجھے بتاؤ نبی عام انسانوں کی طرح کیسے ہوسکتا ہے؟

نبی کی تخلیق بھی بے مثال اور ولادت بھی

حیات بھی بے مثال اور وفات بھی

نورانیت بھی بے مثال اور بشریت بھی

کعبہ جھک گیا:

پیاری اسلامی بہنو!

جب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ طیبہ ہوئی تو محراب کعبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھک کر سجدے کرنے لگا۔تاریخ الخمیس اور حاشیہ سیرت حلبیہ کے

حوالے سے ایک روایت پیش خدمت ہے۔ حضور کے دادا حضرت عبدالمطلب بوقت سحر طواف کعبہ میں مصروف ہیں...... کیا دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی طرف جھک رہا ہے...... کعبہ جھکا...... اور دیکھتے ہی دیکھتے زمین بوس ہو گیا...... زمین سے لگ گیا...... آپ پر ہیبت چھا گئی...... پیچھے ہٹ گئے...... حیرت اور سکتہ طاری ہو گیا...... سوچا کیا کعبہ گر پڑا ہے...... لیکن دیکھتے ہی دیکھتے کعبہ پھر کھڑا ہو گیا......

کعبہ جھکا...... پھر جھک کر اٹھا...... پھر اٹھ کر جھکا...... پہلے جھکا پھر اٹھا...... کعبے نے مقامِ ابراہیم کی طرف سجدہ کیا۔

پیاری اسلامی بہنو!

کعبہ سے مقام ابراہیم کی سمت حضور کا گھر تھا...... جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت طیبہ ہوئی تھی...... یہ منظر دیکھ کر حضرت عبدالمطلب کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی...... یا اللہ کیا ماجرا ہے......؟ یہ عجیب منظر کیسا ہے......؟ تصویر حیرت بن کر کھڑے تھے...... یکا یک کعبہ کے پردوں سے آواز آئی۔ فنودی من استار الکعبة ...... کعبہ کے پردوں سے آواز آئی۔

عبدالمطلب حیران ہو...... ساری دنیا کا میں کعبہ ہوں...... دنیا میری طرف سجدے کرتی ہے...... آج میرا کعبہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوا ہے...... میں اس کو سجدہ کر رہا ہوں۔

سجدہ صرف خدا کیلئے:

پیاری اسلامی بہنو!

یہ مسئلہ ذہن نشین رکھیں کہ سجدہ صرف خدا کے لیے ہوتا ہے...... ہم کعبہ کو سجدہ نہیں کرتے...... کعبہ تو صرف ایک سمت ہے...... سجدہ اللہ تعالیٰ کو کرتے ہیں...... کعبہ نے بھی سجدہ خدا کو کیا...... مگر سمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے...... کعبہ نے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی طرف سجدہ کیا...... یہ سجدہ تحیت یعنی سلامی کا سجدہ تھا...... یہ ھدیہ اور تحفہ تھا ......اُمم سابقہ میں تعظیم اور تحیت کے سجدے جائز تھے مگر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ ہوئی ......نزول قرآن ہوا...... انسانیت کی ہدایت کے لیے احکامات نازل ہوئے......تو حکم آ گیا کہ غیر اللہ کو کسی قسم کا سجدہ جائز نہیں۔

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ یہ مسئلہ ان کے لیے ہے......جن پر شریعت لاگو ہوتی ہے......اور شریعت کا نفاذ اس پر ہوتا ہے جو ذی روح ہو......صاحب ہوش و فرد ہو......صاحب شعور و عقل ہو یہی وجہ ہے کہ

پتھروں پر شریعت نافذ نہیں ہوتی
درختوں پہ شریعت نافذ نہیں ہوتی
جانوروں پر شریعت نافذ نہیں ہوتی
مجنون و مجذوب پر شریعت نافذ نہیں ہوتی
بے عقل و بے شعور پر شریعت نافذ نہیں ہوتی

غیر اللہ کو سجدہ شریعت محمدیہ میں حرام ہے......مگر ان کے لیے جو عقل و شعور رکھتے ہیں ...... اور جو عقل و شعور سے عاری ہیں ......ان پر کوئی فتویٰ نہیں یہی احادیث و روایات صحیحہ اس بات پر شاہد ہیں......کہ

پتھروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدے کئے
درختوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدے کئے
جانوروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدے کئے
کعبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدے کئے

کیوں کئے ...... اس لیے کہ ان میں نہ عقل ہے ...... نہ شعور ...... اور نہ ہی یہ احکامات شریعت کے مؤلف ہیں ...... عاشقانِ جمال مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء جب

جذباتِ عشق سے مغلوب ہو جاتے تو وہ بھی یہ تمنا کرتے ہیں کہ کاش ہم بھی عقل وشعور سے نابلد ہوتے...... مجنون ومجذوب ہوتے...... جس کو چاہتے سجدے کرتے...... کوئی ہم سے یہ تو نہ پوچھتا کہ کیا کر رہے ہو...... کوئی فتوے تو نہ لگاتا کہ کس کو سجدہ کر رہے ہو......

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جو

امام اہل سنت بھی ہیں مجدد ملت بھی

حامی سنت بھی ہیں اور ماحی بدعت بھی

جلیل القدر فقیہ بھی ہیں اور عظیم المرتبت بھی

واصف شاہِ ھدیٰ بھی ہیں اور عاشق مصطفےٰ بھی

مگر ایک مقام ایسا بھی آیا کہ عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یوں غلبہ ہوا...... کہ عشق کے ہاتھوں مجبور ہو کر پکار اٹھے

اے ذوق دل اگر یہ سجدہ ان کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر ہی نہ ہو

اور جب بارگاہِ نبوی میں حاضری کی سعادت ملی...... گنبدِ خضریٰ کے نظارے دیکھے...... سنہری جالیوں کے چمکارے دیکھے...... جذبات عشق کا وفور دیکھا...... کمالاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضور ہوا...... تو مچل گئے اور یوں کہا

پیش نظر وہ نو بہار سجدیکو دل ہے بے قرار
روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے

چھوڑ کر بندۂ عشق بنا بھی دیکھو!
اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

آمدم برسر مطلب!

حضور کی ولادت کے وقت حور وغلماں مبارکبادیاں دے رہے تھے۔ انبیاؤ ملائکہ سلام پڑ رہے تھے...... کعبہ نے حضور کو سجدہ کیا...... جس کی منظر کشی اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔

جن کے سجدے کو محراب کعبہ بھی
ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

پیاری اسلامی بہنو!

یہ مسئلہ بھی ذہن نشین رکھیں کہ عام انسان جب پیدا ہوتا ہے تو روتے ہوئے آتا ہے ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو روتا ہے خواہ عالم ہو یا جاہل، امیر ہو یا فقیر...... بادشا ہو یا گدا...... وقتِ پیدائش روتا ہے...... مگر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال یہ ہے کہ جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ روئے نہیں بلکہ چہرہ انور پر بشاشت تھی اور مسکرا رہے تھے۔ بچہ پیدا ہوتے وقت کیوں روتا ہے؟ اس کا فلسفہ کیا ہے صرف ایک بات پیش خدمت ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ بچے کے پیدا ہوتے وقت اس کو شیطان چھڑتا ہے ...... اپنی طرف متوجہ کرتا ہے...... چھیڑ خانی کرتا ہے...... تو شیطان کی شرارت کی وجہ سے بچہ روتا ہے...... یہ ولادت کے وقت رونے کا فلسفہ ہے جو حدیث سے ثابت ہے۔

تو اب ذرا غور کریں!

ہر بچہ پیدا ہوتے وقت روتا ہے...... جب میرا نبی تشریف لایا تو مسکراتا ہوا کیونکہ شیطان نبی کے قریب آ ہی نہیں سکتا۔ علامہ احمد زینی وحلان السیرت النبوت جلد اوّل میں رقم طراز ہیں کہ شیطان نے جب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آنے

کی کوشش کی تو

بعث اللّٰہ جبرئیل فرکضہ بہ جلہ رکضۃ وقع بعدن○

جبرائیل نے اپنے پاؤں سے ٹھوکر مار کر شیطان کو دور عدن کی پہاڑیوں میں پھینک دیا۔

معلوم ہوا ہر انسان جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس پر مسلط ہوتا ہے لیکن جب نبی کی ولادت ہوتی ہے......تو شیطان قریب نہیں آ سکتا۔

لہٰذا نبی ہر قسم کے شیطانی اثرات سے محفوظ ہوتا ہے اگر وہ لوگ جن پر پیدائشی شیطان مسلط ہوتا ہے اگر وہ نبی کی ذاتِ عالی وقار سے مقابلہ کریں تو وہ کتنی بڑی ستم ظریفی ہے۔

پیاری اسلامی بہنو!

اولاً شیطان نبی کے قریب آتا ہی نہیں اور اگر بغرض محال آ جائے تو شیطان رہتا نہیں......اس کی ایک مثال حدیثِ نبوی سے پیش کر رہی ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ صحابہ کا جھرمٹ تھا......آفتاب نبوت جلوہ گر تھا......صحابہ دیدارِ مصطفٰے سے نگاہوں کی پیاس بجھا رہے تھے......حضور علم وحکمت کے دریا بہا رہے تھے......آپ نے فرمایا: تم سے کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس کے ساتھ:

قرینہ من الجن و قرین من الملائکۃ○ (مشکوۃ رقم الحدیث 60)

ایک ہمزاد جن اور ایک ہمزاد فرشتہ نہ بنایا گیا ہو جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان (ہمزاد) اس کو چھیڑتا ہے اور تنگ کرتا ہے......اس لیے بچہ روتا ہے......تو صحابہ بڑے ادب سے عرض گزار ہوئے......حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان تنگ کرتا ہے......فرمایا: ہاں......صحابہ

نے پھر عرض کیا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی ولادت کے وقت آپ کے پاس بھی آپ کا قرین ہمزاد آیا تھا، سنو! میرے آقا مسکرائے اور ارشاد فرمایا:

اتانی فلما رأنی اسلم○

آیا تھا جب اس نے میرا چہرہ دیکھا تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا (الشفاء، جلد 2)

جسم اطہر خوشبودار:

پیاری اسلامی بہنو!

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی...... تو یہ کمال ظاہر ہوا کہ آپ کا جسم اطہر خوشبودار تھا...... آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ

ریحه یتطع کالمتك الاذفر (زرقانی علی المواہب، جلد: 4)

یعنی حضور کے جسم سے تر و تازہ کستوری کی خوشبو کے حلقے پھوٹ رہے تھے اس پر وہ حدیث شاہد ہے۔ جس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ولاشـمـمـت سکا و لا عنبرة اطیب من راتعة النبی صلی اللہ علیه وسلم (مشکوۃ رقم الحدیث 5538)

یعنی میں نے مشک اور عنبر سے بھی وہ خوشبو نہیں سونگھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے آتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ایسی خوشبودار تھی کہ آپ

جنگلوں سے گزرے جنگل خوشبودار ہو گئے

پہاڑوں سے گزرے پہاڑ خوشبودار ہو گئے

بازاروں سے گزرے　　　　بازار خوشبودار ہو گئے

غاروں سے گزرے　　　　غار خوشبودار ہو گئے

گلیوں سے گزرے　　　　گلیاں خوشبودار ہو گئیں

اور یہ خوشبو وقتی نہ تھی بلکہ ساری زندگی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک خوشبودار رہا آپ کا پسینہ مبارک بھی خوشبودار تھا۔

(مشکوۃ رقم حدیث:5539)

ایسی خوشبو نہیں ہے کسی پھول میں
جیسی میرے نبی کے پسینے میں ہے

حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس رستے سے ..... جن گلیوں سے گزرتے ایک ہفتہ تک وہاں خوشبوؤں کا بسیرا رہتا..... اگر صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنا ہوتا کہ آپ کدھر تشریف فرما ہیں..... تو صحابہ جدھر سے خوشبو آتی ادھر چلے جاتے..... اور بآسانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتے۔

(مشکوۃ رقم الحدیث 5543)

ایک ہفتہ کی روایت تو کتب میں موجود ہیں لیکن عاشق لوگ کہتے ہیں یہ خوشبوئیں آج بھی غارِ حرا میں سونگھی جا سکتی ہے۔ غارِ ثور میں جانے والوں سے پوچھو کبھی ادھر سے ہواؤں کا جھونکا آتا ہے کبھی ادھر سے کبھی جبل احد پہ خوشبو ہواؤں کے جھونکے..... کبھی غار سجدہ میں خوشبودار ہواؤں کے جھونکے۔ ادھر سے آتے ہیں ادھر سے گزر جاتے ہیں۔

وہ آئے بھی اور گئے بھی مگر نظروں میں اب تک سمائے رہتے ہیں
یہ چل رہے ہیں وہ پھر رہے ہیں یہ آ رہے ہیں وہ جا رہے ہیں

آج بھی مدینہ منورہ کی گلیوں میں ان خوشبوؤں کو محسوس کرتے ہیں تو پکار اٹھتے ہیں۔

عرصہ ہوا طیبہ کی گلیوں سے وہ گزرے تھے
اس وقت بھی گلیوں میں خوشبو ہے پسینے کی

اہل ایمان مدینہ منورہ کی گلیوں میں آج بھی وہ خوشبو محسوس کرتے ہیں۔

(مدارج النبوت، جلد اوّل)

وہ کشش محسوس کرتے ہیں...... جو دو صدیوں گزرنے کے بعد بھی وہ خوشبو ختم نہیں ہوتی۔

پیاری اسلامی بہنو!

رب ذوالجلال کی قسم! آج بھی جس خوش نصیب کو خواب میں چہرہ والضحیٰ کی زیارت کا شرف ملتا ہے وہ خوش نصیب یہی کہتے ہیں کہ جب ہم خواب سے بیدار ہوئے تو ہمارے کمرے میں خوشبو ہی خوشبو تھی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے...... کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے خوشبو کیوں آتی تھی...... اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا جسم اطہر جس مٹی سے بنا ہے...... وہ جنت کی مٹی ہے یوں تو لوگ کہتے ہیں...... کہ نبی خاکی ہے...... لیکن لوگو! جس خاک سے تم بنے وہ خاک اور ہے اور جس خاک سے نبی کا جسم بنا ہو...... وہ خاک اور ہے۔

تمہاری خاک — زمین کی خاک ہے
نبی کے جسم کی خاک — جنت کی خاک ہے
چونکہ جنت کی مٹی بھی خوشبودار ہے — لہٰذا جسم نبی خوشبودار ہوتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا سجدہ:

پیاری اسلامی بہنو!

آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو میں نے جو منظر دیکھا وہ یہ تھا:

فنظرت الیه فاذا هو ساجد قد رفع اقبعته ○

(خصائص الکبریٰ، جلد اول، انوار محمدیہ از علامہ اسماعیل نبہانی)

میں نے دیکھا کہ وہ سجدہ کر رہے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال دیکھو...... کہ ولادت کے فوراً بعد سجدہ کیا......
سر سجدے میں ہے اور دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیاں اوپر کی طرف اٹھی ہوئی ہیں
......اور فرما رہے ہیں:

اَشْهَدُ ...... لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ○

سجدہ کی تعریف:

پیاری اسلامی بہنو!

یہ بات قابل غور ہے...... کہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو کیا وہ سجدہ کرنے کے قابل ہوتا ہے؟ کیا وہ سجدہ کر سکتا ہے...... نہیں...... بچہ کیا جانے سجدہ کیا ہے؟ سجدے کے اصول کیا ہیں؟ سجدے کی شرائط کیا ہیں؟ سجدے کے آداب کیا ہیں؟

سنو سجدے کی تعریف!

وقع الجبهة والانف والیدین وللرکبتین والرولین علی الارض ○

سجدہ یہ ہے کہ...... ماتھا...... ناک...... دونوں ہاتھ...... دونوں گھٹنے......
اور دونوں پاؤں کی انگلیاں زمین پر لگ جائیں۔

تو اسلامی بہنو!

یہ ہے سجدہ...... سجدہ کرنا بڑا مشکل کام ہے یہ بچوں کا کھیل نہیں۔ ستر سال کے بوڑھے نمازیوں کو ابھی تک سجدہ کرنے کا طریقہ نہیں آیا۔ بڑے بڑے نیک اور پارسا لوگ سجدہ صحیح نہیں کر سکتے سجدے کو اس کی تمام شرائط و آداب سمیت ادا کرنا بڑا اہم کام ہے۔

علم نبوت:

قربان جائیں آقا آپ کے اس سجدے پر جو پیدا ہوتے ہیں فرمایا...... معلوم ہوا...... آپ یہ جانتے تھے...... کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ تصور الوہیت اور عبدیت سے واقف تھے...... یہ بتاؤ بچہ جب پیدا ہوتا ہے...... تو کیا وہ جانتا ہے...... کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں...... اور میرا خالق اللہ تعالیٰ ہے...... بالکل نہیں...... چالیس دن تک بچہ نہ ماں نہ باپ کو پہچانتا ہے...... اور نہ ہی ذات خدا کو جانتا ہے...... بلکہ اس کی نظر بھی صحیح کام نہیں کرتی...... کسی کو پہنچانتا ہی نہیں...... چالیس دن کے بعد جب بچے کو سکھایا جائے اشاروں سے سمجھایا جائے...... تو پھر اس کی فطرت میں ماں باپ کی طرف میلان پیدا ہوتا ہے۔

اسلامی بہنو!

جو لوگ یہ کہتے ہیں...... نبی ہمارے مثل ہے...... ہمارے جیسا ہے وہ تو اپنی پیدائش کے ڈیڑھ دو ماہ تک اپنے والدین کو نہیں جانتے ہمارا نبی تو ایسا صاحب کمال ہے...... کہ ولادت کے قبل ہی اللہ تعالیٰ کی الوہیت کو جانتے اور مانتے تھے...... تبھی پیدا ہوتے ہی سجدہ فرمایا...... اور پوری شرائط و آداب سمیت ادا فرمایا۔

ولادت اور کلام نبوی:

صرف سجدے کا کمال ہی نہ دیکھو...... بلکہ اس امر پر بھی غور کرو کہ انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہے اور کلام فرمارہے ہیں...... بزبان فصیح یہ کلمات فرمارہے ہیں۔

اللہ اکبر کبیراً و الحمد للہ کثیراً و سبحان اللہ بکرۃ و اصیلا

تاریخ الخمیس کی روایت میں ہے کہ بزبانِ فصیح کلمہ پڑھا۔

معلوم ہوا!

کہ آپ ولادت کے وقت ہی جانتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ رسالت کتاب کی متقاضی ہے یعنی جس پر کتاب نازل ہوتی ہے...... وہ منصب رسالت پر فائز ہوتا ہے...... کتاب ابھی چالیس سال کے بعد غارِ حرا میں قلب اطہر پر نازل ہوگی...... اعلان ولادت کے معاً بعد فرما رہے ہیں...... اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں...... جو لوگ یہ کہتے ہیں...... کہ نبی کو چالیس سال تک علم ہی نہ تھا...... کہ میں رسول ہوں...... ان کی عقل پر غم ہی کیا جا سکتا ہے۔

خدا کے بندو!

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو پیدا ہوتے ہیں اعلان فرما رہے ہیں اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں...... تم کہتے ہو چالیس سال کے بعد پتہ چلا

شرم تم کو مگر نہیں آتی

یہ بھی پتہ چلا کہ نبی کلمے میں بھی ہم سے جدا ہیں...... نبی کا کلمہ اور ہمارا کلمہ اور...... ہم پڑھتے ہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ○ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ہم اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ پڑھیں تو کافر ہو جائیں...... معلوم ہوا نبی کی مثل ہونے کا دعویٰ کرنے سے ایمان ختم ہو جاتا ہے...... مثلیت پر اصرار کرنے والوں سے پوچھو! تم نبی پاک کی مثل بنتے کس طرح ہو؟ تم تو نبی والا کلمہ نہیں پڑھ سکتے...... تمہارا کلمہ اور...... نبی کا کلمہ اور...... تم تو کلمہ پڑھنے میں نبی کی مثل نہیں ہو سکتے اور کس بات میں مثلیت کا دعویٰ کرتے ہو!

تو پیاری اسلامی بہنو!

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹھیاں بند ہیں...... اور دونوں ہاتھوں کی انگشت ہائے شہادت آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہے اس کی حکمت کیا تھی؟ حضرت آمنہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں...... کہ میں نے سوچا میرے محبوب بیٹے نے پیدا ہوتے ہی مٹھیاں کیوں بند کرلیں تو غیب سے آواز آئی:

قبض محمد علی الدنیآ حله٥

مٹھیاں اس لیے بند ہیں...... کہ چودہ طبق کی کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضے میں ہے۔

اوراس آواز کی تصدیق اس حدیث نبوی سے ہوئی...... جو آپ نے ایک مرتبہ صحابہ کے اجتماع میں بیان فرمائی ارشاد ہوا:

اتیت مفاتیح خزائن الارض٥ (مشکوٰۃ رقم الحدیث:5502)

روئے زمین کے سارے خزانوں کی چابیاں مجھے دی گئی ہیں۔

دوسری حدیث میں یوں ارشاد فرمایا:

اعطیت الکنزین الاحمر والا بیض٥ (مشکوٰۃ رقم الحدیث:5503)

اللہ تعالیٰ نے سونے اور چاندی کے دونوں خزانے میرے قبضے میں دے دیئے ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ ان احادیث صحیحہ نے سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرمان کی تائید وتوثیق کردی۔

پیاری اسلامی بہنو!

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے کس کس کمال کا تذکرہ کیا جائے۔ (سبحان اللہ)

ولادتِ مقدسہ کے فوراً بعد زبان مبارک حرکت میں آئی...... بولنا شروع کردیا...... کیا کوئی عام بچہ پیدائش کے معاً بعد کلام کرسکتا ہے...... نہیں...... لوگو یہ بے مثل نبی کی شان ہے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اب اگر کسی کے ذہن میں سوال آئے کہ ولادت کے بعد کیا کوئی بچہ کلام کر سکتا ہے؟

تو اس مسئلے کی وضاحت کے لیے نص قرآنی پیش کر رہا ہے۔

جب سیدہ مریم عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں اٹھائے۔ قوم کے پاس تشریف لائیں ......قوم نے دیکھا کہ کنواری مریم بچہ اٹھائے آ رہی ہے۔ مرد زن ملامت کے لیے دوڑے اور پکار اٹھے ......اے مریم! تو نے برا کام کیا ......نہ تیرا باپ برا تھا ......نہ تیری ماں بدچلن تھی۔

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ○ حضرت مریم علیہ السلام نے بچے کی طرف اشارہ کیا خود چپ رہی......قوم ٹپٹا اٹھی حیران و پریشان ہو کر بولی:

كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا○ (مریم: 29)

ہم اس کمسن سے کس طرح بات کریں جو تیری گود میں ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب یہ سنا کہ قوم کہہ رہی ہے کہ نومولود بچہ کیسے کلام کر سکتا ہے تو اپنا رخ قوم کی طرف پھیرا اور بزبان فصیح ارشاد فرمایا:

انی عبداللہ اتنی الکتب و جعلنی نبیاہ○ (مریم: 30)

بے شک میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔ قرآن کریم کی اس نص صریح سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا نبی ولادت کے بعد کلام فرما سکتا ہے۔

پیاری اسلامی بہنو!

ایک ہے　　　　کلام عیسیٰ (علیہ السلام)

اور ایک ہے　　　　کلام مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا کام اوّل انی عبداللہ

سیدالانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام اوّل اِنِّیْ رَسُوْلِ اللہِ

کلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے علم عیسوی کا کمال ظاہر ہوا...... اور کلام سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے علم نبوی کا کمال واضح ہوا...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام جانتے تھے کہ میرا نام لینے والے مجھے ابن اللہ کہیں گے...... اس لیے سب سے پہلے یہ اعلان فرما دیا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور اپنی عبدیت کا تذکرہ فرمایا اور آئندہ ادوار میں پیدا ہونے والے غلط اعتقادات کا بطلان فرما دیا جبکہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت کا اعلان فرمایا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ آپ کی امت میں کوئی بھی آپ کو نہ خدا کہے گا اور نہ خدا کا بیٹا...... امت شرک سے دور رہے گی اور آپ کے بے مثال کمالات دیکھ کر بھی آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کہے گی۔

پیاری اسلامی بہنو!

اس زبانِ نبوت پر لاکھوں سلام وہ جو ولادت کے وقت کلمہ پڑھنے لگی...... اللہ تعالیٰ کی توحید کی گواہی دینے لگی...... اپنی رسالت کا اعلان کرنے لگی...... امت کی بخشش کی دعا کرنے لگی:۔

رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ ○

اے اللہ! میری امت بخش دے۔

ولادت کے وقت وہ ہم ہی تو تھے جن کا ذکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس پہ آیا۔ حضور ہمیں ولادت کے وقت بھی نہیں بھولے۔

''وہ تو ولادت کے وقت بھی ہمیں نہیں بھولے ان کی ولادت کس طرح بھول جائیں۔''

بڑے بدبخت ہیں وہ لوگ...... جو ایسے پیارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد بھول جائیں...... جس نے میلاد کے وقت ہمیں نہیں بھولا...... وہ بھی بھلا کوئی امتی ہے جو اس محبوب کا میلاد بھلا دے۔

اس کی میلاد پہ ہمارا سلام ہو
اس کی ولادت پر ہمارا سلام ہو
اس کی تشریف آوری پر ہمارا سلام ہو
اس کے قدم رنجہ فرمانے پر ہمارا سلام ہو
اس کے ظہورِ اقدس پر ہمارا سلام ہو
اس کی مجیئتِ مقدسہ پر ہمارا سلام ہو
اس کے ورودِ مسعود پہ ہمارا سلام ہو
اس کی جلوہ گری پر ہمارا سلام ہو

جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد نہیں مناتے...... آپ کی تشریف آوری پر اظہار مسرت نہیں کرتے......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتے۔ کیا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں...... اگر امنِ مصطفیٰ ہو تو میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہر گھڑی یاد رکھو۔

بقول امام احمد رضا محدث دہلوی علیہ الرحمہ ؎

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

پیاری اسلامی بہنو!

ہم اہل سنت بھی اس لیے میلاد مناتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

ایام ولادت آتے ہیں تو ہمارے اذہان میں مبارک الفاظ رَبِّ ھَبْ لِیْ اُمَّتِیْ ○ سما جاتے ہیں۔

ذرا تصور کریں...... ماحول نورِ اعلیٰ ہوتا ہے...... محبوب خدا کا ظہور ہوتا ہے انوار چمک رہے ہیں...... عنادی چیک رہے ہیں...... گلشن مہک رہے ہیں...... خوشبوؤں کی لپٹیں اٹھ رہی ہیں...... ملائکہ صلوٰۃ پڑھ رہے ہیں...... انبیاء سلام کہہ رہے ہیں...... حوریں مبارک بادیاں دے رہی ہیں...... مکہ کے شجر و حجر وجد کناں ہیں...... پرندے حالت خوشی میں رقصاں ہیں...... ستاروں کی جگمگاہٹ میں اضافہ ہوگیا...... فاران کی وادیاں جھک رہی ہیں...... بطحائے مکہ جگمگا رہے ہیں...... کعبہ سلامی کے سجدے کر رہا ہے...... اس نورانی ماحول میں حضور جلوہ گر ہوئے...... ظہور اقدس ہوا...... اور ولادت کے بعد آپ نے سجدہ کیا...... امت کی بخشش کی دعا کی جب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز دیکھے...... امت سے محبت کے اطوار دیکھے تو وہ پکار اٹھا:

اشھدا یا ملائکی ان حبیبی لاینس امتہ عند الولادت وکیف ینسہ یوم القیامة○

اے فرشتو! گواہ رہنا میرا حبیب ولادت کے وقت اپنی امت کو نہیں بھولا تو قیامت کے دن کس طرح بھولے گا۔

پہلے سجدے پہ روز ازل سے درود
یاد گاری امت پہ لاکھوں سلام

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ○

پانچویں تقریر:

رضاعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حَمْدُ الشَّاکِرِیْنَ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَاَکْمَلُ السَّلَامِ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ قَائِدِ الْغُرِّ الْمُعَجَّلِیْنَ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَالْمَغْرِبَیْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ مَوْلَانَا وَ مَوْلَی الثَّقَلَیْنِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا وَ مَلْجَانَا وَمَاْوٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۝

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ (التوبہ 128)

صَدَقَ اللّٰہُ وَمَوْلَانَا الْعَظِیْمُ ۝

پیاری اسلامی بہنو!

حضور سرور کائنات، فخر موجودات، خلاصہ کائنات علیہ افضل الصلوات وتسلیمات عام بچوں کی طرح اس دنیا میں تشریف نہیں لائے بلکہ جس طرح آپ کی نبوت ورسالت بے مثال ہے...... اسی طرح آپ کی شان ولادت بھی بے مثال ہے ...... آپ صورت بشری میں اس کائنات میں تشریف لائے اور آپ ہی نے لباس

بشریت کو عزت بخشی۔ صورت انسانی کو آپ نے وہ عزت وعظمت بخشی کہ انسانیت کی تکریم اور بشریت کا شرف ہی کے دم قدم سے وابستہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مورت بشری میں تشریف لانا یہ بشریت کی شرافت اور عزت کے لیے ہے۔

پیاری اسلامی بہنو!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بھی بے مثال ہے اور آپ کی رضاعت بھی بے مثال ہے۔ رضاعت کا معنی ہے ''دودھ پینے کی مدت'' اس مدت رضاعت کے دوران جو عجائب پیش آئے، کتب واحادیث وسیرت میں ان کی تفصیلات موجود ہیں۔ ان میں سے چند باتیں آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہوں۔ اللہ رب العزت حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے بعد سات دن آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو دودھ پلایا۔ اس کے بعد ابولہب کی آزاد کردا لونڈی حضرت ثویبہ نے نو دن تک دودھ پلایا۔

حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

یہ ابولہب کی لونڈی تھیں جس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد ہوا تو اس نے اس وقت، خوشی خوشی جا کر اپنے مالک ابولہب کو یہ خوش خبری سنائی کہ

آقا! آپ کے مرحوم بھائی عبداللہ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا کیا ہے۔ تمہیں بھتیجے کی ولادت مبارک ہو۔

ابولہب نے جب یہ سنا کہ میرے مرحوم بھائی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو نہایت خوش ہوا۔ اور اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کر کے کہنے لگا:

جا تو آزاد ہے۔ میں بھتیجے کی پیدائش کی خوشی میں تجھے آزاد کرتا ہوں۔

پیاری اسلامی بہنو!

یہ ابولہب وہ بدبخت ہے جس کی مذمت میں قرآن پاک کی ایک پوری سورت لہب نازل ہوئی اور یہ سورت قیامت تک کے لیے اس کے کفر اور شرک پر دلیل ہے۔ بخاری شریف اور دیگر کتب احادیث میں یہ روایت موجود ہے کہ جب ابولہب مر گیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ اسے خواب میں دیکھا بشر حینة بہت برے حال میں دیکھا......

پوچھا ما ذالقیت بتا مرنے کے بعد تیرا کیا حال ہے؟ تو ابولہب کہنے لگا...... کیا بتاؤں بہت برا حال ہے۔ کفر اور شرک کی وجہ سے ہمیشہ عذاب دوزخ میں مبتلا رہتا ہوں...... لیکن جب پیر کا دن آتا ہے تو مجھ سے عذاب دوزخ کم کر دیا جاتا ہے۔

انی سقیت فی ھذہ بعتا قی ثویبة○ (صحیح بخاری کتاب النکاح)

اس دن مجھے اس سبابہ انگلی سے ٹھنڈا اور میٹھا پانی ملتا ہے جس کو میں پی لیتا ہوں۔ اس پانی میں اس قدر سرور لذت اور تاثیر ہوتی ہے کہ سات دن کے عذاب کی تکلیف دور ہو جاتی ہے...... اور یہ کرم مجھ پر اس وجہ سے ہوا ہے کہ میں نے اس انگلی سے اشارہ کر کے ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔

محدثین اکرام اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ابولہب ایسا سخت کافر تھا جس کی مذمت میں قرآن کی پوری سورت **لہب** نازل ہوئی۔

وہ کافر تھا	ہم مومن ہیں
وہ دشمن تھا	ہم غلام ہیں

اس نے رسول کے میلاد کی خوشی نہیں کی بلکہ اپنے بھتیجے کی خوشی کی تھی۔ اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی خوشی کرتے ہیں جب دشمنوں اور کافروں کو میلاد کی خوشی کرنے سے اتنا فائدہ پہنچ سکتا ہے تو مومنوں اور غلاموں کو کتنا پہنچے گا۔ (سبحان اللہ)

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی خوشی کرنا..... میلاد کے دن مالی و جانی صدقہ کرنا..... میلاد کے دن کی اہمیت جاننا اور تعظیم کرنا..... میلاد کی خوشی میں محفلیں سجانا..... یہ اللہ تعالیٰ کو بڑا محبوب ہے۔ لہٰذا..... اے میلاد منانے والوں تمہیں مبارک ہو۔

انشاء اللہ خدا اپنے محبوب کا میلاد منانے والوں کو اس مبارک عمل کی برکت سے ضرور بخش دے گا۔

پیاری اسلامی بہنو!

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور جناب ثویبہ کے بعد حضرت خولہ بنت المنذر اور حضرت ام ایمن برکہ نے حضور کو دودھ پلایا جن کے متعلق محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے۔

انت امی بعد امی. یعنی میری ماں آمنہ کے بعد تم میری ماں ہو۔

(سیرت حلبیہ: 105/1)

یہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ محبت کرنے والی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی لونڈی تھیں ..... روایات کے مطابق آپ کو دودھ پلانے والی چند عورتیں اور بھی ہیں کیونکہ غزوۂ حنین کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

انا النبی لا کذب

انا ابن عبدالمطلب

انا ابن العواتك

میں خدا کا سچا نبی ہوں..... میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں..... میں عواتک کا بیٹا ہوں۔

ایک دوسری حدیث مبارکہ میں اس جملے کی وضاحت کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا:

انا اجن العواتك من بنی سليم○ (سیرت حلبیہ 1/88)

میں قبیلہ بنو سلیم کی حواتک کا بیٹا ہوں۔

لفظ عواتك ،عاتكه کی جمع ہے۔طبقات ابن سعد میں ہے کہ عاتکہ اس پاک ......طیب طاہرہ عورت کو کہتے ہیں جس کے جسم سے خوشبوؤں کے جلے پھوٹیں اور خوشبو کی وجہ سے جس کا جسم سرخ نظر آئے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جن تین خوش نصیب عورتوں نے دودھ پلایا ان تینوں کے نام عاتکہ تھے۔ابھی ان کی شادی نہ ہوئی تھی۔محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن دیکھ کر انہیں پیار آ گیا۔انہوں نے باری باری حضور کو اٹھا کر سینے سے لگایا۔ان کنواری بچیوں نے پیار کے انداز میں اس معصوم نبی کو سینے سے لگا کر پستان پیش کیا۔

جونہی حضور کے لب مبارک ان کے پستانوں سے لگے۔دودھ جاری ہو گیا وہ کنواری تھیں......گو ان کے پستانوں میں ابھی دودھ نہ تھا......لیکن اس معصوم نبی کے معصوم لب جب دودھ کی طلب کے لیے ان کے پستانوں کو لگے تو خدا کو گوارہ نہ ہوا۔

یہ معصوم لب خالی واپس آئیں۔اللہ تعالیٰ نے ان بچیوں کے سینوں میں دودھ جاری کر دیا۔(سبحان اللہ)

پیاری اسلامی بہنو!

بچے کی حس اتنی تیز ہے کہ دودھ ماں کے سینے سے باہر اس کی حس بتا رہی ہے۔

سب سے زیادہ خوش نصیب دائی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی۔وہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔آپ نے مسلسل دو سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی۔

رضاعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ اہل سنت:

یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جن جن خوش نصیب، بزرگ اور پاکیزہ خواتین کا دودھ پیا، اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے اور ہمارے محدثین نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ ان میں نہ کوئی مشرکہ نہ تھی اور نہ ہی کافرہ...... وہ سب موحد تھیں اور اللہ تعالیٰ کی توحید کو ماننے والی۔

امت کے جلیل القدر محدث اور سیرت نگار حضرت علامہ برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرت حلبیہ میں علماء اہل سنت کا اس مسئلہ پر اتفاق نقل کیا ہے...... وہ فرماتے ہیں:

ولم ترفعه صلى الله عليه وسلم مرصعة الا اسلمت۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنتی عورتوں نے دودھ پلایا وہ ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کی توحید کو ماننے والی اور مسلمان تھیں...... ان میں کافر نہ تھی...... ان میں کوئی مشرکہ نہ تھی...... مسلمان تھیں...... مومنات تھیں...... جنتی تھیں اور نجات یافتہ ہیں بلکہ ہمارے نبی کی برکتوں کا حال تو یہ ہے کہ جو جو خوش نصیب میرے نبی کا رضاعی بھائی بنا، اس نسبت کی برکت سے وہ سب کے سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

(طبقات ابن سعد:109/1، سیرت حلبیہ:85/1)

یہ بات میں عرض کر رہی ہوں کہ اس دور میں کچھ ایسے بدنصیب لوگ بھی موجود ہیں جو میرے نبی کا کلمہ پڑھنے کے باوجود حضرت حلیمہ سعدیہ کو مسلمان نہیں سمجھتے (معاذ اللہ)۔ وہ نادان اپنی علمی تحقیقات لیے پھرتے ہیں۔ انہیں یہ معلوم نہیں کہ خدا کا نبی پاک ہے...... پاک صلبوں سے آیا ہے...... پاک رحموں سے آیا ہے...... اس نے پاک دودھ پیا ہے...... جس دودھ سے مشرک کی بدبو آتی ہے خدا کا نبی وہ دودھ نہیں پی سکتا۔

بچے کی حِس:

عام بچے کے متعلق ایک خاص بات عرض کروں کہ معصوم بچے کی حِس بڑی لطیف ہوتی ہے۔خواہ وہ کسی قافلہ کے ہاں پیدا ہو...... خواہ کسی مسلمان کا بچہ ہو، معصوم بچے کی حِس بڑی تیز ہوتی ہے۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ بعض بچے اپنی ماؤں کا دودھ نہیں پیتے۔ ڈاکٹر، حکیم بھی اس کی حکمت نہیں سمجھ سکتے...... سائنس بھی اس راز کو نہیں سلجھا سکتے...... لیکن صوفیاء جن کی باطنی حِس بڑی لطیف ہوتی ہے وہ اس راز کو سمجھے ہیں...... معصوم بچہ جب ماں کا دودھ نہ پیئے تو روحانیت والے یہ کہتے ہیں کہ مت پلاؤ...... مجبور نہ کرو کیونکہ بچے کو اپنی ماں کے دودھ سے کسی زہر کی...... کسی جراثیم کی...... کسی بیماری کی بدبو آ رہی ہے وہ دودھ بیمار ہے اس میں کسی زہر کی آلائش ہے کوئی زہریلا جراثیم اس دودھ میں موجود ہے جو بچے کے لیے مضر ہے۔

پیاری اسلامی بہنو!

بچے کی حِس بڑی تیز ہے کہ دودھ ماں کے سینے کے اندر ہے اور بچے کو سینے سے باہر اس کی حِس بتا رہی ہے کہ دودھ بیمار ہے اب میں آپ سے یہ پوچھتی ہوں کہ جب بچے کی حِس اتنی تیز ہے تو سیدالانبیاء کی حِس کیسی ہوگی؟

نبی مشرکہ کا دودھ نہیں پی سکتا:

ماں کے دودھ میں اگر کوئی خرابی ہو تو ہر بچے کو پتہ چل جاتا ہے اور وہ منہ موڑ لیتا ہے اور دودھ نہیں پیتا تم کیسے مسلمان ہو؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بچپن میں اتنی حِس بھی نہیں مانتے کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حِس نہیں جانتی تھی کہ یہ مشرکہ کا دودھ ہے اس دودھ سے شرک کی بو آتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً جانتے تھے۔ آپ کی حِس، کائنات کے تمام انسانوں کے حواس سے زیادہ لطیف ہے...... اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی

مشرکہ کا دودھ نہیں پیا...... نہ صرف محبوب خدا نے بلکہ کسی نے بھی کسی مشرکہ کا دودھ نہیں پیا اس پر دلیل قرآن سے پیش کرتی ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی ماں نے فرعون کے ڈر سے لکڑی کے ایک صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا۔ کیونکہ بنی اسرائیل کے ہاں جو بچہ پیدا ہوتا۔ فرعون اس کو قتل کروا دیتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت انہیں ایام میں ہوتی تھی ام موسیٰ نے انہیں دریا میں ڈال کر دعا کی......

یا اللہ! کوئی ماں اپنے لال کو یوں دریا کی موجوں کے حوالے نہیں کرتی ...... مگر مجھے یقین ہے کہ تو امانتوں کی حفاظت کرنے والا ہے۔ یہ میری امانت بھی تیرے ہی سپرد ہے میں واپس لوں گی ...... اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو پردہ غیب سے یہ تسلی ملی:

لَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ ج اِنَّا رَآدُّوْہُ اِلَیْکِ (القصص:7)

اے موسیٰ کی ماں! غم نہ کر...... فکر نہ کر...... تو نے یہ معصوم بچہ میرے حوالے کیا ہے تو میری وعدے ہو گئے۔

وَجَاعِلُوْہُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ o (القصص:7)

میں اسے رسول بنا کر تیرے حوالے کروں گا۔

پیاری اسلامی بہنو!

حضرت موسیٰ علیہ السلام معصوم شیر خوار بچے ہیں۔ دریا کی موجوں میں وہ صندوق تھپیڑے کھاتا ہوا فرعون کے محل کے قریب پہنچا۔ فرعون کا آدھا محل دریا میں تھا اور آدھا خشکی پر۔ اس نے دیکھا کوئی صندوق جا رہا ہے خادم کو بھیجا وہ تیر کر گیا اور صندوق لے آیا کھولا...... تو کیا دیکھتا ہے ایک حسین جمیل بچہ...... ماتھے پر چمک ہے...... رخسار پرانوار ہیں...... اور بڑے اطمینان سے انگوٹھا منہ میں رکھ کر چوس رہا

ہے۔فرعون کے ہاں اولاد نہ تھی۔ یہ حسین وجمیل بچہ دیکھ کر اس کو بڑا پیار آیا اور سوچا ......اس کو اپنا بیٹا نہ بنالوں؟......لیکن فوراً ڈر گیا کہ نجومیوں نے جس بچے کی خبر دی ہے یہ کہیں وہی نہ ہو۔حضرت آسیہ جو فرعون کی بیوی تھیں لیکن مومنہ تھیں......خدا پر ایمان رکھتی تھیں......اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی محبت ڈالی۔

پیاری اسلامی بہنو!

ایک اصول کی بات عرض کرتی چلوں کہ ایمان والے کے دل میں نبی کی محبت ڈال دی جاتی ہے۔

پیاری اسلامی بہنو!

ایک اصول کی بات میں نے عرض کی۔کسی کے ایمان دار ہونے کی نشانی یہ ہے کہ وہ عاشق رسول ہوتا ہے۔ جہاں ایمان ہو وہاں محبت رسول آجاتی ہے۔ اور جن رسولوں میں رسول کی محبت نہ ہو......خدا کی قسم!وہ کسی مومن کا نہیں کافر کا سینہ ہے......

حضرت آسیہ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے نبی کی محبت پیدا کردی۔فرمانے لگیں: اے فرعون! تو اس بچے کو کیا کرنا چاہتا ہے......کہنے لگا میرا جی چاہتا ہے کہ اس کو قتل کردوں۔ مجھے خطرہ ہے کہ میرے زوال کا باعث بننے والا یہی بچہ نہ ہو۔

آسیہ نے کہا ہم بے اولاد ہیں۔

عَسٰٓی اَنۡ یَّنۡفَعَنَآ اَوۡ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا (القصص:9)

اے فرعون! اس کے ماتھے کے بخت کہہ رہے ہیں کہ یہ ہمیں نفع دے گا۔
اور کچھ نہیں تو ہم اس کو اپنا بیٹا بنالیں گے۔آسیہ کے کہنے پر فرعون آپ کو قتل کرنے سے باز آگیا۔

اب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت آسیہ کی گود میں ہیں۔دیکھو خدا کی قدرت جس کو خدا رکھے اسے کون چکھے؟ جس فرعون سے موسیٰ کو بچانا تھا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے موسیٰ کی ماں! فکر نہ کریں اگر موسیٰ کو اس کے گھر نہ پالوں تو خدا نہ کہنا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے...... خدایا تیری قدرت پر قربان۔ فرعون کی ساری حکومت، ساری فوج، جس بچے کی تلاش میں 70 ہزار بچوں کو قتل کر چکے ہیں کہ کہیں یہ وہ نہ ہو......اور جو تھا...... وہ فرعون کے گھر میں پل رہا تھا۔

اب مشورہ یہ ہوا کہ اس بچے کو دودھ پلانے کے لیے کوئی دائی مقرر کی جائے۔ فرعون بادشاہ تھا۔ پورے ملک میں اعلان ہوگیا کہ کوئی صاف ستھری سلیقہ مند دائی چاہیے۔ سینکڑوں ہزاروں دائیاں یہ سوچ کر آئیں کہ بادشاہ کے بچے کو دودھ پلا کر کوئی بڑا انعام حاصل کریں لیکن جب دائیاں دودھ پلانے کی کوشش کرتیں تو وہ شیر خوار بچہ ہر آنے والی دائی سے منہ پھیر لیتا ہے کسی کا دودھ نہیں پیتا۔ اس کا راز اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یوں واضح فرمایا:

لَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ (القصص: 7)

اے موسیٰ کی ماں! غم نہ کر...... فکر نہ کر...... تو نے یہ معصوم بچہ میرے حوالے کیا ہے تو میری وعدے ہو گئے۔

وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۝ (القصص: 7)

میں اسے رسول بنا کر تیرے حوالے کروں گا۔

پیاری اسلامی بہنو!

حضرت موسیٰ علیہ السلام معصوم شیر خوار بچے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ (القصص: 12)

ان تمام دودھ پلانے والیوں کا دودھ ہم نے موسیٰ پر حرام کر رکھا ہے۔

اس کی وجہ کیا تھی؟ تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

ہر دائی فرعون کو سجدہ کرتی تھی...... فرعون کو خدا مانتی تھی...... لہٰذا وہ مشرک تھی...... موسیٰ علیہ السلام اپنی نبوت کی حس سے یہ جان لیتے کہ اس عورت کے دودھ سے شرک کی بو آتی ہے لہٰذا آپ ہر دائی سے منہ پھیر لیتے۔ ادھر موسیٰ علیہ السلام کی ماں دعائیں کرتی رہتی تھیں یا اللہ میرا بیٹا میری امانت کہاں ہے؟ یہ خبر موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم کے ذریعے ان کی والدہ کو پہنچی اس نے کہا کہ اماں اٹھ...... دور...... چل کر اپنے بچے کو دودھ پلا...... سرکاری اعلان ہو گیا ہے کہ کوئی صاف ستھری دودھ پلانے والی آئے۔ اماں چل...... شاید ہمارے نصیب جاگ اٹھے۔

موسیٰ علیہ السلام کی والدہ آئیں...... تو آتے ہی ماں کی نظر بیٹے پر پڑی...... بچے نے ماں کا چہرہ دیکھا تو فوراً مسکرانے لگا...... ماں نے سینے سے لگا کر ایک سرد آہ بھری خدا کا شکر ادا کیا...... ماں نے پستان پیش کی تو بچے نے پوری رضا و رغبت کے ساتھ ماں کا دودھ پینا شروع کر دیا۔ (سبحان اللہ)

پیاری اسلامی بہنو!

اب اللہ تعالیٰ کے نبی کو اس کی ماں دودھ پلاتی ہے جس کا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے جو مشرکہ نہیں بلکہ مومنہ ہے۔ دیکھو نبی کو پاک دودھ پلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کتنے انتظام کیے۔ بس میری گفتگو اس مسئلے میں صرف اتنی ہے۔

وہ خدا جو کلیم اللہ کو کسی مشرکہ کا دودھ نہیں پینے دیتا۔

وہ خدا حبیب اللہ کو کسی مشرکہ کا دودھ کیسے پلا سکتا تھا......؟

ثابت ہوا! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر مائی اور ہر دائی

آمنہ ہو یا ثویبہ

ام ایمن ہو یا خولہ

عاتکہ ہو یا حلیمہ

ان میں کوئی مشرکہ نہ تھی سب موحد تھیں۔ اگر یہ بھی مشرکہ ہوتیں تو محبوب خدا ان کا دودھ کبھی قبول نہ کرتے۔

سیدہ حلیمہ کی آمد:

پیاری اسلامی بہنو!

اس زمانے میں دستور تھا کہ عرب کے عالی مرتبت لوگ اپنے بچوں کی رضاعت شہروں میں نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اپنے بچے دیہاتوں میں دائیوں کے سپرد کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ شہروں کی بجائے دیہاتوں کی فضا صحت مند ہوتی...... وہاں کی ہوائیں تروتازہ، صاف اور موسم اچھے ہوتے جس کی بناء پر بچوں کی صحت، دیہاتوں میں زیادہ اچھی ہوتی تھی...... دائیاں شہروں میں آتیں اور بچوں کی خدمت رضاعت کے لیے ساتھ لے جاتیں اور اس خدمت کا انہیں بڑا معاوضہ ملتا۔

اس مقصد کے پیش نظر مضافات طائف کی دائیاں اکٹھی ہو کر چلیں تو قریہ بنو سعد کی دائیاں بھی ان کے ہمراہ مکے کی طرف روانہ ہوئیں تا کہ مکے کے امیر اور تاجر لوگوں کے بچوں کو لے آئیں۔ ان دائیوں میں خوش بخت دائی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ گھر میں فاقے تھے...... ان کا خاوند حارث بھی ساتھ تھا۔ ان کی اونٹنی بھی بھوکی پیاسی، دبلی پتلی اور اتنی لاغر تھی کہ جب اس پر کوئی سوار ہوتا تو اونٹنی کی کمر ٹیڑھی ہو جاتی جبکہ حلیمہ کے علاوہ باقی دائیوں کی اونٹنیاں تیز، طرار فربہ اور موٹی تازی تھیں اور وہ تیز چلتیں تو حلیمہ کی اونٹنی ان کا ساتھ نہ دے سکتی۔ پھر حلیمہ کہتیں ہیں:

اے دائیو! میری ہمرائیو!...... ٹھہرو! مجھے بھی ساتھ لے چلو۔

تو وہ کہتیں! اے حلیمہ!

تیری اونٹنی بیمار، لاغر اور کمزور ہے۔ ہم اگر تیرے ساتھ رہیں گی تو امیروں کے

بچے دوسری دائیاں لے جائیں گئیں اور ہمارے حصے میں کسی غریب کے بچے آئیں گئے۔ تو پھر ہمیں کیا ملے گا۔ لہٰذا ہم تیرا انتظار نہیں کرسکتیں پھر دائیاں آگے نکل گئیں اور حلیمہ پیچھے رہ گئیں۔

اتفاق ایسا ہوا کہ جب حلیمہ مکے میں گئی تو دوسری دائیاں امیروں کے بچے لے کر خوشی خوشی واپس آرہی تھیں۔ حلیمہ نے ٹھنڈی آہ بھری کہ میرا بھی دنیا میں کوئی حامی ہے؟ کیا میرے بھاگ جگانے والا بھی کوئی ہے؟ حلیمہ یہ سوچتی ہوئی اور آنکھوں میں اشکوں کے کشکول سجائے مکے میں داخل ہوئیں۔

معمول یہ تھا کہ صحن کعبہ کے قریب دائیاں اکٹھی ہو جاتیں تھیں، لوگ آتے اور آکر پوچھتے کہ کیا تم میں دائی ہے؟ ہم اس کو بچہ پرورش کے لیے دینا چاہتے ہیں؟ ......حلیمہ بھی کعبے کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں ادھر سے ایک اونچے لمبے قد والا......سوہنی صورت......مضبوط جسم......نورانی چہرہ، لمبی عباء پہنے ایک بزرگ نے کعبہ کے قریب آکے صدا دی۔

ہے کوئی دائی بچہ لینے والی؟

یہ حضور کے جدامجد حضرت خواجہ عبدالمطلب تھے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مائی حلیمہ دے بھاگ جاگے:

حلیمہ نے ان کا اعلان سنا تو آہستہ سے عرض کی ہاں! میں دائی ہوں۔

فرمایا......ایک بچہ ہے اس کو لوگی۔

حلیمہ کہنے لگی: جی......لوں گی۔

عبدالمطلب نے پوچھا......تیرا نام کیا ہے؟

عرض کی......حلیمہ

عبدالمطلب نے فرمایا:......مبارک ہو، تو حلیمہ ہے اور وہ بچہ ''حلیم'' ہے۔

پھر پوچھا:...... تیرا قبیلہ کونسا ہے؟

عرض کی...... بنوسعد

فرمایا:...... پھر مبارک ہو تو بنوسعد ہے اور وہ "سعید" ہے۔

حلیمہ نے پوچھا...... بتاؤ معاوضہ کیا دو گے۔

عبدالمطلب نے فرمایا:...... پہلے بچہ دیکھ تو لو، اب اگر طے کیا تو ہو سکتا ہے تم خسارے میں رہ جاؤ۔

حارث کہنے لگا...... جو امیروں کے بچے تھے وہ دائیاں لے گئیں اب پتہ نہیں ہمیں کیا ملے گا یہ کسی غریب کا بچہ ہی ہوگا۔ اور پہلی دائیوں نے اسے قبول نہ کیا ہوگا۔

عبدالمطلب جوش میں آ گئے۔

فرمایا...... یہ مت کہو کہ اسے دائیوں نے قبول نہیں کیا...... میں سمجھتا ہوں کہ اس نے دائیوں کو قبول نہیں کیا کیونکہ مجھے ہاتف غیب سے آواز آئی تھی کہ آنے والی تمام عورتیں اس قابل نہیں کہ یہ پیارا لال، یہ مقدس محبوب ان کی جھولی میں ڈال دیا جائے۔

کیونکہ یہ مشرکہ ہیں۔ یہ نجس ہیں، ان کا دودھ پلید ہے، یہ دودھ میرے محبوب کی غذا کے قابل نہیں...... مجھے آواز آئی

ان ابن آمنة الامين محمدا

خير الانام و خير الاخيار

ما ان له غير الحليمة ترضع

نعم الامنة هى على الابرار

چونکہ یہ آمنہ کا لال ساری کائنات سے افضل لہٰذا اس کی دائی بھی حلیمہ ہی ہوگی کیونکہ!

مامونة من کل عیب فاحش

ونقیة الاثواب والاوزار

اس محبوب کی دائی ہم نے کر کے بھیجا ہے اس کی دائی حلیمہ اس لیے ہو گی...... کیونکہ وہ اپنے ظاہر و باطن میں پاک صاف عورت ہے...... یہ غریب ضرور ہے لیکن اس کا ایمان بڑا پکا ہے...... یہ سچے خدا کی سچی محبت رکھنے والی ہے۔اے حلیمہ! مبارک ہو یہ پیارا لال مجھے تیرے ہی سپرد کرنے کا حکم ملا ہے۔(سیرۃ النبویہ للدحلان: 48/1)

حلیمہ کا شانۂ نبوت پر:

جب سیدہ آمنہ کا مبارک حجرہ آیا اور حلیمہ اندر داخل ہوئیں تو خوشبو نے حلیمہ کو مست کر دیا۔حلیمہ کہتی ہے...... خواجہ عبدالمطلب! آپ نے بڑی خوشبو لگائی ہوئی ہے۔فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم نے کسی خوشبو کا اہتمام نہیں کیا۔ یہ سب خوشبوئیں اس بچے کی ہیں۔

حلیمہ اندر گئیں تو کیا دیکھتی ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے چارپائی پر ایک سوہنا اور معصوم بچہ آرام کر رہا ہے......اس کے نیچے سبز ریشم کپڑا بچھا ہوا ہے...... چہرے پر سفید ریشم کا کپڑا رکھا ہوا ہے...... حلیمہ جب قدموں کی جانب سے آگے بڑھیں تو یوں لگا جیسے اس معصوم کے مکھڑے سے انوار چھن چھن کر ماحول کو منور کر رہے ہیں۔

حلیمہ نے بے تاب ہو کر جب چہرے سے کپڑا اٹھایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں کھول کر حلیمہ کو دیکھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسکراہٹ، ماتھے کی چمک اور انوار تجلیات کو دیکھ کر حلیمہ قربان ہوئیں۔

لب چوم لیے:

حلیمہ کہتی ہے اجازت ہو تو بچے کو اٹھا لوں۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

مسکرا کر فرمایا: اجازت ہے۔ حلیمہ نے محبوب خدا کو اٹھا کر سینے سے لگایا...... محراب ابرو کے درمیان بوسہ دیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لب چومے۔ وہ مقدس لب جن کے متعلق خدا فرماتا ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○

بقول امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

حلیمہ نے لب چومے کس کے؟ جس کے قدم چومنے کے لیے نبی ترستے رہے۔

دیکھو مائی حلیمہ دے پاگھ جاگے نبی پاک نوں گود کھڈاوندی اے
جدے پیراں دی خاک نوں نبی ترسن اوہدے لباں تے لباں ٹکاوندی اے

کاشانۂ سیدہ آمنہ میں حلیمہ تین دن قیام پذیر رہیں تیرے دن حلیمہ محبوب خدا کو سینے سے چمٹا کر خوشی خوشی کہتی ہیں اچھا اے خواجہ عبدالمطلب! خدا تمہارا بھلا کرے میں جا رہی ہوں۔

حلیمہ محمد ﷺ نوں پایا جاں پلے
عرش والے جھک جھک کے ویندے سی پھلے

عبدالمطلب نے فرمایا...... حلیمہ پہلے تم پوچھتی تھی کیا دو گے؟...... اب میں پوچھتا ہوں بتاؤ کیا لو گی؟ یہ سنتے ہی حلیمہ سعدیہ پکار اٹھیں...... آقا اب طلب ختم اب تقاضے ختم...... یہ بات اس وقت تھی جب تک دیکھا نہ تھا...... لیکن اب تو حال یہ ہے۔

جے چھڈ دیواں دنیا تے ہو سکدا اے گزارہ
پر اس لال نوں چھڈ کے گزارہ نئیں ہونا

عجائبات قدرت:

حلیمہ نے خوشی خوشی اپنا پتہ دیا اور کہا اے عبدالمطلب اے سیدہ آمنہ اب اجازت دے دو، کبھی کبھی اس محبوب کی زیارت کروا جایا کروں گی۔ حلیمہ خوشی سے پھولی نہ سمائی...... چلی ...... صاحب تفسیر مظہری علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حلیمہ سعدیہ چلتی چلتی صحن کعبہ میں آئی تو خیال آیا کہ جاتی دفعہ حجراسود کو بوسہ دے لوں اور اس پیارے لال کو بھی بوسہ دلا دوں۔ یہ سوچ کر حلیمہ صحن کعبہ میں آئیں اور حجراسود کو بوسہ دیا اور محبوب خدا کو حجراسود کے قریب کرنا چاہا تو حلیمہ نے ایک عجیب وغریب منظر دیکھا۔

فخرج الحجر الاسود من مکانه حتی التصق٥

(تفسیر مظہری 528/6)

حجرِ اسود اپنی جگہ سے نکلا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیا اور پھر پلٹ کر واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔

......دوسرا عجیب واقعہ جو حضرت حلیمہ نے اپنی نگاہوں سے دیکھا وہ یوں تھا کہ حلیمہ کا خاوند حارث صحن کعبہ میں اونٹنی کے پاس ہے اور اونٹنی فرش زمین پر بیٹھی ہے جب حلیمہ اونٹنی کے قریب گئی تو اونٹنی نے محبوب خدا کی طرف منہ کر کے سجدے میں سر رکھ دیا۔ گویا اونٹنی نے اس محبوب خدا کو اپنے انداز میں سلام عقیدت پیش کیا اور زبان حال سے کہا:

اے محبوب خدا! تیرا شکریہ...... آج تو مجھ غریب ناتواں پر سواری کرنے والا ہے پھر جب حلیمہ مکے سے قرینہ بنوسعد کی طرف چلنے لگیں تو اونٹنی نے کعبے کی طرف منہ کر کے تین سجدے کئے اور پھر منہ آسمان کی طرف بلند کر کے خدا کا شکریہ ادا کیا۔

......تیسرا عجیب واقعہ جو سیدہ حلیمہ کے سامنے پیش آیا وہ یوں تھا کہ جب یہ مختصر

قافلہ مکے سے رخصت ہونے لگا تو اونٹنی پر پہلے حارث بیٹھا اس کے پیچھے سیدہ حلیمہ محبوب خدا کو گود میں لے کر بیٹھ گئیں۔ حارث نے اونٹنی کو اٹھایا۔ اونٹنی کھڑے تو ہوگئی مگر چلنے کا نام نہیں لے رہی۔ حارث نے بہت کوشش کی مگر اونٹنی ٹس سے مس نہ ہوئی۔

جب یہ ماجرہ حضرت عبدالمطلب کے گوش گزار ہوا تو آپ نے فرمایا: حارث! جب تک تو اس معصوم بچے کی طرف پشت رکھے گا۔ یہ ہرگز روانہ نہیں ہوگی! اے حارث: یہ اونٹنی جانور ہو کر تجھے ادب کا درس دے رہی ہے۔

یہ سننا تھا کہ حارث فوراً نیچے اتر آیا اور اونٹنی پر حلیمہ سعدیہ اور محبوب خدا بیٹھ گئے اور حارث نے مہار پکڑ کر آگے آگے چلنا شروع کر دیا تو اونٹنی تیز تیز اس سے بھی آگے نکل گئی۔ اونٹنی اتنی تیز تیز چلتی کہ حارث کو مجبوراً ساتھ ساتھ دوڑنا پڑا۔ جب حارث دوڑ دوڑ کر تھک گیا تو اونٹنی پر سوار ہو گیا مگر اب انداز یوں تھا کہ

سب سے آگے ۔ محبوب خدا ہے

اس سے پیچھے سیدہ حلیمہ ہیں

سب سے پیچھے حضرت حارث ہیں

......سیدہ حلیمہ نے جو چوتھا عجیب وغریب واقعہ دیکھا وہ یہ تھا کہ وہ لاغر، بیمار اور کمزور اونٹنی جو آتے وقت رک رک کر چلتی تھی ...... مگر جب محبوبِ خدا اس پر سوار ہوئے تو اونٹنی کی جان میں جان آ گئی ......وہ فربہ اور موٹی تازی ہوگئی......اس میں خدا نے بجلی کی سی تیزی بھر دی......وہ تیز تیز دوڑتی جا رہی ہے۔ حارث اور حلیمہ کو حیران کرتی جا رہی ہے جب راستے میں طائف کی دائیاں ملیں تو وہ ان کو بھی پیچھے چھوڑ گئی۔

دائیوں نے آواز دی حلیمہ ٹھہر جا......لگتا ہے تو نے سواری بدل لی۔

حلیمہ نے رخ موڑ کر کہا......ذرا غور سے دیکھو

سواری نہیں بدلی، سوار بدلا ہے

وہ اونٹنی بڑے ناز و انداز سے اچھلتی، کودتی اور جھومتی جھومتی وادیٔ طائف کی طرف رخصت ہوگئی۔ (سیرت ابن ہشام)

برکتوں کا ظہور:

جب محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ساتھ لے کر قریہ بنوسعد میں پہنچیں تو روایات میں آتا ہے کہ قریہ بنوسعد کی گلی گلی اور کوچے کوچے میں خوشبوئیں پھیل گئیں۔ کستوری سے زیادہ شام جاں کو معطر کر دینے والی خوشبو کی لپیٹوں نے طائف کے مضافات اور اس کے جنگلوں کو آماہ جگاہ بنالیا...... قریہ بنوسعد کے مرد، بچے اور عورتیں ایک دوسرے سے حیران ہوکر پوچھا کرتے تھے...... یہ خوشبو کہاں سے آرہی ہے؟ انہیں تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ حلیمہ سعدیہ کے گھر میں جب سے وہ مولود مسعود آیا ہے، تب سے ہماری بستی خوشبوؤں سے مہک رہی ہے۔ پھر لوگ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے جوق در جوق اور شوق در شوق آتے ...... جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتا عش عش کر اٹھتا اور کہتا

مبارک تجھے یہ بڑائی حلیمہ
کہ بنی تو محمد ﷺ کی دائی حلیمہ

بنوسعد کا دشت اشک چمن ہے
گلِ ہاشمی چمن کے لائی حلیمہ

اور کسی عاشق نے کیا بات کہہ دی

حلیمہ دو جہاں قربان ہوں تیرے مقدر پر
تیرے کچے سے گھر میں رحمت پروردگار آئی

حلیمہ کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا آئے...... خدا کی رحمت آ گئی بہار آ گئی...... رحمت پروردگار آ گئی...... رونقیں آ گئیں...... حلیمہ کے گھر میں رحمتوں

اور برکتوں کے ڈیرے لگ گئے۔

بہاروں پر بہار آئی:

پیاری اسلامی بہنو!

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قریہ بنو سعد میں پہنچے تو آپ کے قدم رنجہ فرمانے سے قبل حال یہ تھا کہ وہاں قحط سالی تھی...... جنگلوں میں گھاس نہ تھی...... درختوں پر پتے نہ تھے...... قبیلے کی بکریاں بھوکی اور فاقے میں رہتی تھیں...... لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حلیمہ کے ہاں پہنچے تو آپ کی برکت سے قحط سالی کا دور ختم ہو گیا...... وہاں بہاریں آ گئیں...... رونقیں آ گئیں گویا

باغ عالم میں پھر تازگی آ گئی
مصطفٰے آ گئے زندگی آ گئی

حضور کی برکت سے جنگل نہال ہو گیا...... درخت شاداب ہو گئے...... سبزہ لہلہانے لگا...... رونقیں ہی رونقیں...... برکتیں ہی برکتیں آ گئیں۔

......حضور کے جانے سے پہلے حلیمہ کے گھر میں چراغ جلانے کے لیے تیل نہ تھا۔ جب حضور آئے تو حلیمہ کو برکت مل گئی۔ دو سال تک حضور حلیمہ کے گھر میں رہے اور دو سال تک حلیمہ کے گھر میں چراغ نہیں جلا...... کیونکہ اب حلیمہ کو چراغ جلانے کی ضرورت نہیں تھی۔ حلیمہ کے گھر میں روشنی ہی روشنی نور ہی نور تھا۔

روایت میں ہے کہ ایک دن قریہ بنو سعد کی عورتیں اکٹھی ہو کر حلیمہ کے پاس آئیں۔

اک دن کہیا حلیمہ نوں عورتاں نے نیاہن تے حال چنگا تیرے حال دا ایہہ
مہکاں اوندیاں تیرے لباس وچوں عطر ویکھیا نہ اہدے نال دا ایہہ
دیوا رھوے بلدا ساری رات تیرا ے انج نہ تیل کوئی طائف وچہ بلدا ایہہ

اے حلیمہ، اللہ کی بندی ساری رات تیرے گھر میں چراغ جلتے رہتے ہیں۔ اور روشن دانوں اور دروازے کے سوراخوں سے روشنی چھن چھن کر باہر آتی ہے۔ ہم رات کو جب اٹھتی ہیں تو تیرے گھر میں چراغ جلتا معلوم ہوتا ہے کبھی دیا بجھا بھی لیا کرو۔

حلیمہ نے کہا سہیلیو!

یہ چراغ بجھنے والا نہیں یہ بجھنے کے لیے تو آیا ہی نہیں۔

انہوں نے پوچھا...... کیا مطلب...... تو ساری رات چراغ کیوں جلاتی ہے۔

حلیمہ نے جواب دیا......

جد دا مکے وچوں لال آندا میرے توں مصیبتاں دور ہویاں
دیوا میں سہیلیو بالدی نئیں ایہدی چمک نال کندھاں نور ہویاں

واللہ لا امر قد نارا انہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ○

اے سہیلیو! خدا کی قسم! یہ چراغ کی روشنی نہیں بلکہ...... یہ محمد کے مکھڑے کا نور ہے۔ (سبحان اللہ)

......روایات میں آتا ہے کہ جب تک حضور حلیمہ کے گھر میں رہے۔ حلیمہ کو بھی بھوک نہیں لگتی تھی...... کبھی پیاس کی شدت نہیں آئی عادتاً کچھ کھا پی لیتی علماء محدثین اس کی حکمت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حلیمہ کو بھوک اور پیاس لگتی کیسے؟...... کیونکہ ساقی کوثر کے ہونٹ سامنے تھے بار بار حضور اپنی معصومیت کے انداز میں مسکراتے تھے اور حلیمہ بار بار لب چوم لیتی تھیں، بار بار حضور کے لبوں کو بوسہ دیتی تھیں۔ حلیمہ اس لاڈلے محبوب کی محبت میں اس طرح وارفتہ رہتی کہ نہ بھوک لگتی اور نہ پیاس لگتی۔

نبی کو گود میں لے کر وہ دن بھر جھوم لیتی تھی
اسے جب بھوک لگتی تھی لبوں کو چوم لیتی تھی

پیاری بہنو!

وقت گزرتا رہا اور محبوب خدا نے مدینے میں اعلان نبوت فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دریائے رحمت ہمہ وقت جوش میں رہتا اور زمانے والے محبوب خدا کی رحمتوں، برکتوں اور عنایتوں سے خوب مالا مال ہوتے رہتے۔ سیدہ حلیمہ پر ایک وقت ایسا آیا کہ گھر میں غربت نے ڈیرے جما دیئے۔ کسی نے کہا اے حلیمہ! تیرا رضاعی بیٹا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو بڑا فراغ دل ہے...... وہ تو دونوں ہاتھوں سے سخاوت کرتا ہے ...... تو بھی جا اور اس محبوب خدا سے خیرات لے آ۔

سیدہ حلیمہ سعدیہ...... دیارِ رسول میں:

ایک روایت سیرت کی کتابوں میں آتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہیں اور سیدہ حلیمہ طائف میں ہیں سنا کہ میرے لال پر اللہ تعالیٰ نے انوار و برکات جاری کر دیئے ہیں۔ ہر کوئی اس کے در سے خیرات پا رہا ہے تو خیال کیا کہ میں بھی غریب ہوں اس لال کو دیکھ آؤں پھر حلیمہ چلتی چلتی طائف کی وادیوں سے ہوتی ہوئی مدینے گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی سے باہر کسی مقام پر جلوہ افروز ہیں۔ دور سے حلیمہ کو آتی دیکھا نحیف جسم، لڑکھڑاتی ہوئی آ رہی ہے۔

مسلمانو!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میری ماں حلیمہ آ رہی ہے تو آپ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ حلیمہ قریب آئی...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھ کر استقبال فرمایا ...... حلیمہ نے گلے سے لگایا...... تو میرے آقا نے کالی کملی کندھے سے اتاری...... یایھا المدثر والی چادر خاک پر بچھائی...... اور کہا میری اماں! آمدثر کی چادر پر بیٹھ جا ...... یہاں قدم رکھ...... پھر...... حلیمہ حضور کی چادر پر قدم رکھتی ہے اور بیٹھ جاتی ہے۔

ظالمو!

جس ماں کی خاطر خدا کا محبوب اپنی مدثر والی بچھا دے تم اس کو جہنمی کہتے ہو (استغفر اللہ) وہ تو آج بھی جنت البقیع میں آرام کر رہی ہیں وہ جنت البقیع ...... جو اسلام کا خزانہ ہے...... جس میں دفن ہونے کے لیے زمانے کے غوث اور قطب دعائیں مانگتے تھے۔ سن لو ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے نبی کے ماں باپ چاہے وہ حقیقی ہوں...... یا رضائی وہ سارے کے سارے پاک ہیں...... مومن ہیں...... موحد ہیں اور جنتی ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ○

◆◆◆◆◆

چھٹی تقریر:

خصائص مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَ عَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالتَّابِعِيْنَ وَعَلٰی جَمِيْعِ اَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا

وَّدَاعِيًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا

صَدَقَ اللّٰهُ وَمَوْلَانَا الْعَظِيْمُ ○

قال الله تبارك وتعالٰى فى شان حبيبه: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا○

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ   وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ   وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

تمہیدی جملے:

میری پیاری اسلامی بہنو! آج کی یہ محفل سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت کا اظہار کرنے کے لیے سجائی گئی ہے۔ ایسی محافل اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں خصوصی اہمیت رکھتی ہے میں شرکائے محفل اپنی بہنوں سے درخواست کروں گی کہ وہ اس بابرکت محفل میں نہایت ادب واحترام کے ساتھ بیٹھیں اور جو کچھ بیان کیا

جائے اسے توجہ سے سماعت فرمائیں۔

عزیز بہنو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے مقربین کو خصوصی اعزازات وانعامات سے نواز رکھا ہے اور انہیں انعامات میں معجزات وکرامات ہیں۔

معجزات انبیاء کرام علیہم السلام کو عطاء کئے گئے اور کرامات اولیاء مقربین کو عطا فرمائی گئیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ ان سے نسل انسانی کی شروعات ہوئیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام معجزہ ہے کہ انہیں آگ نہیں جلا سکتی۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ ان کی ایڑیاں رگڑنے سے آب زم زم جاری کیا گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو علم غیب اور مسیحائی کا معجزہ ملا۔

ہر نبی کو کوئی نہ کوئی معجزہ ملا۔

ہر نبی کو کوئی نہ کوئی کمال ملا۔

ہر نبی کو کوئی نہ کوئی خصوصیت عطا ہوئی۔

لیکن ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع کمالات عطا ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام معجزات عطا فرمائے اس لیے شاعر نے کہا۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پیاری بہنو! ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جامع الصفات ہیں تمام معجزات وخصائص وخصائل وشمائل سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئے ہیں۔

صرف یہی نہیں حقیقت ہے کہ تمام نبی معجزات لے کر آئے اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم معجزہ بن کر آئے۔

ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا معجزہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اٹھنا معجزہ، بیٹھنا معجزہ، کھانا معجزہ، پینا معجزہ، جاگنا معجزہ، سونا معجزہ، چلنا معجزہ، پھرنا معجزہ، نماز پڑھنا معجزہ، روزہ رکھنا معجزہ، حج کرنا معجزہ

آپ کی ولادت باسعادت معجزہ

آپ کا بچپن معجزہ

آپ کی جوانی معجزہ

آپ کا نکاح معجزہ

آپ کی اولاد اطہر معجزہ

آپ کا ہجرت فرمانا معجزہ

آپ کا معراج پہ جانا معجزہ

آپ کا ہر قول معجزہ آپ کا ہر فعل معجزہ

پیاری اسلامی بہنو!

دیئے معجزے انبیاء کو خدا نے
ہمارا نبی معجزہ بن کے آیا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود معجزہ ہیں۔ آپ کا سراپا مبارک معجزہ ہے۔ آپ سر انور کے موئے مبارک سے لے کر قدمین شریفین کے ناخنوں تک معجزہ ہیں یہی نہیں بلکہ جو کپڑا آپ کے جسم اطہر سے مس کر جائے اور جو نعلین شریف آپ کے قدمین شریف سے مس کر جائے وہ کپڑا بھی معجزہ ہے وہ نعلین بھی معجزہ ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صرف معجزہ ہی نہیں بلکہ معجزہ نما ہیں کہ آپ کے ساتھ جو چیزیں مس کر جائیں وہ بھی معجزہ ہو جاتی ہیں۔

اگر لاٹھی مبارک کو ہاتھ لگتے ہیں وہ تو وہ لاٹھی چمکنے لگتی ہے۔

کڑوے کنویں میں ہزاروں من چینی ڈال دیں میٹھا نہیں ہوگا ہمارے آقا ایک مرتبہ لعابِ دہن ڈال دیں تو کنواں میٹھا ہو جاتا ہے بلکہ معجزہ بن جاتا ہے کہ اس کنویں کا پانی بیماریوں کی دوا بن جاتا ہے۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم صرف معجزہ ہی نہیں آپ کے دستِ اقدس سے لگنے والی ہر چیز معجزہ بن جاتی ہے۔

عزیز بہنو! میرا آج کا خطاب چونکہ صرف خصائص رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ہے لہٰذا میں اپنی اس تمہید کو یہیں ختم کرتے ہوئے آقا و مولیٰ کے خصائص مبارکہ پر گفتگو کروں گی تاکہ ہمیں علم ہو سکے کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے بشر ہیں آپ کی بشریت کا کیسا کمال ہے میں اپنی تقریر میں صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر کے خصائل و خصائص پیش کروں گی تمام خواتین بلند آواز سے بارگاہ رسالت میں ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش فرمائیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

آپ کی قامت معجزہ:

ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک نہایت متناسب تھا۔ بہت زیادہ لمبا نہ تھا کہ دیکھنے والے کو بوجھل محسوس ہوتا اور نہ ہی پست تھا یعنی آپ مناسب انداز کے دراز قد والے تھے مگر آپ کے قد مبارک کا یہ معجزہ تھا کہ آپ دوسرے لوگوں کے درمیان جب چلتے اور آپ سب سے دراز قد نظر آتے تھے اور یہ معجزہ اس لیے تھا کہ کوئی شخص آپ سے بلند ہو ہی نہیں سکتا تھا لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بلند قامت نظر آتے تھے۔ (الخصائص الکبریٰ جلد اول ص 169)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ لمبے نہیں تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو طویل قد تھے اور نہ ہی پستہ قد مگر جب دوسرے لوگوں کے ہمراہ ہوتے تو سب سے بلند یعنی اونچے نظر آتے۔

(الخصائص الکبریٰ، جلد اوّل، ص:146)(زرقانی، جلد 4، ص:198)

پیاری بہنو! کیسا اعجاز ہے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قد مبارک کا ہماری جانیں سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر قربان جائیں ایسا زیبائش سے بھرپور قد کہ جو ہر ایک سے بلند ہے۔

عزیز بہنو!

جب حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے بعد بتوں کو گرانے کے لیے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کاندھوں پر سوار ہوئے۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے علی! میرے کاندھوں پر سوار ہو بتاؤ تمہارا ہاتھ کہاں تک پہنچتا ہے۔

حضرت مولا علی نے جب ہاتھ اوپر کیا تو آپ کا ہاتھ مبارک عرش کے پائے تک پہنچ گیا۔

قد مبارک نبی دا سمجھ دے وچہ نہ آوے
موہڈیاں اُتے علی کھلوکے ہتھ عرشاں نو پاوے

پیاری بہنو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قد مبارک کو سلام کے شعر میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

عرش سے قد تیرے کو ہے اونچا کیا
یا نبی تیری قامت پہ لاکھوں سلام

نتیجہ یہ نکلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک معجزہ ہونے کے ساتھ ساتھ بے مثل و بے مثال ہے۔

شجر طوبیٰ ہو قرباں قدم پر تیرے
عرشِ اعلیٰ سے اونچا ہے تیرا قدم

قامت کی خصوصیت:

پیاری بہنو! ابن ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جسے مولوی اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب میں نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب اکیلے چلتے تو متوسط دکھائی دیتے تھے وہ اس لیے کہ حد سے زیادہ دراز قد ہونا بھی خامی ہے لیکن رب تعالیٰ کو یہ بھی گوارا نہ تھا کہ آپ سے کوئی بھی شخص بلند ہوتا چنانچہ بلند سے بلند قد والا آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جاتا یا ساتھ کھڑا ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اقدس بلند والے سے بھی اونچا محسوس ہوتا ہے۔ (نشر الطیب، ص: 142)

آپ سے اونچا رب نے بنایا نہیں
آپ کے جسمِ اطہر کا سایا نہیں

پیاری اسلامی بہنو!

یہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قد مبارک کی بات تھی اور اب آپ کے سامنے آپ نے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر کے چند خصائص پیش کرتی ہوں۔

بے سایہ جسمِ مبارک:

پیاری بہنو! امام الانبیاء تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمِ اطہر ایسا پاکیزہ اور نفیس تھا کہ آپ کے جسمِ اطہر کی ایسی لطافت تھی کہ آپ دھوپ میں چلتے تو آپ کے جسمِ اقدس کا سایہ نہ تھا۔

ترمذی حضرت زکوان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں:

ان رسول صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یری له ظل شمس ولاقمر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ سورج کے سامنے دیکھا جاتا اور نہ چاند کے سامنے۔ (خصائص الکبریٰ، جلد اوّل، ص: 147)

اور ابن سبع کہتے ہیں:

من فصائصه صلی اللہ علیه وسلم ان ظله کان لایقع علی الارض

یہ کہ آپ کا سایہ نہ ہوتا آپ کے خصائص میں سے تھا۔

پیاری بہنو! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ہو ہی نہیں سکتا وہ اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نور سے بنے ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ آپ کے جسم اطہر کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نور سے بنے ہیں اور آپ کے جسم اطہر میں مادیت نہیں تھی کثافت نہیں تھی اس لیے آپ خواہ دھوپ میں چلتے خواہ چاندنی میں چلتے آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔

زرقانی میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا بلند ہوتے آفتاب کے سامنے میں آپ کا سایہ نہیں ہوتا تھا اسی لیے کہ آپ کا نور اور آپ کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب تھی۔

(زرقانی علی الالمواہب، جلد چہارم، ص: 220)

مدارج النبوت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی نقل فرماتے ہیں کہ چاند سورج کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا۔

(مدارج النبوت، جلد اوّل، ص: 21)

قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں نقل فرماتے ہیں:

لاظل شغصبه فی الشمس و القمر

(کتاب الشفاء، جلد اول، ص:242)

(یعنی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک نہ سورج کی دھوپ میں ہوتا تھا اور نہ چاند کی چاندنی میں ہوتا تھا۔

پاک نبی اے نور خدا دروچ قرآن دے آیا
دسو ساجد نبی دا کسراں ہندا سایا

(ساجد چشتی)

عزیز اسلامی بہنو!

جس ہستی کا سایہ ہی نہ ہو اس کی مثلیت کا دعویٰ کرنے والا کذاب ہوگا کیونکہ آقا دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو سایہ ہی نہ تھا اس لیے کسی شاعر نے خوب بات کی۔

بے مثل نے محبوب بھی بے مثل بنایا

اللہ تعالیٰ بے مثل ہے اور اس نے اپنے محبوب کو بھی بے مثل بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جسم نہیں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں ہے۔

بے مثل نے محبوب بھی بے مثل بنایا
وہاں جسم نہیں ہے تو یہاں سایا نہیں ہے

میری پیاری اسلامی بہنو!

حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور کا سایہ مبارک زمین پر نہ ڈالا اس لیے:

یفع انسان قدمه علی ذالك الظل

کہ کسی انسان کا قدم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ مبارک پہ نہ آ جائے۔

(تفسیر مدارک، ص:321)

پیاری بہنو!

اس لیے امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نے کیا خوب کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ تعالیٰ کے نور کے سایہ ہیں اس لیے سایہ کا سایہ نہیں ہوتا۔

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

پتہ چلا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہونا آپ کے نور ہونے کی دلیل ہے اور آپ کے نور ہونے کی گواہی قرآن پاک دے رہا ہے:

"قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ"

تحقیق آ گیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور۔

(سورۃ المائدہ، آیت:15)

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ کی تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ میں نور سے مراد حضور کی ذات اقدس ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ ذیشان بھی آپ کے نور ہونے کی گواہی دے رہا ہے کہ آپ فرماتے ہیں:

۔"اوّل ما خلق اللہ نوری"

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ (نشر الطیب، ص:8)

پاک نبیؐ اے نور خدا دا وچ قرآن دے آیا
دسو ساجد فیر نبی دا کسراں ہندا سایا

(ساجن چشتی)

پیاری بہنو!

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور سے بنے ہیں تو آپ کا سایہ کیسے ہو

سکتا تھا اور جس کا سایہ نہیں اس کی مثل کون ہوسکتا ہے۔

کوئی نہیں!

میرے سوہنے حبیب دی شان ورگا شان کسے جہاں تے پایا ای نہیں
بلکہ حضرت حسان دے کہن وانگوں ایسا کسے دی ماں نے جایا ای نہیں
رب اپنے محبوب کریم ورگا دوجا کوئی وی ہور بنایا ای نہیں
صائم رات نوں دنداں چوں نور نکلے چلن دھپے تے جسم دا سایا ای نہیں

بال مبارک معجزہ ہیں:

پیاری بہنو! ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ہر عضو مبارکہ کی خصوصیت عقلِ انسانی میں آنے والی ہی نہیں آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے خاص ہی انداز سے تخلیق فرمایا سرانور کے بال مبارک کے کمالات ہی دیکھ لیں۔ بال ہر انسان کے ہوتے ہیں سر پر بال ہونا کوئی کمال کی بات نہیں لیکن جب پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا سر ہو تو بال مبارک بھی معجزہ بن جاتے ہیں۔

موئے مبارک کی کیفیت.

پیاری بہنو!

سب سے پہلے میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کی کیفیت بیان کروں گی تاکہ ہمیں علم ہو سکے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کیسے تھے۔

عزیز بہنو! بال کو موئے مبارک بھی کہتے ہیں اور یہ لفظ خاص ہے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کہ آپ کے بالوں کو ہمیشہ موئے مبارک کے نام سے ہی یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ شیر خدا سے پوچھا گیا کہ آپ بتائیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کیسے تھے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نہایت خوبصورت تھے بالکل سیدھے نہ تھے کہ بوجھل محسوس ہوتے ہوں اور بالکل گھونگھریالے بھی نہ تھے کہ عجیب ہوں بلکہ آپ کے بال مبارک تو ایسے تھے کہ سیدھے لیکن تھوڑے سی پیچیدگی لیے ہوئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی شان قرآن بیان فرما رہا ہے۔

(وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى) (سورۃ الضحیٰ آیت:2)

حضرت اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان بالوں کی شان کون بیان کرسکتا ہے جن کی قسم خالق کائنات اٹھا رہا ہے۔ (روح البیان، جلد 4، ص:661)

رنگ نور خشبو تے رات کالی جدوں رے تے بنیاں حسین زلفاں
رب نے کہیا واللیل قرآن اندر ویکھ نبی دیاں دلنشین زلفاں
سجدہ جدوں سی میرے حضور کردے چُم لیندی سے آپ زمین زلفاں
ہر اِک مرض توں ساجد شفاء خاطر عاشق زم زم وچہ گھول کے پین زلفاں

(محمد لطیف ساجد)

پیاری بہنو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم زلفِ مبارک آپ کے موئے مبارک آپ کے گیسوئے اطہر آپ کے مقدس بال اپنی شان وعظمت میں بے مثل و بے مثال ہیں۔

حضرت علامہ صائم چشتی سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زلفوں کی شان بیان کرتے ہیں۔

بنی الف حبیب مرے دی میم مروڑیاں زُلفاں
اُودھر مڑ گیا کعبہ جدھر سوہنے مروڑیاں زُلفاں
وچہ قرآن بنا کے سطراں رب نے جوڑیاں زُلفاں
مینہہ نافے دا درھیا صائم جدوں نچوڑیاں زُلفاں

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبید رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ اے عبیدہ میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ موئے مبارک تھے۔

حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اے ابن سیرین اگر کوئی شخص آپ سے یہ کہے کہ مجھے یہ بال دے دو خواہ کوئی قیمت لے لو تو کیا تم یہ بال دے دو گے۔

ابن سیرین کا قول:

پیاری اسلامی بہنو!

ابن سیرین کا یہ قول بخاری شریف میں موجود ہے۔

"قلت بعبیدة عندنا من شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم احبناه من قبل انس و او من قبل اهل انس فقال لان تكون عندی شعره منه احب الی من الدنیا و مافیها"

میں نے عبیدہ سے کہا! ہمارے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال مبارک ہیں؟ جو ہمیں حضرت انس یا اہل انس سے ملے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عبیدہ نے کہا میرے پاس ان مقدس بالوں میں سے ایک بال بھی ہونا تمام دنیا سے زیادہ محبوب تر ہے۔ (بخاری شریف، جلد ۱، ص: 39)

پیاری بہنو!

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک ایسی عظمت اور شان والا ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

جس نے میرے بال کی توہین کی وہ کافر ہے۔

پیاری بہنو! اس سے اندازہ لگائیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اور مقدس بال مبارک کی کتنی شان ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زلف مبارکہ ایسی عظمت والی ہے کہ جس عاشق

کو زلف مبارک کا بال مبارک حاصل ہوا اس نے تمام دنیا کو ٹھکرا کر صرف بال مبارک کی توقیر کرتے ہوئے اپنی زندگی بسر کر دی۔ فضائل اعمال میں مولانا ذکریا صاحب واقعہ نقل کرتے ہیں۔ ایک تاجر مر گیا اس کے دولڑکے تھے دونوں آپس میں جائیداد تقسیم کرنے لگے جو کہ بہت زیادہ تھی ساری جائیداد تقسیم کر لی اس تاجر کے پاس آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے تین موئے مبارک تھے ایک بڑے بھائی نے لے لیا ایک چھوٹے بھائی نے لے لیا ایک موئے مبارک کے ٹکڑے کرنے لگے تو چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا بھائی جان میری بات سنیں اس نے کہا کیا بات ہے؟

چھوٹے بھائی نے کہا آپ ساری جائیداد لے لیں اور مجھے یہ تینوں بال دے دیں۔ بڑے نے سوچا مجھے اتنی ساری دولت مل رہی ہے میں دولت ہی لے لیتا ہوں۔

اس نے کہا ٹھیک ہے! مجھے منظور ہے۔ چنانچہ تمام دولت بڑے بھائی نے لے لی۔ اور بال چھوٹے بھائی نے لے لیے۔ بڑا بھائی کاروبار میں مصروف ہو گیا چھوٹا بھائی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک سے پیار کرتے ہوئے دن گزارنے لگا۔ چھوٹا بھائی پانچ وقت کا نمازی تھا جب رات کا وقت ہوتا تو وہ اٹھ جاتا اور تہجد کی نماز ادا کرتا ہے۔ پھر سرکار کے موئے مبارک نکال کر ان کو چومتا ہے۔ اپنی آنکھوں سے لگاتا ہے اور درود پاک پڑھتا ہے۔

پیاری بہنو! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ محب وصال فرما جاتا ہے جب اس کو دفن کرنے جاتے ہیں تو سب لوگ دیکھتے ہیں کہ جہاں اسے دفن کیا گیا جہاں اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی وہاں ہر طرف نور ہی نور چھایا اور دیکھنے والوں نے دیکھا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اپنے محبّ پر کرم فرمانے کے لیے تشریف لائے۔

(فضائل اعمال، ص:708)

شفاء ہی شفاء:

پیاری بہنو! حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چند موئے مبارک تھے جو انہوں نے ایک چاندی کی ڈبی میں رکھے ہوئے تھے جب کوئی بیمار ہوتا آپ کے پاس آتا آپ پانی کے ایک برتن میں اس موئے مبارک والی ڈبیہ کو حرکت دیتیں اور پھر وہ متبرک پانی مریض کو پلاتیں اور مریض صحت مند ہو جاتا۔ (بخاری شریف، جلد 2، ص: 875)

ہر اک مرض توں ساجد شفاء خاطر
عاشق زم زم وچہ گھول کے پین زلفاں

پیاری اسلامی بہنو!

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقدس بالوں کو سنوارتے ہیں ان میں زیتون کا تیل لگاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قسم کھاتا ہے والتین والزیتون مجھے تین کی اور زیتون کی قسم اس لیے کہ حضور نے زیتون کا تیل اپنے موئے مبارک پر لگایا تھا۔

کنگھی نال حبیب میرے نے جدوں سجائیاں زلفاں
اسدیاں قدماں دے وچہ حوراں آن وچھائیاں زلفاں
منہیہ رحمت دا ورھیا سوہنے جد برائیاں زلفاں
چھ گئے دل عشاق دے صائم جد کترائیاں زلفاں

بال مبارک کیسے تھے:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کانوں کی لو سے کچھ بڑے اور شانوں سے کم تھے۔ آپ بالوں کے دو حصے فرماتے تھے اور سیدھی مانگ نکالا کرتے تھے۔ ہمیشہ آپ دائیں طرف سے شروع فرماتے اکثر زیتون کا تیل استعمال فرماتے۔

عزیز بہنو! ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی بالوں میں کنگھی فرماتے تو آپ کے مقدس بالوں سے نور کی چمک نکلتی تھی اور آپ کے مقدس بالوں میں ستر بال سفید تھے باقی سیاہ تھے۔ (شمائل ترمذی، ص:45)

کملی والے رسولِ مختار دیاں
نور بیز زلفاں عنبر بار زلفاں
خوشبو دیندیاں کل جہان تائیں
ونڈن گلشن دے تائیں بہار زلفاں
مل جاندی خشبو کستوریاں نوں
جدوں چھنڈدے سی میری سرکار زلفاں
ساجد چشتی سی مہک فضا جاندی
جدوں ڈاہنڈے سی نبی مختار زلفاں

(ساجد چشتی)

حضور شفاعت فرمائیں گے:

پیاری بہنو!

قیامت کے دن جب حساب کتاب ہو جائیں گا، جنتیوں اور جہنمیوں کا معاملہ طے پایا جائے گا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں سر رکھ دیں گے۔ آپ کی مبارک زلفیں اس جگہ لگیں گی جہاں آقا سجدہ ریز ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کے سجدہ ریز ہونے پر پیار آجائے گا۔ رب فرمائے گا۔ اے محبوب اپنا سر اٹھا لے اپنی زلفیں سنوار لے تم جیسا کہتے ہو ہم ویسا ہی کریں گے چنانچہ وہ امتی جس کی جنت کا پروانہ مل چکا ہوگا سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت فرمائیں گے اور انہیں جنت میں داخل فرمائیں گے۔

پیکرِ اعجاز:

پیاری اسلامی بہنو! ہمارے آقا و مولیٰ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی کسی بات کو نہیں ٹال سکتا تو میں عرض کر رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کمال سے بنایا ہے۔ صحابہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سا دنیا میں کوئی آیا ہی نہیں۔ سرکار کا ہر عضو پیکرِ اعجاز تھا۔ آپ کی مبارک زلفیں ایسی حسین تر اور خوشبودار تھیں کہ ہوا چلتی آپ کی زلفوں سے مس ہوتی تو ساری فضا میں خوشبو پھیل جاتی۔

گستاخ کے لیے جنت حرام ہے:

پیاری اسلامی بہنو! جس جس صحابی کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک ملے یا ایک بال بھی ملا اس نے بال مبارک کی تعظیم کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو اخذ شعرۃ یقول من اذیٰ شعرۃ من شعری٥

میں نے سنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک بال مبارک پکڑا ہوا تھا اور فرما رہے ہیں جس نے میرے ایک بال کی بھی بے ادبی کی۔ **فالجنۃ علیہ حرام** اس پر جنت حرام ہے۔ (جامع الصغیر سیوطی، جلد 2، ص 145)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بال مبارک خود تقسیم کروائے:

پیاری اسلامی بہنو! اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بال حاصل ہوئے اور ان مبارک بالوں سے برکت حاصل کرتے جیسا کہ معتبر روایات ہے کہ حضرت سیدنا خالد بن ولید کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ملے شاید اسی وقت ملے ہوں جب حضور اقدس منیٰ میں تشریف لاتے ارکانِ

حج ادا فرمائے اور بال نہایت چھوٹے کروائے اور حکم دیا کہ ان بالوں کو لوگوں (اصحاب) میں تقسیم فرما دو۔ چنانچہ ان بالوں کو صحابہ کرام میں تقسیم کر دیا۔

(مشکوٰۃ شریف، ص:232)

ہمیشہ فتح ہوئی:

کتنے خوش نصیب تھے وہ لوگ جن کو آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک حاصل ہوئے۔ اور وہ اس سے فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھی بال مبارک ملے اور آپ نے وہ موئے مبارک اپنی ٹوپی میں سی رکھے تھے۔ حضرت خالد فرماتے ہیں: ان باتوں کی برکت تھی کہ مجھے کبھی بھی جنگ میں شکست نہ ہوئی۔

چنانچہ روایت ہے کہ ایک جنگ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر گیا اور آپ کی ٹوپی مبارک میدان جنگ میں گم ہو گئی حضرت خالد نے لڑائی چھوڑ کر ٹوپی ڈھونڈنا شروع کر دی۔

جب آپ کو ٹوپی ملی تو نہایت تعظیم سے انہوں نے اس ٹوپی کو اپنے سر پر رکھا۔ بعد ازاں کسی نے پوچھا کہ آپ جنگ کے دوران اپنی ٹوپی کیوں ڈھونڈ رہے تھے کہ دشمن آپ کے سر پر تھا۔

آپ نے فرمایا: اس لیے کہ اس ٹوپی میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر انور کے بال مبارک تھے۔ اور یہ بال مبارک مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ ان کی توقیر کے لیے میری جان بھی چلی جائے تو مجھے قبول رہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، ص:686)

اوہدے رخِ مصطفیٰ نوں ویکھ کے تے
ہو گیا سی سدرہ نشین عاشق

اوہدی زلف و الیل تک کیتے
یوسف ورگا سی ہویا حسین عاشق
اوہدی زلف دے صدقے خدا ولوں
لیندے ہے سی فتح مبین عاشق
ساجد چُم کے آپڑے قدم نوری
ہو گئی ساری سی زمین عاشق

(محمد لطیف ساجد چشتی)

صحابہ کا عقیدہ دیکھو:

پیاری اسلامی بہنو!

صحابہ کا عقیدہ تھا کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک اتنے متبرک ہیں کہ انکی برکت سے شکست فتح میں بدل سکتی ہے۔ اور صحابہ کے دل میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کی یہ قدر تھی کہ اس کی تعظیم کے واسطے اپنی جان بھی قربان کرنے سے گریز نہیں کرتے تھے۔ آج لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا شرک ہے میں ان سے سوال کرتی ہوں کہ بتاؤ صحابہ کرام سے زیادہ ایمان والا کون ہوسکتا ہے جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بال کی تعظیم اس قدر کرتے ہیں تو آقا کی ذاتِ اطہر کی تعظیم کس حد تک کرتے ہوں گے۔

صحابی کی وضاحت:

چنانچہ پیارے آقا کے پیارے غلام حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت ثابت فرماتے ہیں: انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ میرے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بالوں سے ایک بال مبارک ہے جب میں مر جاؤں تو اس بال مبارک کو میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ (الاصابہ فی تحیۃ الصحابہ حالات

حضرت انس رضی اللہ عنہ)

پیاری اسلامی بہنو!

صحابہ کرام کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بال سے عقیدت واحترام ہم کیا بیان کر سکتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ جب سرکار کا بال مبارک میری زبان پر ہوگا جب میں قبر میں جاؤں گا تو فرشتے میرے ساتھ کیا سوال کریں گے؟

شفاعت کا باعث ہیں گیسو نبی کے
جہانوں سے بڑھ کر ہیں گیسو نبی کے
فضائیں معطر ہوائیں معنبر
خدا نے سنوارے ہیں گیسو نبی کے

نوری چہرہ کی بات کرتی ہوں:

پیاری بہنو! اگر ہم سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک گیسوؤں کی بات کرتی ہوں تو واللیل زلفوں کے بیان میں دن سے رات ہو جائے گی۔ چونکہ میں نے آپ کے سامنے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اعضاء کے فضائل پیش کرتے ہیں۔ میں اب آپ کے سامنے اس جمیل چہرۂ انور کی بات کرتی ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں والضحیٰ فرمایا ہے۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنِ عالمتاب کیسا تھا آپ کے چہرۂ انور کی نورانیت کے بارے میں صحابہ کرام کے اقوال کیا ہیں اور چہرۂ انور کے مبارک حسن آپ کے مبارک کانوں کے خصائص وشمائل اپنی کی چشمان مبارک کے معجزات آپ کی بینی مبارک یعنی آپ کی ناک اور پھر چہرۂ اقدس کے فضائل بیان کرتی ہوں تمام بہنیں بلند آواز سے درود پاک پیش فرمائیں:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

عزیز محترم اسلامی بہنو! اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کا جمال حقیقی تو چھپا رکھا ہے چنانچہ کوئی شخص آپ کے حسن و جمال اور چہرۂ انور کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

پیاری بہنو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے نور کے مشاہدے کے لیے کوہِ طور پر ایک تجلی ڈال دی اور وہ سارا پہاڑ جل کر سرمہ بن گیا۔ خود حضرت موسیٰ علیہ السلام اس تجلی کو برداشت نہ کر سکے اور بے ہوش ہو گئے۔ اس بات کو قرآن اس انداز سے بیان فرماتا ہے:

فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ ○

پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالی۔

جَعَلَہٗ دَکًّا ○

اس کو پاش پاش کر دیا۔

وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ○ (پارہ:9، سورۃ الاعراف:143)

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔

پیاری اسلامی بہنو! یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نور کی ایک تجلی کا کمال ہے تو پھر وہ نور خدا رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کے نور ہیں اور ان کے نور کی یہ کیفیت ہے کہ جہاں جبرائیل علیہ السلام کی نورانیت کے پر جلتے ہیں وہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کو کچھ بھی نہیں ہوتا۔

جہاں جبرائیل امین علیہ السلام کہتے ہیں:

مشکوٰۃ کی حدیث ہے:

لو دلوت انملة لاحترقت بالی ○ (درۃ التاج، ص:165)

اگر میں ایک انگلی جتنا بھی آگے ہوا تو میرے پر جل جائیں گے شیخ سعدی
اس شعر میں بیان فرماتے ہیں۔

اگر یک سر موئے برتر پرم
کہ ایک بال برابر بھی میں آگے ہوا
فروغ تجلی بسوزد پرم
اس نورِ اعظم کے جس کے نور کے سامنے حضرت
جبرائیل علیہ السلام کی نورانیت کی حیثیت نہیں ہے
جس کے نور کو اللہ تعالیٰ قرآن میں بیان فرما رہا ہے!

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ (سورۃ المائدہ، آیت:15)

اس نور کی تجلی برداشت کرنے کی ہمت کس میں ہو سکتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور اطہر پر ستر ہزار پردے ڈال کر بشریت کا افضل ترین لبادہ پہنا کر اپنی سب سے پیاری مخلوق حضرت انسان کی اصلاح کے لیے اپنا سب سے پیارا عہدہ نبوت و رسالت دے کر اور جمیع کمالات عطا فرما کر اس دنیا میں بھیجا۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ درثمین میں فرماتے ہیں:

خدا کی غیرت نے ڈال رکھے ہیں تجھ پر ستر ہزار پردے
جہاں میں بن جاتے طور لاکھوں جو اک بھی اٹھتا حجاب تیرا

(علامہ صائم چشتی)

جمالِ محمدی چھپا دیا گیا:

پیاری بہنو! سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غیرت کی وجہ سے میرا جمال (حقیقتِ نور) لوگوں سے چھپا رکھا ہے۔

پیاری اسلامی بہنو! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت پر ستر ہزار حجابات تھے۔ حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں۔

خدا کی غیرت کے ڈال رکھے ہیں تجھ پر ستر ہزار پردے
جہاں میں بن جاتے لاکھوں طور جو اک بھی اٹھتا حجاب تیرا

(علامہ صائم چشتی)

حضرت ابوبکر بھی نہ جان سکے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کی حقیقت کوئی بھی نہیں جان سکتا۔

اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ جو سب سے قریبی ہو وہ اپنے دوست کو جانتا ہے جو قریبی سہیلی ہو وہ اپنی سہیلی کے خصائص سے بھی واقف ہوتی ہے۔ اس کے رازوں سے واقف ہوتی ہے وہ اس کی رازدار ہوتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے قریبی دوست حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ سے اتنے قریب ہیں کہ بچپن میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جوانی میں بھی ساتھ تھے اور غار میں بھی ساتھ تھے اور آج مزار میں بھی ساتھ ہیں۔

پیاری بہنو! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو نہیں جان سکے۔ آقا کے ظاہری جسمِ اطہر کے کمالات سے کما حقہ واقف نہیں ہو سکے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اے لوگو! تم میرے ظاہر کو نہیں جان سکے میری حقیقت کو کیا جانو گے بلکہ حضرت سیدنا ابوبکر نے فرمایا:

یاابی بکر لم یعرفنی حقیقتی غیر ربی○

اے ابوبکر! میری حقیقت کو سوا خدا کے کوئی نہیں جان سکتا۔

(مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ص 129)

پیاری بہنو! جب صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو نہ جان سکے حضرات انبیائے کرام حضور کی حقیقت سے بے خبر رہے تو آج کا ملا آقا کی حقیقت کو کیسے جان سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک ہی محبوب بنایا:

پیاری بہنو!

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو تلاش کرتے ہوئے جنید و بایزید گم ہو گئے۔ ابن عربی حقیقت محمدیہ کا مشاہدہ کرنے سے قاصر ہوئے صحابہ کرام کو وہ کمال معرفت محمدیہ نہ مل سکا بلکہ واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت مبارکہ کو کوئی نہیں جان سکتا۔ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے جس نے اپنے محبوب کو تخلیق فرمایا اور ایسا تخلیق فرمایا کہ اب اللہ تعالیٰ اس جیسا دوسرا محبوب نہیں فرمائے گا کیونکہ جو متبرک و مبارک اس کا نور تھا اس نور سے اس نے اپنے محبوب کو تخلیق فرما دیا اب اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ جتنے چاہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے پیدا کر ڈالے۔

قدرت کا شاہکار:

عزیز بہنو!

یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی توہین نہیں بلکہ خود خالق کائنات کی توہین ہے۔ اس لیے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں اور ایسے محبوب ہیں جن کی رضا پر اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ اس جیسا دوسرا محبوب بنانے کی ضرورت بھی نہیں اس نے اپنی قدرت کا شاہکار بنا کر لوگوں کو بتا دیا کہ اے لوگو! میری قدرت کا سب سے عظیم اور واحد شاہکار میرا حبیب ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خالق وہی ہے حضور اقدس اس خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی کی تخلیق ہیں اور آپ کی تخلیق کاملہ ہی اس کے ''اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' کا ثبوت ہے کہ رب عظیم ایسا قادر ہے

کہ اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تخلیق فرما دیا۔

میری عزیز بہنو!

یہ موضوع نہایت طویل ہے لیکن میں چونکہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری جمالِ اطہر کی بات کر رہی ہوں۔ اس لیے میں اپنے اس موضوع پر واپس آتی ہوں تمام اسلامی بہنیں درود و سلام کا ہدیہ بارگاہ رسالت میں پیش کریں:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

زیارت کرنے والے کا مقام:

پیاری اسلامی بہنو!

حقیقت محمدیہ تو ہم سے چھپا دی گئی اس پر اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار پردے ڈال دیئے لیکن ان پردوں میں آخری پردہ بشریت کا پردہ ہے۔ یہ وہ پردہ ہے جس کی زیارت سے کلمہ پڑھنے والا صحابی بن جاتا ہے۔

یہ وہ پردہ ہے جسے دیکھنے والے کو یہ مقام ملا کہ اگر اس نے اپنی زندگی میں صرف ایک نماز پڑھی ہے نہیں بلکہ کوئی بھی نہیں پڑھی صرف نور خدا کی بشریت کی زیارت حالت ایمان کی ہے تو اس کا مقام ایسا ہے کہ ساری دنیا کے تمام نمازی مل جائیں ساری امت کے اعمال ایک جگہ جمع ہو جائیں تمام امتی کی نمازیں ایک جگہ جمع کر لی جائیں تو وہ ایک بھی نماز نہ پڑھنے والا ان سب نمازیوں سے افضل ہے پتہ چلا فضیلت کا باعث نماز نہ پڑھنے والا زیارت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ روزے سے زیادہ فضیلت زیارت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر ہونے کی زیارت کرتے ہیں اور آپ کی بشریت کے فضائل و خصائص دیکھ کر حیران ہیں۔ آپ کے

جسم اطہر کے کمال دیکھ کر حیران ہیں چنانچہ ان کا نظریہ ہے کہ جس حبیب کی ظاہر کی ہمیں سمجھ نہیں آسکتی اس کی حقیقت کو ہم جاننے والے کون ہیں؟

بخاری شریف کی روایت:

پیاری اسلامی بہنو! بات ہو رہی تھی چہرۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسا خوبصورت چہرۂ ہے۔ بخاری شریف میں ہے:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور مسرت وخوشی سے ایسا چمکتا گویا ''كانه قطعة قمر'' چاند کا ٹکڑا ہے۔ (خصائص کبریٰ، جلد ۱، ص: 152)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور:

پیاری اسلامی بہنو! رات کا وقت ہے جابر بن سمرہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہیں۔ چودھویں کا چاند چمک رہا ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سرخ رنگ کے لباس میں تشریف فرما ہیں۔ ادھر آسمان کا چاند پوری آب وتاب سے چمک رہا ہے۔ ادھر مدینے کا چاند تشریف فرما ہے۔

پیارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ اطہر بھی چمک رہا ہے۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کبھی آسمان کے چاند کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اور پھر سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے ہیں۔

چاہتے ہیں کہ میں موازنہ کروں کہ وہ چاند زیادہ خوبصورت ہے یا آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حسین ہیں۔ پھر بے اختیار ہو کر جابر کہتے ہیں بلاشبہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے زیادہ حسین ہیں۔ (المواہب اللدنیہ، دوئم، ص: 458) (خصائص الکبریٰ، ص: 152)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ آقا دو عالم کا تو حسن نرالا تھا۔ آپ سا حسن مبارک کسی دوسرے میں نہیں تھا۔

رخ انور کی زیبائش صحابہ کی نظر میں:

مسلم ابوالطفیل سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ اطہر کے بارے میں بتائیں۔ انہوں نے کہا آپ سفید اور ملیح چہرے والے تھے۔ (مواہب، ص: 461)

بیہقی نے حضرت مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کی روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ملیح تھے کہ آپ کے رخ انور سے سرخی کی جھلک تھی۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی اسی بات کو نہایت خوبصورت انداز میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔ ان سے جمیل کسی کو نہیں دیکھا جب میں چہرۂ اطہر کو دیکھتا تو مجھے یوں محسوس ہوتا:

کان الشمس تجری فی وجهه○ (مواہب لدنیہ، دوئم، ص 456)

(مشکوٰۃ شریف، ص: 518 خصائص کبریٰ، ص: 152 اوّل)

یوں محسوس ہوتا ہے کہ چہرۂ اطہر سے آفتاب طلوع ہو رہا ہے اور حضرت سیدنا صدیق اکبر چہرۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

"کان وجه رسول الله علیه وسلم کدارة القمر"

(انوار محمدیہ، ص 125)

سورج طلوع ہو رہا ہے:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور چاند کی طرح منور تھا۔ پیاری بہنو! ایک صحابیہ ہیں جن کا نام ربیع بنت معوذ ہے۔ ان سے حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پوتے نے کہا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک مجھے بتائیں؟

انہوں نے فرمایا:

"لورایته الشمس طالعة"

اے صاحبزادے اگر تو نے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ مبارک
آپ کے چہرۂ انور کو دیکھتا تو پکار اٹھتا کہ سورج طلوع ہو رہا ہے۔

(دلائل النبوت، ص: 154) (خصائص کبریٰ، اول، ص: 151)

چاند کچھ بھی نہیں:

پیاری اسلامی بہنو! حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ مبارک کو ہر شخص نے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔ اپنی سوچ کے مطابق بیان کیا ہے۔

چونکہ چاند کا حسن بے مثال ہے اور ضرب المثل ہے۔ اس لیے روایات میں چاند سے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی تنبیہ دی گئی۔ عاشقوں نے تو کہا کہ چاند کی حیثیت حسنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔

دیواریں چمک اٹھیں:

عزیز بہنو! سرکارِ مدینہ کا حسنِ بے مثال ایسا کہ یوسف علیہ السلام کو بھی اس چہرۂ انور کی خیرات مل رہی ہے۔

سورج بھی آپ کے چہرۂ انور سے روشنی حاصل کرتا ہے۔

بادل بھی آپ کے چہرۂ اطہر سے بارش کی خیرات لے کر ابر کرم بنتا ہے۔

حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خورشید ضیاء بجلی چمک بارشاں بدل
سرکار دے رخسار دی چمکار توں منگ دے

میری اسلامی بہنو! آئیں چہرۂ اقدس کی بات امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

لان وجهه صلى الله عليه وسلم
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کان شدید النور

اس قدر نورانی تھا۔

بحیث یقع نورہ علی الجدار اذ اقابلها

کہ جب اس کی نورانیت دیواروں پر پڑتی ہے تو وہ چمک اٹھتی ہیں۔

(زرقانی شریف، جلد 4، ص:210)

آفتاب جمال سے دن روشن ہیں:

عزیز بہنو! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اطہر کو کبھی سورج اور چاند سے تشبیہہ دی جا رہی ہے۔ امام قسطلانی مواہب میں لکھتے ہیں یہ اس لیے کہ آپ کے آفتاب جمال سے دن روشن ہیں اور آپ کے چہرۂ اطہر کے سبب رات روشن ہے۔

کسی نے حضرت براء سے سوال کیا بتاؤ کہ حضور کا چہرۂ اطہر مثل تلوار شفاف اور دراز تھا۔

براء نے فرمایا: انہیں بل مثل القمر بلکہ چاند کی طرح تھا یعنی گول۔ حضرات براء نے چاند کو اس لیے تشبیہہ کے طور پر استعمال فرمایا کہ چاند اپنے نور سے زمین سے بھر دیتا ہے اور جو شخص اس کا مشاہدہ کرتا ہے وہ اس سے لگاؤ رکھتا ہے کیونکہ چاند کا نور حرارت نہیں رکھتا کہ کسی کو تکلیف پہنچائے اور نہ چاند سے آنکھوں کو بھاری پن محسوس ہوتا ہے کہ نگاہ کو کھینچ لے بلکہ چاند کی طرف دیکھنے والا نظر پر قادر رکھتا ہے۔

(کتاب الشفاء، ص:84)(مسلم شریف، جلد 4، ص:823)(مواہب لدنیہ، جلد دوئم، ص:457)

جن سے تاریک دل جگمگانے لگے
اُس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

اپنا اپنا اندازِ محبت:

پیاری بہنو!

کوئی کہتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چاند کی مثل تھا۔ کوئی کہتا ہے آقا کا چہرۂ انور سے طلوعِ آفتاب معلوم ہوتا تھا۔ کوئی کہتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مسکراہٹ سے ہر طرف پھیل جاتی ہے۔

کوئی کہتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور آئینہ کی مثل تھا۔ آئینہ کی طرح چمکدار اور شفاف تھا۔

کوئی کہتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور نورانیت سے معمور تھا۔

پیاری بہنو!

یہ اپنے اپنے تخیل ہیں یہ اپنے اپنے احساس ہیں۔ یہ بات کرنے کا اپنا اپنا انداز ہے۔ اگر کوئی چار اشخاص کوئی منظر دیکھیں ان سے اس منظر کی بابت معلومات کی جائیں تو ہر شخص اس منظر کی منظر کشی اپنے انداز میں کرے گا۔ ایسے ہی جس شخص نے بھی آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت آپ کے حسن و جمال کا تذکرہ کیا اپنی عقلی سطح کے مطابق تشبیہات استعمال فرمائیں لیکن حقیقت میں جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہی جانتی ہے۔

حسنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حسنِ یوسف رضی اللہ عنہ:

عزیز بہنو! حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن ایسا تھا کہ ان کے جمال کا ایک پردہ جب خواتین مصر کے سامنے اٹھایا گیا تو انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ دیئے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام بعد میں بھی معر کے شاہ بنے۔ لیکن بعد میں ایسا واقعہ پیشنہ آیا اس کی وجہ یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کے جمال پر بھی پردہ تھا وہ پردہ عام لوگوں کی نظروں سے نہیں ہٹایا گیا بلکہ وہ پرہ صرف حضرت زلیخا رضی اللہ عنہ اور مصر کی ان عورتوں کی نگاہوں سے اٹھایا گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے اصل جمال میں ان خواتین کے سامنے آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے لیکن ادھر حسنِ

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یوسف کے حسن پر ایک پردہ تھا مگر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالِ اقدس پر ستر ہزار پردے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا پردہ اٹھا تو خواتین نے ہاتھ کاٹھ دیئے مگر اِدھر حسنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ہے۔

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

پیاری بہنو! پھر یہ کہ حسنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی یہ عظمت ہے کہ جنہوں نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی نہیں کی مگر اس کے باوجود سرکار کے نام مبارک پر اپنی جان نچھاور کر دیتے ہیں۔

صحابہ نے رسولِ پاک پر جانیں فدا کر دیں
محبت ہو تو ایسی ہو عقیدت ہو تو ایسی ہو

حسنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان نہیں ہوسکتا:

پیاری اسلامی بہنو!

اگر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ منور کی تابانیوں کا ذکر کیا جائے۔ دن سے رات اور رات سے دن نکل آئے بلکہ سالہا سال ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا رہے تب بھی مکمل طور پر آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالِ جہان آراء کا بیان مکمل نہیں ہوسکتا۔ اس لیے وقت کی نزاکت کے مطابق میں اپنے موضوع کو آگے بڑھاتی ہوں اور اب آپ کے سامنے اپنے پیارے حبیب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کے بارے میں ایک دو باتیں عرض کرتی ہوں تمام بہنیں درود پاک پیش فرمائیں:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

پیاری اسلامی بہنو!

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

وہ جبینِ اطہر کہ جس سے نور نکلتا ہے اور لوگوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتا تھا۔ جب پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر پسینہ مبارک نمودار ہوتا تو پسینہ اطہر نہایت خوشبودار ہوتا اور جبینِ انور سے نور نکلتا ہوا محسوس ہوتا۔

مطلع فجر پیشانی:

پیاری اسلامی بہنو! آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کی بات کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی پیشانی مبارک کو کہیں طٰہٰ فرماتا ہے۔ کہیں یٰسین فرما رہا ہے۔ محبوب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کے بارے میں حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں:

رُخ والشمس رسولؐ مرے دا مطلع فجر پیشانی
اکھیاں وچہ مازاغ دے ڈورے صورت شکل نورانی
ہے والنجم دی مانگ زُلف وچہ سطر جیویں قرآنی
سوہنا ہر سوہنے توں صائم نہ کوئی اس داثانی

(علامہ صائم چشتی)

اور ایک جگہ پیشانی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

رب دے یار دے متھے اتوں صدقے ہون سویرے
جدھر پیاں چمکاں اودیاں ہو گئے دور نہیرے

(علامہ صائم چشتی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مشاہدہ:

محمد ابن اسماعیل بخاری سے روایت ہے کہ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نے فرمایا: میں سوت کات رہی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے جوتے مبارک کو سی رہے تھے آپ کی مبارک پیشانی پر پسینہ آ گیا۔ اس سے ایسا نور پیدا ہوا کہ میں حیران ہوگئی۔

پیاری اسلامی بہنو! رسولِ خدا کی بیوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھی بھی ہیں لیکن آپ بھی حیران ہوتی ہیں اس نور والی پیشانی کی نورانیت آپ کو بھی متحیر کر دیتی ہے کیسا حسن ہے کملی والے کا کیسا جمال ہے۔ پیارے آقا کا کیسا نور ہے اللہ تعالیٰ کے نور کا۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ہذی کا یہ شعر آپ پر صادق آتا ہے

واذا نظرت الی استرہ وجھہ
برقت بروق العارض المتصلل

اور جب تم اس کے چہروں کی شکنوں کو دیکھو گے تو وہ یوں چمکیں گئیں جیسے برسنے والے بادل سے بجلی چمکتی ہے۔ (خصائص الکبریٰ، اوّل، ص: 146)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبان سے یہ شعر سنا تو اظہار مسرت فرمایا۔

پیاری بہنو! پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارکہ کی عظمت اللہ تبارک و تعالیٰ قرآنِ مقدس میں وَالشَّمْسِ وَ ضُحٰھَا اور آگے وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰھَا فرما رہا ہے۔

آسمان کی وسعت قربان ہو جائے:

پیاری اسلامی بہنو! سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک چاند سے زیادہ شفاف اور سفید تھی کہ جس پر آسمان کی وسعت قربان ہو جائے اور پیشانی مبارک کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ابرو ذکر کرتی ہوں تمام بہنیں بلند

آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھیں:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

تھا رنگ گورا پر نمک تھی جس میں سرخی کی دمک
تن میں مہکی تھی مہک آبرو کماں لمبی پلک

آبرومبارک کا ذکر:

پیاری بہنو! سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ابرومبارک نہایت باریک اور حسین تر تھے۔ آپس میں قوسین کی طرح ملے تھے دیکھنے والے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک چشمان کا مشاہدہ کرنے والے حسن کے تقدس میں مگن ہو کر بحرِ حیات میں گم ہو جاتے۔

اللہ اللہ کیا حسن ہے سید ابرار تمہارا
اللہ بھی ہے طالب دیدار تمہارا

آبرومبارک سے پانی لگا:

ابنِ جوزی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی۔ امام فرماتے ہیں:
جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے غسل دیا آپ کے آبرومبارک پر جو پانی لگا تھا اور آبرومبارک سے نیچے حصہ پر جو پانی تھا اس کو مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرطِ عقیدت ومحبت سے چوس لیا۔
مولائے کائنات کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں مجھے اس کی برکت سے اس طرح حاصل ہوئی کہ میری قوت حافظہ مزید بہتر ہوگئی۔

(بدن خیر البشر، ص:540)

علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

والنجم دی مانگ اے زلفاں وچہ یٰسین لقب نشرح سینہ
والفجر جبیں والشمس عارض ف پر کیف نظر گیسو طٰہٰ
آبرو نے اب قوسین سرکار محمد عربی دے

(علامہ صائم چشتی)

پیاری بہنو!
آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ابرو بڑی عظمت وشان والے کہ جس جس نے آپ کے مبارک بھوؤں کی زیارت کی وہ آپ کا شیدا ہو گیا۔

اوہ ہو گیا دیوانے تے شیدا حضور دا
اک وار جینے ویکھیا جلوہ حضور دا

(علامہ صائم چشتی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

جن کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام
اشک باری مژگاں پہ برسے درود
سلک درِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت)

چشمانِ نبوی کا اعجاز:

اب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمانِ مبارک کا ذکر کرتی ہوں۔
پیاری بہنو! اللہ تبارک وتعالیٰ قرآنِ مقدس میں ارشاد فرماتا ہے:
مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی○ (سورۃ النجم، آیت: 17)
اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمانِ مبارکہ کے خصائص بیان فرما رہا ہے۔

پیاری بہنو!

وہ چشمانِ مبارک جنہیں رب نے مازاغ فرمایا:

وہ چشمانِ مبارک وذاتِ خداوندی کا مشاہدہ کرنے کی اہلیت رکھتی ہیں۔

وہ چشمانِ مبارک جو طغٰی سے پاک ہیں۔

وہ چشمانِ مبارک جو مدینہ طیبہ سے تمام عالمین کا مشاہدہ کرتی ہیں۔

وہ چشمانِ مبارک جن سے اصحاب کے خشوع وخضوع بھی نہیں چھپے۔

وہ چشمانِ مبارک جو غزالی نہیں مازاغ ہیں۔

وہ چشمانِ مبارک جن میں اکمل رب کائنات نے ڈالا۔

وہ چشمانِ مبارک جس کی مثل نہیں ہے۔

وہ چشمانِ مبارک جس کی نظیر نہیں ہے۔

وہ چشمانِ مبارک جن میں کرم ہی کرم ہے۔

وہ چشمانِ مبارک جن میں بھرم ہی بھرم ہے۔

وہ چشمانِ مبارک جن میں چشم پوشی بھی ہے اور حیاء بھی۔

وہ چشمانِ مبارک جن میں نورانیت بھی ہے اور سخا بھی۔

وہ چشمانِ مبارک کہ جس پر کرم نظر ہوئی اس کا نصیب سنور گیا۔

وہ چشمان مبارک کہ!

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پر لاکھوں سلام

آگے اور پیچھے یکساں دیکھنے والی آنکھیں:

پیاری اسلامی بہنو!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ تم میرا منہ صرف قبلہ ہی کی طرف دیکھتے ہو۔ خدا کی قسم! مجھ پر نہ تو تمہارا رکوع اور نہ ہی تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور بے شک میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

(بخاری شریف، جلد 1، ص: 59)

نبی پاک دی آکھ دی شان ویکھو
دن وانگ دی رات نوں ویکھدی اے
آگے پچھے نوں ویکھدی اکھ سوہنی
دل وچہ چھپی ہوئی بات نوں ویکھدی اے
مازاغ سرکار دی اکھ پیاری
سوہنے رب دی ذات نوں ویکھدی اے
ساجد بھلیا پھریں ناں اکھ اوہدی
تیرے میرے حالات نوں ویکھدی اے

(ساجد چشتی)

حضور تاریکی میں دن کی طرح دیکھتے ہیں:

پیاری اسلامی بہنو!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تو نہ ظاہر پوشیدہ ہے اور نہ ہی باطن پوشیدہ ہے بلکہ آپ ہم پر نظر کرم فرمائے ہوئے ہیں اور ہمارے دل کی کیفیات کو بھی ملاحظہ کر رہے ہیں۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمانِ مقدس اعجاز قدرت سے بھرپور ہیں۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاریکی میں بھی اور سیاہ رات میں بھی اس طرح دیکھتے جیسے روشنی میں دیکھا جاتا ہے۔

بخاری اور مسلم میں بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی، یہ روایت ہے تمہارا کیا خیال ہے کہ میں صرف سامنے ہی دیکھتا ہوں؟ خدا کی قسم! تمہارے رکوع اور سجدے بھی مجھ سے مخفی نہیں ہیں۔ (الخصائص الکبریٰ، جلد اوّل، ص: 136)

شانوں کے درمیان آنکھیں:

پیاری بہنو!

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آنکھیں تھیں جو اہل زمانہ کی نگاہوں سے پنہاں تھیں۔ روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک شانوں کے درمیان دو آنکھیں سوئی کے ناکہ کی مانند تھیں۔ ان کے دیکھنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں ڈالتی تھی نہ ہی کوئی کپڑا اور نہ ہی کوئی اور چیز۔ (خصائص الکبریٰ، جلد اوّل، ص: 137)

حضرت علامہ صائم چشتی فرماتے ہیں:

وہ آگے کی طرح پیچھے سب کچھ دیکھ لیتے تھے
میرے آقا کے شانوں پہ بنی تھیں نور کی آنکھیں

(علامہ صائم چشتی)

عزیز محترم اسلامی بہنو!

وہ چشمانِ مبارک کہ جس پر ان کی نظر ہوئی ان کے مقدر ہی بدل گئے۔ علامہ صائم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہوں بلال ہو سلماں کہ حارثہ یا علی عمر کہ خبیب ہوں
تری اک نظر کا کمال ہے کہ نصیب سب کے بدل گئے

مشرق ومغرب پر نظر:

پیاری بہنو!

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمانِ مبارک اور نظر کرم سے کوئی چیز پوشیدہ

نہیں۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آگے کس طرح پیچھے سے بھی دیکھتے ہیں۔
(دلائل النبوت،ص: 277)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مشرق ومغرب کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔
(مسلم شریف،جلد 2،ص: 390)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ کر حوض کوثر کو دیکھتے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان موعدکم العوض وانی لاینظر الیھم وانا فی مقام ھذا۞

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے اور میں اس کو یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری،جلد 1،ص 179)

پیاری بہنو!

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں بیٹھ کر جنگ موتہ جو سینکڑوں میل دوری کا مقام تھا یہ شہر بلتا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں جنگ کے حالات ملاحظہ فرما رہے تھے۔ (مشکوۃ شریف،ص: 533)

ابن عمر کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر ایھا۞

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا کے حجابات اٹھا دیئے۔
(زرقانی علی المواہب،جلد 7،ص 207)

عرش سے اوپر نگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

پیاری اسلامی بہنو!

حضور اقدس ک کی چشمانِ مبارک کا اعجاز وکمال کا اندازہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ زمین پر رہتے ہوئے عرش سے اوپر دیکھتے ہیں۔ جنت کو دیکھتے ہیں۔ جنت میں جعفر

طیار کو دیکھتے ہیں۔ جنت میں انگوروں کے خوشہ کو دیکھتے ہیں۔

دل فرش پر ہے تری نظر سر عرش پہ ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں آقا وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

پیاری اسلامی بہنو!

چند ایک باتیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمانِ مبارک کے بارے میں عرض کرتی ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمانِ مبارک اتنی خوبصورت تھیں کہ دیکھنے والوں کو ان سے حسین چیز کائنات میں نظر نہ آتی تھی۔ آپ کی چشمانِ مبارک بڑی بڑی اور حسن میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

آپ کی لمبی پلکیں اور سیاہ مازاغ آنکھیں جن میں قدرتی طور پر سرمہ تھا لیکن اس کے باوجود آقا و مولا نا صلی اللہ علیہ وسلم سرمہ لگاتے تھے۔ آنکھوں میں سرمہ ڈالنا آقا کی سنت ہے۔ آج نت نئی آئی شیڈ بازاروں میں آ گئی ہیں جو عورتیں آنکھوں میں لگاتی ہیں کہ شاید اس سے ہم خوبصورت لگیں۔

ان آئی شیڈز میں مختلف قسم کے کیمیکل ہوتے ہیں جو انسان کی نظر کے لیے نہایت خطرناک ہوتے ہیں۔ یہ آئی شیڈز وقتی طور پر اچھے لگتے ہیں لیکن چند گھنٹوں بعد وہی اسلامی بہنیں کارٹون کی طرح نظر آ رہی ہوتی ہیں۔ جبکہ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارک سرمہ ہے اور سرمہ انسان کی آنکھ کے لیے فائدہ مند ہے۔

سرمہ آنکھوں کو خوبصورت بناتا ہے
سرمہ آنکھوں کو نکھارتا ہے

سرمہ آنکھوں کی حفاظت کرتا ہے

سرمہ نظر کو برقرار رکھتا ہے

سرمہ نظر کو تیز کرتا ہے

پیاری اسلامی بہنو! اگر ہم سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر عمل پیرا ہوں تو ہماری پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔ ہمارے دکھ دور ہو جائیں گے۔ ہم زیادہ حسین وجمیل نظر آنے بھی لگیں گی مگر ہم نے مغرب کی تقلید کر کے اپنا بیڑہ غرق کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرو:

پیاری بہنو!

میں عرض کر رہی تھی کہ سرمہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم روزانہ رات کے وقت تین سلائیاں سرمہ اپنی آنکھوں میں ڈال کر سوئیں اس سے رات کو نہایت اچھی نیند آتی ہے اور آنکھیں بھی حسین اور بڑی معلوم ہوتی ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اکتحلوا بالاثمد فانه یجلو البصر وینبت الشعر وزعم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانت له مکحة یکتحل منها کل لیلة ثلثه فی هذه۰

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اثمد کا سرمہ ڈالا کرو کیونکہ وہ بینائی کو جلا دیتا ہے اور پلکیں اگاتا ہے جناب ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس سے ہر رات تین سلائی ایک آنکھ مبارک میں اور تین سلائی دوسری آنکھ میں ڈالتے تھے۔

(شمائل ترمذی، ص 82)

پیاری بہنو! ہم سب کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی میٹھی میٹھی سنتوں پر عمل پیرا ہو کر اپنی شخصیت کو نکھارنا چاہیے میں آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمانِ مبارک کی فضیلت اور ان کے اعجاز کے حوالہ سے عرض کر رہی تھی۔

چشمانِ مبارک کی خصوصیات:

پیاری اسلامی بہنو! حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمانِ مبارک کی سب سے عظیم خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ احادیث طیبہ میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات لامکاں پہ جاتے ہیں تو اپنی چشمانِ مبارک سے اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوتے ہیں۔ مصطفےٰ کریم کا رب کریم کو دیکھنا ثابت ہے چند حوالہ جات پیش کرتی ہوں:

(مسلم شریف، جلد 1، ص: 97) (نزہت المجالس، جلد 2، ص: 153) (مشکوٰۃ شریف، ص: 69) (تفسیر روح البیان، جلد 4، ص: 147) (خصائص الکبریٰ، جلد 1، ص: 161) (شفاء شریف، جلد 1، ص: 119) (تفسیر روح المعانی، جلد ہفتم، ص: 242) (مواہب لدنیہ، جلد 2، ص: 37) (عرائس البیان، جلد 2، ص: 547) (بدن خیر البشر، ص: 55) (مدارج النبوت)

پیاری اسلامی بہنو! ان سب کتابوں میں موجود ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی زیارت فرمائی ہے اور یہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں کا کمال ہے۔

ادھر حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ! میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے موسیٰ! تو مجھے نہیں دیکھ سکتا پھر اللہ تعالیٰ اپنے نور کی ایک تجلی طور پر ڈالتے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام سے فرماتے ہیں: اے موسیٰ! پہلے میری تجلی کو دیکھ، تجلی کا یہ اثر ہوتا ہے کہ پہاڑ جل جاتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو جاتے ہیں۔

اور ادھر چشمِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کمال ہے کہ آپ لامکاں پر جا کر اللہ تعالیٰ کا دیدار کرتے ہیں اور منزل **ثم دنی فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنٰی** پر جلوہ گر ہوتے ہیں اور اپنی چشمانِ مبارک سے اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوتے ہیں اور حال یہ ہے کہ

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ○

کہ آپ کی پلک نہ جھپکی نہ ادھر ادھر پھری یعنی آپ نہایت استقامت اور تحمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات اطہر کی تجلیات کو اپنے چشمانِ مبارک میں جذب فرماتے ہیں۔

ہے تعجب کہ خدا بھی نہ چھپا ہو جن سے
ان کو معلوم نہ ہو پردہ دیوار کی بات

(علامہ صائم چشتی)

ان کی آنکھوں سے اور کوئی چیز کیسے چھپ سکتی ہے کہ جب خدا ہی ان کی آنکھوں سے نہ چھپا۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(اعلیٰ حضرت)

عزیز اسلامی بہنو! چشمانِ اطہر کے بارے میں میں نے مختصر سی بات بیان کی۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمانِ مقدس کے اوصاف کما حقہ، کوئی بھی بیان نہیں کر سکتا چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا بیان کر رہی ہوں۔ اس لیے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمانِ مبارک کا مختصر تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

وہندی اپنے رب دے جلویاں نوں
مازاغ اے میرے حبیب دی اکھ
ایدھر اودھر نہیں پھری یقین والی
نور ویکھدی رہی سی نور دی اکھ
اک تجلی دے نال سواہ ہو گئی
جھل سکی نہ نور نوں طور دی اکھ
ساجد شان حضور دا پتہ لگے
کھول منکرا کدی شعور دی اکھ

سماعتِ مصطفےٰ:

پیاری اسلامی بہنو!

اب میں آپ کے سامنے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت مبارکا ذکرِ خیر کروں گی۔ تمام بہنیں بلند آواز سے بارگاہِ رسالت میں درود وسلام کا ہدیہ پیش فرمائیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

دور ونزدیک سے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

عزیز محترم اسلامی بہنو! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گوش مبارک یعنی آپ کی سماعت عظیم معجزات میں سے ہے۔

کوئی آواز ایسی نہیں جو آپ کی سماعت سے دور ہو اور سماعت کی یہ خصوصیت بعداز اظہار نبوت نہیں بلکہ آپ اپنی والدہ محترمہ حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ آمنہ سلام اللہ علیہا کے شکم اطہر میں بھی سماعت فرماتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک میں چاند کے سجدے کی آواز بھی سنتا تھا۔اس وقت جب میں شکمِ مادر میں تھا۔(نزہۃ المجالس، جلد دوئم، ص:158)

پیاری بہنو!

سماعت کا معجزہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات سے ہے۔ایک مرتبہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیارے اصحاب کے جھرمٹ میں بیٹھے ہوئے تھے۔یوں محسوس ہوتا ہے کہ چاند ستاروں کے جھرمٹ میں ہے۔

کر سکوں گے کس طرح ان سے صحابہ کو جدا
گرد مدنی چاند کے ستاروں کا ہالا چاہئے

اچانک سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرۂ مبارک اوپر کو اٹھایا اور وعلیکم السلام کہا۔

قال الناس یا رسول اللہ ماھذا

صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے کس کو سلام کا جواب دیا۔

قال جعفر بن ابی طالب فی ملاء من الملائکہ فسلم کل

آپ نے ارشاد فرمایا: جعفر بن ابی طالب فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اوپر سے گزرے۔انہوں نے مجھے سلام عرض کیا میں نے اس کا جواب دیا۔

پیاری اسلامی بہنو! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر مخلوق کی آواز سماعت فرماتے ہیں۔جب آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات جنت میں تشریف لے جاتے ہیں تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے چلنے کی آواز سماعت فرماتے ہیں۔

یا بلال فانی سمعت دف نعلیک بین یدیo

(بخاری شریف، جلد 1، ص:157)

پیاری اسلامی بہنو! یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز مبارک ہے کہ آپ جنت میں ہیں۔ بلال مکہ کی گلی میں چل رہے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں بھی آپ بلال کے چلنے کی آواز تک سماعت فرمالیتے ہیں۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک نہایت خوبصورت اور سفید تھے نہ بڑے نہ چھوٹے، نہایت متن سب جو چہرۂ انور کی سجاوٹ میں شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ہر عیب سے پاک بنایا اور آپ کے ہر عضو مبارک کو کمال حسن سے بنایا اور ان میں خصائص مبارک بھی رکھے کہ جو انسانی عقل سے ماوری ہیں۔

ایسی تصویر محبوب کی کھینچ دی
خود خدا کو بنا کر سرور آ گیا

پیاری بہنو! میں آپ کے سامنے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے روح پرور جمال اطہر کا ذکر کر کے اپنے قلب کو نور اور آپ کے قلوب کو سرور دے رہی ہوں۔

حضور کا دہن مبارک:

پیاری بہنو!

اب میں آپ کے سامنے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لب ہائے مبارکہ دہنِ اطہر اور دندانِ مبارک کے خصائص بیان کروں گی۔ تمام اسلامی بہنیں با آواز بلند سے درود پاک پیش فرمائیں:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا

عزیز بہنو! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک نور کا بنا تھا اور یہ دہن مبارک ایسا دہن تھا کہ جس سے نکلا ہوا ہر حرف صداقت تھا، ہر لفظ حق تھا، ہر بات صحیح

تھی اور اس دہن مبارک کی شان قرآن پاک بیان فرما رہی ہوں۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى ۝

(سورۃ النجم، آیت 3،4)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش کے مطابق اپنے دہن اطہر سے الفاظ نہیں نکالتے تھے بلکہ آپ کی گفتگو درحقیقت وحی الٰہی تھی۔ آپ کی گفتگو اللہ تعالیٰ کی گفتگو ہے۔

پیاری اسلامی بہنو! جس ہستی کے دہن مبارک کی یہ عظمت ہو اس ہستی کے مقام عالی مرتبت کو عقل کیسے جان سکتی ہے۔ اس کی شان وعظمت کی پیمائش نہیں کی جا سکتی۔ اس ہستی کے مقام کو نہیں تولا جا سکتا۔

ان کا مقام ماوریٰ ان کا کلام دلنواز:

اس لیے کہ دہن مصطفےٰ سے نکلے ہوئے الفاظ لوح پر لکھی ہوئی تحریر کی طرح ہیں۔

اس دہن مبارک کے الفاظ	لوح محفوظ کی تحریر
اس دہن مبارک کے الفاظ	رب اکبر کی تقریر
اس دہن مبارک کی شان	وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝
اس دہن مبارک کا لعاب	شفاء ہی شفاء
اس دہن مبارک کا اعجاز	بخشش کی دعا
اس دہن مبارک کا کمال	نور وضیاء

عزیز بہنو!

صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہنِ مبارک سے نور نکلتا معلوم ہوتا تھا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افلج الشین اذا تکلم لای کالنور یخرج من بین ثنایاہ٥

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دانت مبارک کشادہ تھے۔ جب آپ کلام فرماتے تو آپ کے دانتوں سے نور نکلتا نظر آتا تھا۔

(جواہر البحار ص:450)

عزیز بہنو! سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک کی عظمت کیا بیان کروں کہ ان کی زبان اطہر ہوتی اور کلام اللہ تعالیٰ کا ہوتا۔

محمد مصطفےٰ ﷺ آئے خدا کے راز داں بن کر
خدا ہے بولتا اپنے محمد کی زباں بن کر

جسکے عالی مقالات وحی خدا
جس کے غیبی اشارات وحی خدا
جس کے الفاظ آیاتِ وحی خدا
وہ دہن کی حلاوت پہ لاکھوں سلام

پیاری بہنو! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دہن مبارک سے ہر نکلنے والا لفظ اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں مقبول ترین ہے۔

آپ کی زبانِ اطہر کی شان یہ ہے۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اور دہن اطہر میں دندان مبارک کی عظمت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھو۔ دندان مبارک کی عظمت کے حوالے سے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ واسع الفم اشب مفلج الاسنانo

(بیہقی شریف بحوالہ کا کمال و جمال حبیب، ص: 261)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک وسیع تھا دانت موتیوں کی طرح چمک رہے تھے۔

عزیز بہنو!

ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس دندان مبارک آپس میں ملے ہوئے نہ تھے کہ درمیان میں ہلکا ہلکا فاصلہ تھا۔ اس بات کو حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ شعر میں بیان کرتے ہیں۔

دند نبی دے نوری نوری
ورل وی ہے سی تھوڑی تھوڑی

(علامہ صائم چشتی)

آقائے دو عالم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک نہایت حسین تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک نہایت جمیل تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک بڑے خوبصورت تھے۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک کے مابین ہلکا ہلکا خلا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک رات کے وقت چمکتے تو دن کی طرح اجالا ہو جاتا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے تو سارا زمانہ مسکرا اٹھا۔

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے تبسم پہ اگر تمام دنیا تصدق کر دی جائے تو بھی کم ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک سے نور کی شعاعیں نکلتی ہیں۔

طبرانی نے روایت نقل فرمائی ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دانت مبارک کشادہ تھے اور دوران کلام دہن مبارک سے گویا نور کی برسات ہوتی تھی۔

(الخصائص الکبریٰ، جلد ۱، ص: 139)

نور کی شعاعیں:

پیاری بہنو! حضور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا فمك یتلالؤ فی الحدار ○

(ترمذی شریف، خصائص الکبریٰ، ص: 140)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خندہ (مسکراتے) فرماتے تو دانتوں سے نور کی شعاعیں نکلتیں جن سے دیواریں روشن ہو جاتیں۔

پیاری بہنو!

حضرت مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے تو آپ کے دندان مبارک کے درمیان سے نور نکلتا دکھائی دیتا۔

(مواہب الدنیہ، جلد اوّل، ص: 270)

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رات کے اندھیرے میں مسکراتے تو گھر روشن اور منور ہو جاتا۔ (جواہر البحار، اوّل، ص: 434)

پیاری بہنو!

"سوہنے دے دندان مبارک جیوں موتی دیاں لڑیاں"

آداب کا تقاضا:

پیاری بہنو! آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی جماہی نہیں آئی۔

اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کھل کر ہنستے نہ تھے جیسا کہ آج ہمیں ہنسی

آئے تو ہم منہ پھاڑ کر بے ہنگم انداز سے ہنسنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہماری ہنسی کی آواز دوسرے گھروں تک جاتی ہے۔

پیاری بہنو! جب ہنسیں تو ہلکی آواز میں ہنسنا چاہئے اور صرف تبسم ہی چہرے پر سجانا چاہئے اگر منہ پھاڑا جائے تو اس سے چہرے کی بناوٹ بھی متاثر ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ بالکل آہستگی سے اور شائستگی کے ساتھ مسکرائیں۔

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا سوائے تبسم کے نہ تھا۔ (ترمذی شریف)

کنواں خوشبودار ہو گیا:

حضرت سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پانی کا ایک ڈول لایا گیا۔ آپ نے اس سے پانی کا گھونٹ پیا اور پھر کلی کر کے اسے کنویں میں ڈال دیا۔

اس کنویں سے کستوری کی خوشبو آنے لگی۔ (سبحان اللہ)

(زرقانی علی المواہب، جلد 4، ص 96)

خوشبو خوشبو دہن:

حضرت عمیرہ رضی اللہ عنہ صحابیہ فرماتی ہیں: میں اور میری پانچ بہنیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ آپ اس وقت کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے ایک گوشت کے ٹکڑے کو منہ میں ڈالا اور چبا کر نرم کر کے ہمیں دیا۔ ہم نے تھوڑا تھوڑا تبرک کھالیا اور اس کی برکت سے ہم سب کے منہ سے خوشبو آنے لگی اور آخر تک خوشبو ہم میں رہی ہے۔ (زرقانی علی المواہب، جلد 4، ص 97)

علی کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں:

پیاری بہنو!

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک کی برکت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مصیبتیں دور ہوئیں۔ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی چشمانِ مبارک میں درد تھا۔ آپ نے اپنا لعابِ دہن حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی مبارک آنکھوں میں لگایا اور آپ کی آنکھیں ٹھیک ہوگئیں۔ (بخاری شریف، ص:606)

پیاری بہنو!

بشیر بن عقبہ رضی اللہ عنہ کی زبان میں لکنت دور ہوگئی اور آپ سے لفظ صحیح طور پر ادا نہیں ہوتے تھے۔ سرکار کی خدمت میں گیا اور

وکانت فی سانی عقدہ فتضل فیھا فانولت٥

زبان میں لکنت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن مبارک میرے منہ میں ڈال دیا تو وہ لکنت دور ہوگئی۔

(خصائص الکبریٰ، جلد دوئم، ص:83)

ایک شخص کے پیٹ میں درد تھا اس کے بھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک کی برکت سے فوراً شفاء ہوگئی۔ (خصائص جلد دوئم، ص:71)

زخم ٹھیک ہوگیا:

عبداللہ بن انیس کے چہرے پر زخم لگا وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک لگایا تو وہ زخم فوراً ٹھیک ہوگیا۔

آنکھ درست ہوگئی:

قتادہ کی آنکھ تیر لگنے سے بہہ گئی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب مبارک لگایا تو فوراً درست ہوگئی۔ (طبقات ابن سعد، دوئم، ص:36)

بازو جڑ گیا:

حضرت خبیث بن اوصاف کا بازو کٹ گیا۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعابِ مبارک لگایا تو فوراً درست ہو گیا۔ (اسد الغابہ، جلد دوئم، ص:110)

پیاری بہنو! لعابِ دہن کے اتنے زیادہ معجزات ہیں کہ عمر ختم ہو سکتی ہے۔ مگر معجزات ختم نہیں ہو سکتے۔ بے شمار معجزات ہیں کہ آپ نے کڑوے کنویں میں لعابِ دہن ڈالا تو وہ کنواں فوراً شیریں ہو گیا اور اس سے خوشبو بھی آنے لگی یعنی عام کڑوا پانی مشروب بن گیا۔

حضرت علامہ صائم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لب نال کردا کھارے کھوہ مٹھے انھی اکھ نوں سوہنا سجاکھی کردا
جو کچھ رب آکھے سو کجھ نبی آکھے تاہیوں رب ہے نبی دا آکھی کردا
سب کچھ سوہنے دے سامنے ہے بنیاں سوہنا گل ہر اک ویکھی چاکھی کردا
کجھ نہیں صائم دا دنیا وگاڑسکدی کملی والا اے ایس دی راکھی کردا

(علامہ صائم چشتی)

زبانِ مبارک کے معجزات:

تو میں لعاب مبارک کے انہیں معجزات پر اکتفا کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے بارے میں چند باتیں کروں گی۔

وہ زبانِ اقدس کہ جس سے نکلا ہوا ہر حرف اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
وہ زبانِ اقدس جس کا ہر لفظ حق ہے
وہ زبانِ اقدس جس سے ہمیشہ دعائیں نکلتی ہیں
وہ زبانِ اقدس جس کی شان قرآن بیان کرتا ہے
وہ زبانِ اطہر جس کا ایک ایک حرف ہم غریبوں کے لیے کافی ہے

وہ زبانِ اطہر جس کا مقام ہماری سمجھ سے ماورئی ہے
وہ زبان جوکن کی کنجی ہے
وہ آواز جس کے فیض سے داؤد علیہ السلام کولحن ملا
وہ آواز جس کی سماعت کرنے کے لیے انبیاء کرام ترستے رہے۔

میرا سوہنا عربی ڈھول
ہر دم رہندا میرے کول
وچہ دلاں دے اتر جاندے
اوہد مٹھڑے مٹھڑے بول

جہدے مٹھیاں بولاں نے موہ لیا اے اے جگ سارا
اوہدے خلق دی گل کریئے اوہدے پیار دی گل کرلیے

(علامہ صائم چشتی)

میری پیاری بہنو!

جس میں نہریں ہیں شیر وشکر کی رواں
اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

خواتین گھروں میں خطبہ سن لیتیں:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک کا یہ اعجاز تھا کہ آپ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کی آواز ہر جگہ پہنچ جاتی حتیٰ کہ گھروں میں خواتین کے کانوں میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک پہنچتی تھی۔

اللہ ایہہ اعجاز نبی دی پاک آواز نوں دتا
گھراں وچ بیٹھیاں عورتاں خطبہ سن دیاں پاک نبی دا

(ساجد چشتی)

حجاج نے خطبہ سنا:

حضرت عبداللہ بن مغار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میدان عرفت میں خطبہ حج ارشاد فرمایا تو ہر شخص نے اس خطبے کو سماعت کیا۔

جدوں منی دے وچہ سی خطبہ پاک نبی نے دتا
لکھاں لوکاں تک آواز سی پہنچی پاک نبی دی

(ساجد چشتی)

پیاری بہنو!

خطبہ حج میں ایک لاکھ چوالیس ہزار کا مجمع تھا اور ہر ایک تک برابر اور صاف آواز پہنچ رہی تھی۔ (رحمۃ للعالمین: 230)

لاکھوں لوگوں نے سنا پیارے نبی کا خطبہ
مصطفےٰ ﷺ پیارے کی آواز کا دیکھو اعجاز

(ساجد چشتی)

امّ ہانی کی روایت:

حضرت امّ ہانی بنت حضرت ابو طالب فرماتی ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں ہوتے آپ قرآت کی آواز گھر میں بیٹھ کر سماعت کر لیتی تھیں۔

(انوار محمدیہ ص 271)

پیاری اسلامی بہنو!

یہ اعجاز تھا آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کا۔

آپ کی آواز مبارک کی مٹھاس سے بہتر جہاں میں کچھ نہیں۔

آپ کی آواز مبارک سے خوبصورت آواز کوئی نہیں۔

آپ کی آواز سے افضل آواز کوئی نہیں۔

آپ کی آواز مبارک اور زبان مبارک کی ایسی فصاحت و بلاغت تھی کہ بڑے بڑے عرب کے فصیح لوگ آپ کا کلام سن کر دامنِ اسلام میں داخل ہو جاتے تھے۔

پیاری بہنو!

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے عرب کے بڑے بڑے فصحا کو سنا لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی فصیح نہیں سنا۔

حضور فرماتے ہیں کہ میری تربیت اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔

(انوار محمدیہ:263)

اوجِ شانِ فصاحت پہ لاکھوں سلام
جانِ حسنِ بلاغت پہ لاکھوں سلام
گفتگو کی ملاحت پہ لاکھوں سلام
ان کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں سلام
ان کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام
ان کے لفظوں کی طلعت پہ لاکھوں سلام
اس تکلیم کی لذت پہ لاکھوں سلام
صاف تنتہ عبادت پہ لاکھوں سلام
حسنِ طرز خطابت پہ لاکھوں سلام
ان کی پیاری فصاحت پر لاکھوں سلام
ان کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام
ان کے خلق لطافت پہ لاکھوں سلام
ان کے لہجے کی شفقت پہ لاکھوں سلام
ان کے نطقِ نظافت پہ لاکھوں سلام

ان کی اک اک عبادت پہ لاکھوں سلام
ان کے لفظوں کی رفعت پہ لاکھوں سلام

پیاری بہنو! کون اندازہ کرسکتا ہے اس زبانِ اطہر کی فضیلت کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سرچشمۂ معجزہ تھے۔

عالم کو علم ملا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے
نوح علیہ السلام کو اعجاز ملا تو پیارے نبی کا صدقہ
ابراہیم علیہ السلام کو معجزات ملے تو پیارے نبی کا صدقہ
موسیٰ علیہ السلام کو معجزات ملے تو حضور کا صدقہ
اس لیے کہ حضور اللہ تعالیٰ سے لیتے ہیں اور سب کو دیتے ہیں
آپ ہی نے امانت تقسیم فرمائی
آپ ہی نے ولایت تقسیم فرمائی
آپ ہی نے دولت تقسیم فرمائی۔ آپ ہی نے کرامت تقسیم فرمائی۔

"انما أنا القاسم واللہ یعطی"

سوہنا مکی مدنی ماہی قاسم ہر اک نعمت دا
صدقہ پاک نبی دا ہر اک نبی نوں شاناں ملیاں نے
(ساجد چشتی)

زبانوں کا علم دے دیا:

علم دا شہر رسولِ عربی خاص کرم فرماوندا اے
قاسمِ نعمت علم دی دولت جھولیاں دے وچہ پاوندا اے
امی سوہنا ساجد ہر اک علم پڑھدا اللہ توں
امی بہ نوں نویاں بولیاں سوہنا آپ سکھاوندا اے (ساجد چشتی)

پیاری بہنو!

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چھ ملکوں میں اپنے چھ نمائندگان روانہ فرماتے ہیں جو صحابی جس جس بادشاہ کے دربار جاتا ہے وہاں بغیر سیکھے اس کی زبان میں گفتگو کرتا ہے۔

پیاری بہنو! سلمان فارسی حالانکہ فارسی بولنے والے تھے۔ آقا فارسی بھی جانتے ہیں۔

اتن ہندی ہندوستانی بولی بولتے تھے

مہیب رومی وہاں کی زبان بولتے ہیں اور آپ ان کی بولی سمجھتے ہیں۔

آقا ہر زبان سے واقف ہیں۔ یہ اس لیے کہ جس نبی کو جس علاقے کے لیے بھیجا جاتا ہے اس نبی کی زبان بھی اس علاقے کی ہوتی ہے۔ اس قوم کی ہوتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص علاقے کے لیے نبی بن کر نہیں آئے۔ آپ صرف عرب کے نبی نہیں تھے۔ آپ ایک قوم کے نبی نہیں تھے۔ آپ ایک جماعت کے نبی نہیں تھے بلکہ آپ تمام کائنات کے نبی ہیں۔

آپ تمام عالمین کے نبی ہیں۔

آپ انسانوں کے بھی نبی ہیں۔

آپ جنوں کے بھی نبی ہیں۔

آپ فرشتوں کے بھی نبی ہیں۔

آپ جانوروں کے بھی نبی ہیں۔

آپ پرندوں کے بھی نبی ہیں۔

آپ چوپایوں کے بھی نبیہیں۔

آپ ہر مخلوق کے نبی ہیں۔

اِنَّ رَسُوْلُ اللهِ عَلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۝

نبی میرا نبی ہر اک نبی کا
نبی میرا ہے پیکر روشنی کا
نہیں ساجد کوئی بھی ان سے بڑھ کر
ہر اک پر ہے کرم میرے سخی کا

(ساجد چشتی)

پیاری بہنو!

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہر کی زبان جانتے ہیں۔ایک اونٹ آیا گڑگڑانے لگا سرکار نے فرمایا: اس کے مالک کو بلایا جائے۔آپ نے اونٹ کی دادرسی فرمائی۔ اس لیے کہ آپ اونٹ کی زبان بھی سمجھتے ہیں۔

(البدایہ والنہایہ، جلد 6، ص 137)

جانور ہوں جن ہوں انسان ہوں
جانتے ہیں آقا سب کی بولیاں

(ساجد چشتی)

پیاری بہنو!

آپ پرندوں کی زبان بھی سمجھتے تھے۔ایک چڑیا کی دادرسی فرماتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اطہر کی جمیع الکمالات بنایا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس بے مثال اور آپ کا جسم مقدس بھی بے مثال تھا۔اگر ہم آپ کے خصائص وفضائل بیان کرتے رہیں اور صدیاں گزر جائیں تو بھی آپ کے خصائص بیان نہیں ہو سکتے ہیں۔میں نے آپ کے سامنے چند باتیں بیان کرنے کی سعادت کی۔اللہ تعالیٰ جل شانہ، ہم سب کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت ومودۃ عطا فرمائے۔(آمین)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ٥

ساتویں تقریر:

ایمان والدین مصطفٰے علیہم التحیۃ والثناء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حَمْدُ الشّٰاکِرِیْنَ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَاَکْمَلُ السَّلَامِ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ قَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَالْمَغْرِبَیْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ مَوْلَانَا وَ مَوْلَی الثَّقَلَیْنِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا وَ مَلْجَانَا وَمَاْوٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ○ (البلد:3)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ○

پیاری اسلامی بہنو!

قرآن مجید، فرقان حمید سورۃ البلد کی ایک آیت مبارکہ آپ کے سامنے تلاوت کی گئی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد کی قسم ارشاد فرمائی ہے۔ آج کے خطبہ میں اس آیت کریمہ کی روشنی میں حضور اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین ...... کریمین ...... طیبین طاہرین ...... جمیلین ...... سعیدین ...... مطہرین ...... شریفین ...... منورین ...... مومنین ...... مسلمین جنتین کے

ایمان اور ان کی طہارت وشرافت اور نجات وکرامت کے موضوع پر گفتگو مقصود ہے۔

وباللہ توفیق○

بنیادی طور پر یہ بات ذہن نشین رہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ مسئلہ ثابت ہے کہ جس چیز کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت حاصل ہو جائے۔ وہ چیز باقی تمام چیزوں میں افضل اور ممتاز ہو جاتی ہے۔

نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت:

یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا کوئی مسلمان، کلمہ گو انکار نہیں کر سکتا۔ ہر وہ چیز جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مس ہو جائے...... لگ جائے...... تو وہ چیز پاکیزہ طیب اور طاہر ہو جاتی ہے...... اس کا مرتبہ بڑھ جاتا ہے...... وہ شرف میں دوسرں سے ممتاز ہو جاتی ہے...... جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منسوب ہو جائے...... جو جو شے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت والی ہو جائے وہ معزز، مکرم، محترم ہو جاتی ہے۔

یہ جملہ جو بھی میں نے عرض کیا یہ ایسی حقیقت ثابتہ ہے جس کا ثبوت قرآن و حدیث سے ملتا ہے...... قرآن پاک کی سورت البلد کی ابتداء میں ان الفاظ کے ساتھ ہوتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ○ (البلد: ۱)

اللہ رب العزت فرماتا ہے:

میں قسم اٹھاتا ہوں اس شہر مکہ مکرمہ کی۔

اب ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ شہر کی قسم کیوں اٹھائی۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ ہو سکتا تھا کہ لوگ اپنی طرف سے کوئی بات متعین کریں لہذا اللہ تعالیٰ نے یہ بات لوگوں پر نہیں چھوڑی بلکہ مسئلہ خود حل فرما دیا کہ لوگو میں مکہ شہر کی قسم اٹھا رہا ہوں کیوں؟

اس لیے نہیں کہ اس میں کعبہ ہے...... حجر اسود ہے...... حطیم ہے یا مقام ابراہیم ہے...... آب زم زم یا صفاء و مروہ ہے...... منیٰ و مزلفہ ہے۔

اس لیے نہیں کہ...... یہ تجارت کا شہر ہے...... زیارت کا شہر ہے...... اس لیے نہیں کہ یہ تلاوت کا شہر ہے...... عبادت کا شہر ہے۔

اس لیے نہیں کہ...... یہ بیت الحرام کا شہر ہے...... مسجد حرام کا شہر ہے...... رکن و مقام کا شہر ہے...... طواف و استیلام کا شہر ہے۔

بلکہ فرمایا: وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِo (البلد:2)

یعنی اے محبوب! ہم اس شہر کی قسم......

اس لیے فرماتے ہیں کہ

اس گلیوں میں آپ چلتے پھرتے ہیں...... اس شہر کے ذروں نے آپ کے قدم چومے ہیں...... اس کی فضاؤں میں آپ کے کلمات قدسی رچے بسے ہیں...... اس کی چھاؤں میں آپ کے نغمات لاہوتی کی صدا آتی ہے اس کی ہواؤں نے آپ کے نفاس قدسیہ کی بوباس پائی ہے۔

روندی ہوئی ہے کوکبہ شہریار کی
اترائے نہ کیوں خاک سرہ گزار کی

یہ ہے حضور کی نسبت کا مقام (سبحان اللہ)

پیاری اسلامی بہنو!

میں نے قرآن پاک سے صرف ایک مثال پیش کی ہے۔ ورنہ ایسی سینکڑوں مثالیں قرآن پاک میں موجود ہیں کہ جس چیز کو حضور کے ساتھ نسبت ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمیں اٹھائی ہیں اور اصول یہ ہے کہ قسم کسی اعلیٰ اور پاکیزہ شے کی اٹھائی جاتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی قسم!...... قرآن کی قسم!...... ایمان کی قسم!

جسے ہم لوگ کسی عام چیز کی قسم نہیں اٹھاتے تو جس کی قسم اللہ تعالیٰ اٹھائے اس کا رتبہ اور مقام کتنا بلند ہوگا؟

کھائی قرآن نے خاک گزر کی قسم
اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

ثابت ہوا!

جس شے کو اللہ تعالیٰ کے نبی سے نسبت ہو جائے ...... وہ افضل، برتر، اعلیٰ اور پاک ہو جاتی ہے...... خواہ وہ کوئی پتھر ہو یا لکڑی...... جانور ہو یا انسان...... وہ شے اپنی جنس میں ممتاز اور بے مثال ہو جاتی ہے۔

☆ وہ ہوا جو حضور کے جسم اطہر سے چھو گئی...... وہ ہواؤں میں بے مثال
☆ وہ پانی جو حضور کے دست اقدس یا قدمین سے مس ہوا...... وہ پانیوں میں بے مثال
☆ وہ قطعہ زمین جس پر حضور چلے پھرے...... وہ تمام زمین سے بے مثال
☆ وہ مٹی جس نے حضور کے قدم چومے...... وہ تمام مٹیوں سے بے مثال
☆ وہ کپڑے جو حضور کے جسم سے مس ہوئے...... وہ تمام کپڑوں میں بے مثال
☆ وہ جانور جن پر حضور نے سواری کی...... وہ تمام جانوروں سے بے مثال
☆ وہ جوڑے جن کو حضور کے قدمین میں استعمال فرمایا...... وہ تمام جوڑوں میں بے مثال
☆ وہ عورتیں جو حضور کے نکاح میں آئیں...... وہ تمام عورتوں میں بے مثال
☆ وہ بندے جو حضور کی محبت میں بیٹھے...... وہ تمام بندوں میں بے مثال
☆ وہ باپ جو میرے نبی کا باپ بنا...... وہ تمام باپوں میں بے مثال

اور

☆ وہ ماں جو میرے نبی کی ماں بنی......وہ تمام ماؤں میں بے مثال

یہ برکات نسبتِ رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

اس گفتگو سے ایک مسئلہ ذہن نشین کرانا مقصود ہے۔

ہم نے قطرے پہ غور کیا نہ دریا دیکھا
جس جگہ تیری جھلک پائی وہیں ڈوب گئے

پیاری اسلامی بہنو!

یہ ہمارا اہل سنت کا وہ عقیدہ ہے جو قرآن وسنت سے ثابت، ظاہر اور واضح ہے کہ حضور کی نسبت، شان اور مرتبہ عطا کرتی ہے آپ کا کیا خیال ہے کہ

کوئی مٹی اگر حضور سے مس ہو جائے
کوئی پتھر اگر حضور سے مس ہو جائے
کوئی پانی اگر حضور سے مس ہو جائے
کوئی کپڑا اگر حضور سے مس ہو جائے

پس آنکھ جھپکنے کی دیر مس ہو جائے پھر وہ تو بے مثال ہو جاتا ہے تو ذرا سوچو! جس ماں کے شکم اطہر میں میرا نبی نو مہینے ٹھہرا ہے......اس ماں کی عظمت کا عالم کیا ہوگا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چودہ صدیاں گزر گئی ہیں۔ جس راستے، جن راہوں سے حضور گزرے تھے قرآن پاک میں دیکھ لو خدا اب بھی ان گلیوں ان راہوں کی قسمیں کھا رہا ہے۔ جن گلیوں سے وہ گزر گئے تھے۔ ان کا یہ مقام ہے تو میں ماں کے شکم اطہر میں نو مہینے ٹھہر گئے تھے......اس ماں کی شان کا کیا کہنا؟......جس ماں نے اپنے رحم اقدس میں نو ماہ میرا نبی اٹھایا......جس ماں نے میرے نبی کو......تیرے نبی کو......سب کے نبی کو......رب کے نبی کو......اٹھا کر سینے سے لگایا......دودھ پلایا جس ماں

نے اس پیارے ننھے صاحبزادے کو اٹھا کر اس کے لبوں پر اپنے لبوں کو ٹکایا۔

مائی آمنہ دے بھاگ جاگے نبی پاک نوں گود کھڈاوندی اے

پیاری بہنو!

یہ نسبتوں کی فضیلتیں ہیں جنہیں قرآن وحدیث ثابت کرتے ہیں...... نقل وعقل ثابت کرتے ہیں...... روایات ودلائل ثابت کرتے ہیں...... یہ وہ حقائق ہیں جن کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔

پیاری اسلامی بہنو!

یہ بات طے شدہ ہے کہ حضور کی نسبت، قسمت بدل دیتی ہے...... اس پر میں قرآن کی آیات پیش کرتی ہوں۔ مشتے نمونہ ازخروارے صرف ایک مثال پیش کرتی ہوں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں رورو کر نابینا ہو گئے۔ قرآن کہتا ہے:

وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ (یوسف 84)

جب حضرت یوسف علیہ السلام کے علم میں یہ بات آئی تو انہوں نے پیرہن (کرتا) اتار کر اپنے بھائی کو دیا اور فرمایا:

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا (آیت 93)

یہ میرا کرتہ لے جاؤ اور میرے باپ کی آنکھوں سے لگائے گئے تو بینائی واپس آجائے گی۔

یہ نہ کوئی قصہ ہے...... نہ کہانی...... یہ روایت بھی نہیں ہے جسے کوئی ضعیف کہہ سکے...... بلکہ یہ آیت ہے...... یہ خدا کا فرمان ہے...... یہ بیان قرآن ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے جسم سے جو کپڑا مس ہو گیا اس میں یہ شان آئی

کہ نابیناؤں کو بینا کرنے والے......اس میں شفاء کی تاثیر آئی۔

اب ذرا سوچو! اگر یوسف علیہ السلام کا یہ مرتبہ ہے تو

جو یوسف کے بھی آقا ہیں......جو سید الانبیاء ہیں......ان کے جسم اقدس سے جو کوئی مس ہوتا ہوگا......اس کی شان کیا ہوگی؟

آمدم برسر مطلب!

مفسرین اور محدثین اہل سنت کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ حضور کے والدین کریمین موحد ہیں......مسلم ہیں......مومن......جنتی ہیں......نجات یافتہ ہیں اور بخشے ہوئے ہیں۔

بلکہ ہمارا موقف یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ سے لے کر آدم اور حواء علیہما السلام تک جن جن پشتوں اور رحموں سے حضور گزار کر آئے۔

وہ پشتیں بھی پاک

وہ ارحام بھی پاک

وہ سب ساجد

وہ سب مسلم

وہ سب موحد

وہ سب مومن

وہ سب جنتی ہیں

میرے نبی کے والدین کی شان قرآن سے پوچھو......یا......حدیث سے پوچھو......خدا سے پوچھو یا پھر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو۔

قرآن اور والدین مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء:

ارشاد باری تعالیٰ ہے...... وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ۝ (البلد:3)

یعنی قسم ہے تیرے والد کی اور قسم ہے مولود کی۔

بیہقی وقت حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں:

المراد بالوالد آدم و ابراھیم علیھما السلام اوای والد کان وما ولد محمد صلی اللہ علیہ وسلم○

(تفسیر مظہری: 264/10)

اس آیت کریمہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک حضور کے آباء واجداد کی اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھائی ہے۔ جس باپ کی قسم اللہ اٹھائے وہ باپ کیسا عظیم ہوگا ذرا سوچو...... اگر باپ اتنی عظمت کا حامل ہے تو ماں کتنی عظیم ہوگی۔

قرآن پاک کی دوسری آیت کریمہ سماعت فرمائیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ○ الَّذِيْ يَرٰكَ حِيْنَ تَقُوْمُ○

اے نبی اپنے رب پر توکل کیجئے جو غالب اور رحم فرمانے والا ہے جو تجھے دیکھتا رہتا ہے جب تو کھڑا ہو۔

وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ○ (الشعراء: 217 تا 219)

اور یہ آج کی بات نہیں تیرا رب تجھے دیکھتا رہا ہے جب سے تو ساجدین کی پشتوں سے منتقل ہوتا ہوا آتا رہا ہے۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر فرمائی:

معناہ انہ کان ینقل نورہ من ساجد الی ساجد دلالۃ علی جمجمع آباء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا مسلمین○

(السیرۃ الحلبیہ: 103/1)

اس کا معانی یہ ہے کہ حضور کا نور ایک سجدہ کرنے والے سے دوسرے سجدہ کرنے والے کی طرف منتقل ہوتا رہا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء واجداد مسلمان تھے۔

حضرات!...... گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے مسلمان محبوب جب تو اپنے آباء و اجداد کی پشتوں اور رحموں میں گھومتا تھا۔

ایک پشت سے دوسری پشت ...... ایک رحم سے دوسرے رحم جہاں جہاں سے گھومتا ہوا آیا...... تیرا خدا تجھے تکتا ہی رہا۔ یہ قرآن ہے...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے...... میں تکتا رہا...... جب تو ساجد بن کی۔ پشتوں میں گھومتا رہا ساجدین کا معنی اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے والے ساجدین کہہ کر اللہ تعالیٰ نے واضح کیا فرما دیا کہ میرا محبوب جن پشتوں اور رحموں سے منتقل ہوتا ہوا اس دنیا میں آیا ہے۔

وہ رحم ...... وہ پشتیں ...... وہ باپ ...... وہ مائیں ......سب ساجدین ہیں ...... مشرکین نہیں ہیں۔

یہ دیکھو خدا کیا کہہ رہا ہے...... وہ دیکھو ملا کیا کہہ رہا ہے......

خدا کہتا ہے میرے نبی کے ماں باپ ساجد تھے...... ملا کہتا ہے کافر تھے۔

بتاؤ!...... خدا کی تیسری آیت کریمہ پیش خدمت ہے ارشاد ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (التوبہ:128)

بے شک تمہارے پاس تشریف لایا ایک رسول جو تم سے ہے۔

مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ...... تمہاری جانوں سے آیا۔

صاحب تفسیر روح البیان نے حدیث نقل کی ہے۔

مولانا شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے یہ آیت یوں بھی سنی:

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ (التوبہ:128)

اب آیت کا تلفظ دو طرح ہوا۔

اَنْفُسِکُمْ

اَنْفُسَکُمْ

اب اس آیت کا تلفظ دو طرح ہوا۔

معلوم ہوا!...... یہ آیت دونوں طریقوں سے پڑھنی جائز ہے کیونکہ حضور نے دو طریقوں سے پڑھی۔

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسَکُمْ

اگر پڑھیں من انفسکم ......اسم تفضیل کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے سب سے زیادہ نفیس اب آیت کا معنی یہ ہوگا کہ میرا رسول جو تمہارے پاس آیا ہے۔ تمہارے درمیان جتنے نفیس لوگ تھے ان نفیس لوگوں میں سے آیا ہے۔

معلوم ہوا!

میرا نبی جن پشتوں سے آیا وہ پشتیں نفیس
جن صلبوں سے آیا وہ صلبیں نفیس
جن رحموں سے آیا وہ رحم نفیس
جن شکموں سے آیا وہ شکم نفیس
اس کے آباء و اجداد نفیس
اس کے ماں باپ نفیس

خدا تو حضور کے ماں باپ کو کہتا ہے انفس...... نفیس ترین
اور جوان کو جہنمی کہتا ہے ہم اس کو کہتے ہیں...... خبیث ترین

احادیث اور والدین مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء:

تین آیات قرآنیہ کے بعد آیئے احادیث نبویہ پیش کررہا ہوں:
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ اصطفی کنانۃ من ولد اسماعیل○

بے شک اللہ تعالیٰ نے اولادِ اسماعیل سے بنی کنانہ کو چنا۔

و اصطفی قریشا من کنانۃ○

اولاد کنانہ میں سے قریش کو چنا۔

واصطفانی من بنی ھاشم○

اور بنی ہاشم میں سے مجھے چنا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث:2276)

تو میں چنی ہوئی پشتوں اور چنے ہوئے رحموں سے آیا ہوں اور ان کا چناؤ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ اللہ تعالیٰ کا چناؤ ہیں۔ آپ بتائیں کیا اللہ تعالیٰ کسی گندے کو چنتا ہے؟...... کافروں کو چنتا ہے؟...... مشرکوں کو چنتا ہے؟

نہیں! نہیں! تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین اللہ تعالیٰ کا چناؤ ہیں۔

دوسری حدیث سماعت فرمائیں:

لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب الطیبہ الی الارحام الطاھرۃ مصفی مھوبا لآنستعب شعبان الا کنت فی خیرھما○

(اخرجہ ابونعیم فی دلائل النبوۃ عن طرق عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

اللہ تعالیٰ رب العزت آدم علیہ السلام سے لے کر مجھ تک...... ہمیشہ مجھے پاک پشتوں سے پاکیزہ رحموں میں منتقل فرماتا رہا ہے۔ میرے آقا تمام

آباء واجداد پر آلائش اور آلودگی سے پاک ہیں اور جب بھی دو شاخیں ہوتی ہیں ان میں بہترین شاخ میں تھا۔

حضرات گرامی!

جو لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو (معاذ اللہ) کافر اور مشرک ثابت کرتے ہیں وہ غور سے سنیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ...... مشرک لوگ نجس پلید ہیں۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے ماں باپ صــــفــــی مھذبا۔

میرے والدین طیب تھے...... طاہر تھے...... مصطفیٰ تھے...... مہذب تھے۔ میرے ماں باپ پاک تھے...... میں پاک پشتوں سے پاکیزہ رحموں کی طرف آیا اور قرآن مجید بتاتا ہے کہ مشرک پاک نہیں ہوتا وہ نجس ہوتا ہے۔

معلوم ہوا! زبان نبوت نے اپنے ماں باپ کو پاک کہہ کر یہ ثابت کر دیا کہ وہ مومن ہیں...... پاکیزہ ہیں...... جنتی ہیں۔

تین احوال:

حضرات گرامی!...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان کے بارے میں اہل سنت کے جلیل القدر علماء و محدثین نے تین قول بیان فرمائے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

زمانہ فترت:

پہلا قول ذہن نشین کرلیں۔ یہ بنیادی بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا تعلق زمانہ فترت سے ہے فترت وہ زمانہ ہے جس میں کوئی رسول...... کوئی

نبی کسی قوم کے پاس اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی رسالت و نبوت کا پیغام لے کر نہ آئے۔ تو وہ زمانہ فترت کی قوم کہلاتی ہے۔ اور اس کے افراد اصحاب فترت ہیں۔ حجاز مقدس وہ علاقہ ہے حضور سے قبل جس میں کوئی نبی نہ آیا۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین زمانہ فترت میں تھے اور اس بات پر علمائے امت کا اتفاق ہے کہ زمانہ فترت کے لوگوں کو عذاب نہیں ہوگا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل)

ہم کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک ان میں رسول معبوث نہ فرمائیں۔

حضور کے والدین زمانہ فترت کے لوگ ہیں ان کی بخشش اور نجات کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ انکا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو۔ اور اس کے ایمان کی دلیل یہ ہے کہ باپ کا نام عبداللہ ہے۔ عبداللہ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کا بندہ۔ جن والدین نے یہ نام رکھا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی توحید کو جانتے اور مانتے تھے۔ تبھی تو ایسا نام رکھا اور حضرت عبداللہ نے اپنا یہی نام نسب کیا اور برقرار رکھا۔

معلوم ہوا! وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو ماننے والے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کا اسم گرامی آمنہ اور آمنہ ایمان والی کو کہتے ہیں۔

میرے نبی کے باپ کو عبداللہ بھی کہتے ہیں...... کافر بھی کہتے ہیں۔

بے ایمانوں! تمہیں شرم نہیں آتی۔

آمنہ کہہ کر کہتے ہیں...... مومنہ نہیں

عبداللہ کہہ کر کہتے ہو...... جنتی نہیں۔

اگر

عبداللہ ہے...... تو جنتی ہے۔

آمنہ ہے......تو مومنہ ہے۔

دین ابراہیم:

علمائے اہل سنت کے ایک گروہ کا قول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین ابا عن جد نسل در نسل ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا:

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ط (آل عمران: 68)

یعنی ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے الگ رہنے والے مسلمان تھے معلوم ہوا۔ دین ابراہیمی دینِ اسلام ہی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آپ کو حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ط کہا ہے۔

معلوم ہوا! ...... کہ حضور کے والدین دین ابراہیم پر ہونے کی وجہ سے مسلمان بھی تھے، موحد بھی تھے، مومن پہنچتی بھی ہے۔

حضور کے والدین کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نبوت پر ایمان تھا کیونکہ انہیں وہی دعوتِ ابراہیمی پہنچی تھی۔

حیات ثانی اور قبول اسلام:

محدثینِ اہل سنت کا ایک بہت بڑا گروہ جن میں حافظ ابوبکر الخطیب، ابن شاہین، امام ابوالقاسم سہیلی ابوعبداللہ القرطبی طبری شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں۔ وہ حدیث پاک سے دلیل پیش کرتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم منال ربہ ان یحییٰ ابویہ فامیالہ فامنا بہ ثم اماتھا ○ (السابق واللاحق الفائح والمسوخ الروض الانف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع سے فراغت پر

حضور مجھے لے کر مومن کے قبرستان تشریف لے گئے۔ آپ نہایت غمگین تھے۔ مجھے فرمایا: تم بیٹھو میں ابھی واپس آتا ہوں جب گئے تو افسردہ تھے، واپس آئے تو مسکرا رہے تھے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: گئے تو افسردہ، آئے تو مسکراتے ہوئے۔ فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی کہ یا اللہ! میرے والدین کو زندہ کردے تا کہ میں انہیں اپنا کلمہ پڑھا سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کرلی۔ میرے والدین کو زندہ کردیا، وہ مجھے ملے میں انہیں ملا، میں نے انہیں اپنا کلمہ پڑھایا۔ وہ میری امت میں شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر پھر موت طاری کردی۔

حضرات!

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ کر اپنے والدین کو زندہ بھی کرلیا تھا اور ان کو کلمہ پڑھا کر:

مومن بھی بنایا

امتی بھی بنایا

صحابی بھی بنایا

جنتی بھی بنایا

یہ حدیث پاک اس بات کی دلیل ہے کہ حضور کے والدین مومن، جنتی اور نجات یافتہ ہیں۔

ایک حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم:

اب میں ایک بڑی علمی بات کو انتہائی سادہ انداز میں پیش کرتی ہوں۔ گستاخ او بے ادب لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے عدم ایمان پر ایک پر دو روایات بیان کرتے ہیں۔ ان سے ایک یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

استأذنت ربی استغفر لامی فلم یأذن لی٥ (صحیح مسلم)

میں اپنے رب سے اپنی والدہ کے لیے دعاء مغفرت کی اجازت مانگی۔ مگر مجھے نہ ملی تو وہ کہتے ہیں کہ جب دعا مغفرت کی اجازت نہ ملی تو معلوم ہوا بخشے ہوئے نہ تھے۔ یہ ان کی نہ سمجھ ہے نہی عن الاستغفار کی وجہ یہ ہے کہ بخشش کی دعا تو اس کے لیے کی جاتی ہے جس کی بخشش میں کوئی شک ہو اور جو بخشے ہوئے ہیں...... ان کے لیے بخشش کی دعا کی کیا ضرورت؟

بچہ اور دعائے مغفرت:

حضرات!...... ہم نماز جنازہ میں ہر مومن و مسلم کے لیے دعائے بخشش کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں...... **اللّٰھم اغفر لحینا و میتنا**

اے اللہ! ہمارے زندوں اور مردوں کو بخش دے۔

لیکن اگر کوئی نابالغ بچہ ہو تو اس کے لیے مغفرت کی نہیں۔ ان کے لیے یہ دعا پڑھی جاتی ہے:

اللّٰھم اجعلہ لنا اجرا و ذخرا واجعلہ لنا شافعًا و معشفعًا۝

یہ دعا بخشش نہیں بلکہ حصول شفاعت کی دعا کیوں؟...... جو پہلے ہی بخشے ہوتے ہوں...... ان کی بخشش کی دعا سے روکا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دعا سے اس لیے روکا محبوب وہ تو پہلے ہی بخشے ہوئے ہیں۔ انہیں دعا کی ضرورت نہیں۔

وہ روایات منسوخ ہیں:

حضرات!...... ایک علمی جواب سنئے:

عدم ایمان کی روایات پہلے کی ہیں اور حضور کا اپنے والدین کو زندہ کروا کر...... کلمہ پڑھانے اور امتی بنانے والی ہدایت آخری ہے لہٰذا اس آخری روایت نے پہلی

تمام روایات کو منسوخ کر دیا۔ لہٰذا آخری ہدایت ہمارے لیے دلیل ہے۔ اب قیامت کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو مومن اور جنتی کہا جائے گا۔

ایک سوال یہ بھی پیدا کرتا ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کلمہ پڑھا کر بخشوایا...... کیا پہلے بخشش نہ ہوئی تھی؟ ہمارے موقف یہ ہے کہ بخشش تو پہلے بھی تھی کیونکہ دین ابراہیمی پر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ کروا کر کلمہ اس لیے پڑھایا کہ

مومن تو ہیں

موحد تو ہیں

جنتی تو ہیں

اب اپنا کلمہ پڑھا کر انہیں

امتی بھی بنا لوں

صحابی بھی بنا لوں

اگر کسی بدبخت کو شک ہو کہ وہ زندہ کس طرح ہو سکتے ہیں؟ تو میں کہتا ہوں جو خدا عیسیٰ کے ہاتھ پر مردے زندہ کر سکتا ہے؟

وہ سید الانبیاء کی دعا پر مردے زندہ کیوں ہو نہیں کر سکتا؟

حضرات مزید سنئے!

ابولہب کافر ہے اور بخاری شریف کی حدیث ہے کہ دن اس کا عذاب ہلکا ہو جاتا ہے۔ تخفیف ہو جاتی ہے۔ وہ ابولہب جس کی (مذمت) میں قرآن کی سورۃ لہب اتری حضرت عباس کے استغفار پر کہنے لگا۔ شہادت کی انگلی سے پیر کے دن سیراب کیا جاتا ہوں کیونکہ اس انگلی سے اشارہ کر کے اس نے اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔

حضرات میں پوچھتا ہوں!

جس نبی کی ولادت کی خوشی میں ابولہب دوزخ کم ہوسکتا ہے وہ ماں جس کے شکم اطہر سے مولود ہوا۔ اسے بھلا عذاب ہوسکتا ہے۔

آخری بات کہتی ہوں:

بحمدہ تعالیٰ میرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم والدین کے جنتی ہونے پر ایمان ہے میں انہیں جنتی مانتی ہوں۔ ان کے قدموں کے صدقے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی جنتی بنائے۔ آمین۔

مابین بیتی و منبری روحنة من ریاض المنة○ (صحیح مسلم کتاب الحج)

میرے گھر اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کا ٹکڑا ہے۔

محدثین امت فرماتے ہیں کہ وہ جگہ جنت کیوں بنی؟ اس لیے کہ حضور اس رستے حجرے اسود سے نکلتے اور منبر پر تشریف فرما ہوتے...... یعنی جس راستے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آتے جاتے تھے وہ رستے جنت بن گئے۔

میں کہتی ہوں!

جس رستے سے نبی آ جائے
جس رستے سے نبی چلا جائے
جس رستے سے نبی گزر جائے
وہ رستے جنت بن جاتے ہیں

تو جس ماں کے شکم اطہر میں نبی نو ماہ ٹھہرا ہے وہ ماں بدرجہ اولیٰ جنتی ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ○

◆◆◆◆◆◆

آٹھویں تقریر:

خواتین اسلامیہ اور حبِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ ○

قابل صد احترام میری اسلامی بہنو!

نہایت ادب و تعظیم کے ساتھ حضور پرنور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عشق میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کیجئے!

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

آج میری تقریر کا عنوان ہے حب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور خواتین اسلامیہ یہ موضوع نہایت نازک ہے۔ عورتوں کو اپنے والدین، بہن، بھائیوں اور بیٹیوں کے ساتھ یا اس کے علاوہ کسی غیر محرم سے محبت رکھنا تو کجا اس کی طرف دیکھنا تک حرام

ہے۔ مگر اس قاعدے اور قانون میں انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی ذوات مقدسات نہیں آتیں۔ خصوصاً سید الانبیاء والمرسلین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا برکات بھی اس قانون سے مستثنیٰ ہی نہیں بلکہ ان سے محبت پیدا کرنا اور قائم رہنا اہم ترین فرض ہے۔ جیسے مردوں کے لیے آپ سے محبت لازمی ہے ایسے ہی عورتوں کے لیے بھی آپ سے پیار لازمی ہے بلکہ کوئی مرد، عورت اس وقت تک کامل ایمان دار ہو ہی نہیں سکتے۔ جب تک آپ سے عملی طور پر محبت نہیں رکھیں گے بزرگانِ دین نے تو فرمایا: **الا الایمان لمن لامحبۃ لہ الا لایمان لمن لا محبۃ الا لا ایمان لن لامحبۃ لہ** ٥ وہ شخص ایماندار ہی نہیں وہ جو آپ سے محبت نہیں رکھتا، وہ شخص ایماندر ہی نہیں جو آپ سے محبت نہیں رکھتا، وہ شخص ایماندار ہی نہیں جو آپ سے محبت نہیں رکھتا۔ اس کلمے کو تین بار ارشاد فرمانے کا سبب یہ ہے کہ یہ بات ہر مرد زن کے دل و دماغ میں پختہ ہو جائے جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچی اور پکی محبت نہیں ہوگی ایمان نصیب نہیں ہوگا۔ زبانی دعویٰ ایمان کسی کام کا نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بھی ہو تو کیسی ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا:

لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین٥ (بخاری شریف)

تم میں سے (اے مرد! عورتو!) کوئی ایماندار نہیں ہوگا۔ جب تک اپنے والدین اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب مجھے نہ بنالیں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ اور فرمانِ مصطفےٰ سے صحابیات وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نہایت ہی والہانہ، فدایانہ اور عاشقانہ انداز میں عمل کر کے قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں اور مومنین ومومنات، مردوں و

عورتوں کے لیے اپنے آپ کو بطور مثال پیش کیا جن کی ایثار و قربانی اور جانثاری و جانسپاری کو اللہ تعالیٰ نے اتنا قبولیت کا شرف عطا فرمایا کہ قرآن کریم میں اپنی رضا کا اعلانیہ اظہار فرمایا:

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۝

اللہ تعالیٰ ان پر راضی اور وہ اللہ تعالیٰ پر راضی۔

موضوع پر تفصیلی خطاب سے قبل میں آپ کی اور اپنی دلی کیفیت اور جذبات محبت کو الفاظ کی صورت دیتی ہوئی اپنی اور تمہاری طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہایت ادب اور محبت سے عرض کرتی ہوں۔ ممکن ہو تو سبھی خواتین میرے میرے ساتھ پڑھنے کی کوشش کریں۔

آ مل آ مل احمد پیارے، ہر دم تیرا ہجر ستائے
کملی والے دیہ نہ لاویں وچ وچھوڑے جان پئی جائے
وچ جدائی آہیں ماراں احمد احمد نت پکاراں
بھل گیاں سب عیش بہاراں اور واکھیں ہنر وسائے
آ مل آ مل احمد پیارے، ہر دم تیرا ہجر ستائے

تاہنگ چرو کی زخم پرانے | بن دیداروں درد نہ جانے
میں سودئی لوکاں بھانے | ہر کوئی طعنے مار جلائے
آ مل احمد پیارے ۔ | ہر دم تیرا ہجر ستائے

ماشاء اللہ مل کر پڑھنے میں لطف ہی کچھ اور آتا ہے۔ یوں بھی حدیث شریف میں یہ ہے ید اللہ علی الجماعۃ جماعت پر اللہ تعالیٰ کا دستِ رحمت ہے۔

محبت کی انتہا یہ ہے کہ محبوب کے نام پر سب کچھ نثار کر دیا جائے۔ چنانچہ اس معاملہ میں صحابہ کرام کے ساتھ ساتھ صحابیات کی جانثاری و خدا کاری کی روشن مثالیں تو

تاریخ اسلامیہ میں بڑی وضاحت سے مرقوم ہیں بلکہ اسلام میں سب سے پہلے شہادت سے سرفراز ہونے کی سعادت جسے نصیب ہوئی وہ ایک خاتون ہی تھیں جس نے اسلام میں داخل ہوتے ہی تن، من اور دھن کی قربانی پیش کرنے کی سعادت ایک خاتون ہی کو حاصل ہوئی وہ مقدسہ، مطہرہ خوش بخش خاتون کون تھیں؟ سنئے جسے سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیوی بننے کا شرف نصیب ہوا۔ جسے کائنات حضرت ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام سے یاد کرتی ہے جن کے تفصیلی احوال اسی کتاب میں کسی دوسری تقریر سے ملاحظہ فرمائیں گی۔ اب میں نے اسلام کی جس عظیم خاتون کا پہلے اشارۃً ذکر کیا ہے اس کی مقدس زندگی پر بڑے اختصار کے ساتھ روشنی ڈالنے کی کوشش کرتی ہوں۔

اسلام کی پہلی شہیدہ حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

نبی مکرم محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے ہی اپنے مبعوث ہونے کا اعلان فرمایا، تو وہی قریشی جو آج تک صادق الوعد والامین کے عالی قدر القابات واوصاف سے پکارتے نہیں تھکتے تھے۔ وہ نہ صرف آپ کے جانی دشمن بن گئے بلکہ جو بھی شخص آپ کی دعوت پر قبول حق کا اعلان کرتا۔ اس پر بھی ظلم کے پہاڑ توڑنے شروع کر دیتے۔ اس میں، مرد، عورت، بوڑھے، بچے اور نوجوان کی کوئی تمیز نہیں تھی۔ جیسے آج دنیائے اسلام کا سب سے بڑا دشمن بش افغانستان کی تباہی و بربادی کے بعد سرزمین عراق پر جدید ترین اسلحہ ان کے ساتھ ظلم وستم سے شب وروز بمبارمنٹ کر کے عراقی عوام وخواص پر آہن وآگ کی بارش کر رہا ہے اور اس بے رحم انسان نما شیطان درندے کے ناپاک اور نجس وجود میں انسانیت کا ذرہ تک مفقود ہے، ایسے ہی مشرکین مکہ کی کیفیت تھی۔ وہ ہر اس مرد، عورت، بچے اور بوڑھے اپنا تھا یا پرایا، یگانہ تھا یا بیگانا ان کے نزدیک سبھی برابر تھے۔ لہٰذا وہ غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف سزاؤں

سے نشانہ ستم بنا رہے تھے جن میں حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایسی بلند ہمت، صبر و استقامت مضبوط ترین چٹان خاتون تھیں جنہیں کفار مکہ نے اپنے ظلم کی چکی میں پیسنا شروع کر رکھا تھا۔

ایک دن محسن اعظم نبی بکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حملہ بنی مقروم سے گزرا ہوا کیا دیکھتے ہیں کہ قریشی کفار کو ایک ضعیفہ خاتون کو لوہے کی زدہ پہنا کر دھوپ میں پتھریلی زمین پر لٹا رکھا ہے اور قریب زور زور سے کھڑے قہقہے لگا رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ کہہ رہے ہیں ''محمد کے دین قبول کرنے کا مزہ چکھ لیا''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مظلومہ ضعیفہ بوڑھی خاتون حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ انتہائی نہ گفتہ بہ حالت دیکھ کر رو پڑے۔ اور انہیں فرمایا: ''صبر کرو تمہارا مقام جنت ہے راہ حق میں ظلم و ستم کا نشانہ بننے والی خاتون کو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے جسے جنت کی بشارت سے نوازا وہ یہ خوش نصیب مومنہ تھیں۔ جسے تاریخ اسلام نے حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام سے محفوظ کر رکھا ہوا ہے۔

غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مصائب کا آغاز:

پہلے یہ کہ حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات ستودہ صفات کی جانکاہی و جانثاری کی تفصیلی عرض کروں گی۔ آغاز اسلام میں جن صحابہ کرام کے اسلام قبول کرنے پر کفار مکہ کے ظلم کا آغاز کیا شاعر پاکستان حافظ جالندھری مرحوم کی زبانی کچھ پیش کر دیا جائے۔ مرحوم فرماتے ہیں۔

محمد کی طرف سے دین کا اعلان ہوتا تھا
ادھر سے شہر میں تضحیک کا سامان ہوتا تھا
مسلسل پھولنے پھلنے لگا اسلام کا پودا
مخالف تھے قریش اب بڑھ چلا کچھ اور بھی سودا

نبی کو اور مسلمانوں کو تکلیفیں لگیں ملنے
وہ تکلیفیں کہ جن سے عرشِ اعظم بھی لگا ہلنے
غضب کے ظلم ہوتے تھے مسلمان ہونے والوں پر
خزاں آتی تھی دل میں تخم وحدت بولنے پر
لٹاتے تھے کسی کو تپتی تپتی ریت کے اوپر
کسی کے سینہ بے کینہ پر رکھے گئے پتھر
مسلمان بیبیوں پر چابکوں کا مینہ برستا تھا
کنیزوں کو شکنجے میں کوئی بے درد کستا تھا
بلال و یاسر و عمار و خباب اور سمیہ
صہیب و بو فکیہ اور لبینہ اور نہدیہ
زنیرہ اور عامر تھے غلام اور لونڈیاں ان کی
مسلمان ہو گئے تھے آ گئی آفت میں جان ان کی

محبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

محمد کی محبت میں ہزاروں ظلم سہتے تھے
خدا پہ تھی نظر ان کی زبان سے کچھ نہ کہتے تھے
یہ ظلم ان کو خدا سے دور کر سکتے تھے نہ ہرگز
نشے صہبائے وحدت کے اتر سکتے نہ تھے ہرگز
ستم ہائے فراواں کی بڑھی جب حد سے بے دردی
تو ان کی حضرت ابوبکر نے قیمت ادا کر دی
اخوت مذہب اسلام کا پتھر ہے بنیادی
غلاموں کو دلائی ہے اس جذبے نے آزادی

مسلمان ہونے والوں سے غلامی کی مٹی ذلت
کہ آڑے آ گئی عثمان اور ابوبکر کی ہمت

حضرت سمیہ کون:

حضرت سمیہ بنت خباط رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شمار نہایت بلند مرتبہ صحابیات میں ہوتا ہے۔ آپ نے راہ حق میں بڑھاپے اور کبرسنی کے باوجود ناقابل بیان ظلم و ستم کو گوارا کرتے ہوئے اپنی جان راہ حق میں قربان کردی اور اسلام میں اسے سب سے پہلے شہیدہ ہونے والی کا عالی شان شرف نصیب ہوا۔

مسلمان کیلئے دونوں جہان میں سرفرازی ہے
مرنے سے شہید اور زندہ رہ جائے تو غازی ہے

گویا کہ وہ برما فرما رہی تھیں۔

یہ سرکٹ کو عمر پائے محمد لوٹتا جائے
اسے گر موت کہتے ہیں تو ایسی موت آجائے

حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ مکرمہ کے ایک رئیس ابوحذیفہ بن مغیرہ مخزومی کی کنیز تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت و رسالت سے پہلے حضرت یاسر بن عامر قحطانی یمنی رضی اللہ عنہ اپنے ایک گم شدہ بھائی کی تلاش کرتے کرتے مکہ مکرمہ آئے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ ابوحذیفہ بن مغیرہ سے راہ و رسم پیدا ہوئی تو اس نے اپنی کنیز حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد کر کے اس کا نکاح ان سے کردیا۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے دو فرزند عطا فرمائے۔ ایک کا نام عبداللہ جبکہ دوسرے کا نام عمار تھا۔

حضرت عبداللہ اور حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہما جوان ہو چکے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا اعلان فرمادیا چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن

اور جوانی، حضرت یاسر اور سمیہ کے سامنے گزر رہی تھی۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا ایک ایک گوشہ عملاً دیکھا تھا۔ وہ آپ کی عظیم ترین شخصیت اور آپ کے اعلیٰ سیرت و کردار خصائل و خصائص، اخلاق و شمائل سے بے حد متاثر تھے جیسے ہی آپ نے دعوت حق کا اظہار فرمایا تو پورے کا پورا خاندان لبیک کہتے ہوئے آپ کے دامن رحمت سے وابستہ ہو گیا۔

اسی دوران ابوحذیفہ کا انتقال ہو گیا تو ان کے ورثا نے حضرت سمیہ کو کنیز بنائے رکھا۔

صحابہ وصحابیات پر یہ زمانہ بڑا زہرہ گداز اور پر آشوب تھا جو شخص اسلام قبول کرتا وہ مشرکین مکہ کے غیظ وغضب اور لرزہ خیز تشدد کا نشانہ بن جاتا۔ نیز وہ ظالم اس سلسلہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں اور عزیزوں کا لحاظ تک نہ رکھتے۔ جبکہ حضرت یاسر اور ان کے بیٹے تو غریب الوطن تھے۔ ان بے چاروں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے لگے۔ ظالموں نے اس پورے خاندان پر ایسے ایسے مظالم ڈھائے کہ انسانیت سر پیٹ کر رہ گئی۔

حضرت یاسر بن عامر رضی اللہ عنہ اور حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت ضعیف اور عمر رسیدہ تھے مگر قوت ایمانی اور استقامت کا یہ عالم تھا کہ مشرکین مکہ کی جان لیوا تکالیف کے باوجود ان کے قدم جادۂ حق سے لمحہ بھر کے لیے بھی ڈگمگائے نہ پائے۔ یہی حال ان کے بیٹوں کا تھا کہ ظالم انہیں لوہے کی زرہیں پہنا کر جلتی ریت اور سڑتے پتھروں پر لٹاتے۔ ان کی پیٹھ انگاروں سے داغتے، کوئی اور کسر رہ جاتی تو پانی میں غوطے دینے لگتے۔

نام مبارک لیند سے رہے جو بیٹے سو جریئے!

بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا اور کلمہ شریف پڑھتے ہوئے گھر گئے تو آپ کے دو ننھے منے بچوں نے کلمہ شریف کو سنا تو

والد ماجد سے پوچھنے لگے ابا جان یہ کس پیاری ہستی کا نام ہے جسے آپ نے وردِ زبان کر رکھا ہے تو حضرت عمار بن یاسر نے جواباً فرمایا:

ایہہ او نام مبارک بچیو جس دا کل پسارا

جے نہ ہوندا ایہہ ناں والا ہندا نہ عالم سارا

بچوں نے کہا!

تو پھر یہ کلمہ ہمیں بھی پڑھایئے چنانچہ ان بچوں نے بھی کلمہ طیبہ پڑھ لیا اور پھر مل کر دونوں کلمہ طیبہ کا ذکر کرنے لگے۔ اسی اثناء میں ذکر کرتے کرتے باہر نکلنے لگے تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹو! ابھی اس کلمہ کو باہر نکل کر پڑھنے کا وقت نہیں آیا۔ کافر سنیں گے تو ایذا دیں گے۔ لہٰذا تم گھر کے اندر ہی رہ کر پڑھتے رہو۔ بچوں نے جواب دیا اور سبحان اللہ! کیا ہی ایمان افروز جواب ہے ۔

جے ایہہ نام مبارک اتنا لیون تھیں کیوں ڈریئے

نام مبارک لیندے رہیئے جو بیتے سو جریئے

چنانچہ دونوں بھائی کلمہ شریف کا سرشار کے عالم میں ورد کرتے باہر نکلے۔ اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر اعلانیہ نام پاک کا اظہار کرنے لگے گویا کہ زبانِ حال سے دونوں مل کر یہ ترانہ پڑھ رہے تھے ۔

دل و جان دونوں فدائے محمد

خدا ہم کو گھر خاک پائے محمد

کرم ہے ترا ہم پہ احسان خالق

کہ پیدا ہوئے ہم برائے محمد

نہیں ہم کو غم جان جائے تو جائے

تمہاری محبت نہ جائے محمد

اچانک کفار و مشرک کی ایک ٹولی کا وہاں سے گزر ہوا اور یہ پیاری پیاری آواز انہوں نے سنی۔ تو جسد کی آگ میں جلنے لگے ایک بے دین نے ان معصوم بچوں کو طمانچے مارنے شروع کر دیئے۔ کسی نے حضرت عمار سے جا کر کہا تمہارے بچے نرغۂ کفار میں ہیں جاؤ انہیں نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم لینے سے روک دو! آپ نے اسے یہ جواب دیا!

بے شک پتر ٹھنڈا کھاں دی گھر وچ کرن اجالا
پر انہاں توں ودھ کے پیارا مینوں کالی کملی والا

اور پھر وہی شخص بچوں کی والدہ کے پاس گیا اور اسے جب یہ ماجرا سنایا تو ماں بولی۔

دل دے ٹکڑے ڈاہڈے ہندے پت پیارے ماواں
پر نام نبی توں جے لکھ پتر ہووے گھول گھماواں

جب کفار و مشرکین نے بچوں کو بے حد ستانا شروع کر دیا تو حضرت عمار، ان کے والد یاسر باہر نکل کر کفار کو ظلم سے روکنے لگے۔ ان لوگوں نے حضرت عمار آپ کے والد اور آپ کی بیوی کو بھی پکڑ لیا اور پھر اس مقدس گھرانے کے سبھی افراد کو نشانہ ستم بنانے لگے۔ اتفاقاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ادھر سے گزر ہوا۔ آپ نے تکلیف دہ منظر دیکھ کر فرمایا:

اصبرو ایا آل یاسر فان موعد کم الجنة

اے آل یاسر! صبر کرو، تمہارا مقام جنت ہے۔

میری پیاری بہنو! دیکھا آپ نے اسلام لانے والوں پر کفار کیسے کیسے ظلم کرتے رہے اور بچوں، بوڑھوں، عورتوں نے کیسے کیسے صبر و استقامت کے مظاہرے فرمائے۔

میری بہنو! یہ داستان غم والم بڑی طویل ہے کما حقہ بیان کرنے کی طاقت ہی نہیں۔ روایات میں آیا ہے کہ حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دن بھر ظلم کی چکی میں پسی ہوئی جب شام کو کسی طرح گھر گئی تو ابو جہل آ دھمکا اور آتے ہی اس نا قابل شنید گالیاں بکنی شروع کر دیں اور پھر غصے کے عالم میں اس ظالم نے حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تیز برچھے سے اس قدر زور سے وار کیا کہ آپ اسی وقت زمین پر گر پڑیں اور اپنی ان آفرین کے سپرد کر دی۔ ساتھ ہی ساتھ آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بھی اس برچھے کے وار کر کے شہید کر دیا۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور نارِ کفار:

اب سنیئے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ پر کیا گزری۔ حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب مشرکین مکہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو اسلامی و بانی اسلام سے برگشتہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اور آپ نے ہر سزا کو برداشت کرتے ہوئے بڑی عزیمت کا مظاہرہ کیا تو آپ کے مالک کافر نے آگ میں جلانے کا منصوبہ مرتب کیا۔ چنچہ تیار کی گئی۔ جب آگ پوری طرح لپٹیں مارنے لگی تو انہوں نے آخری وارننگ دیتے ہوئے کہا عمار ابھی وقت ہے سوچ لے۔ دامن مصطفےٰ چھوڑ دو اپنی جان بچالو۔ یہ سنتے ہی حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر استقامت کے لیے ہاتھ پھیلا دیئے اور دشمنانِ اسلام کو مخاطب کرتے ہوئے علی الاعلان فرمایا۔

نہ چھوڑوں گا کبھی میں احمد مختار کا دامن
کہ دو جگ کا سہارا ہے خیال یار کا دامن
یہ کہہ کر عرش کی جانب نظر کی اور دعا مانگی
خدا سے جذبۂ حبّ نبی کی انتہا مانگی

مشرکین مکہ کا پارہ چڑھ گیا اور جلدی سے پکڑ کر آگ میں پھینکا ہی تھا کہ مختار کل، تاجدار رسل، غمخوار بے کساں، چارہ بے چارگاں، رسول دو جہاں، جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اچانک مدد کے لیے تشریف فرما ہو گئے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ناگہاں آن مغیث ہر دو کون
مصطفےٰ پیدا شدہ از بہر عون

اچانک دونوں جہانوں کے فریاد درس، دافع ہر رنج والم، نبی اکرم، محسن اعظم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی نصرت وامداد کے لیے جلوہ افروز ہو گئے اور آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

یا نار کونی بردا و سلاما علیٰ عمار کما کنت علیٰ ابراھیم تقتلك الفئة الباغیة○ (زرقانی خصائص الکبریٰ)

اے آگ (میرے یار) حضرت عمار پر اس طرح ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی۔ (اور)
اے عمار ابھی تیری شہادت کا وقت نہیں بلکہ تجھے باغیوں کی ایک جماعت شہید کرے گی۔

رسولِ کائنات، حضور پُر نور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ پاتے ہی آتش کفار سرد ہو گئی اور حضرت عمار زندہ سلامت رہے، آگ نے گزند تک نہ پہنچایا بلکہ گلزار بن گئی۔ حضرت عمار بعدہ، عرصہ دراز تک خدمت اسلام و بانی اسلام میں مصروف رہے۔ پھر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں آپ کے ساتھ تھے کہ شامیوں کے باغی جماعت نے شہید کر ڈالا۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تمیں چالیس سال قبل غیبی خبر دی تھی پوری ہو گئی۔

پیاری اسلامی بہنو! اس ایمان افروز واقعہ میں جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم معجزے کا ظہور ہوا وہاں نبی غیب دان کے علم غیب کے اعجاز کا بھی واضح ثبوت مہیا ہو رہا ہے۔ اور ان لوگوں کے لیے باعث عبرت ہے۔ جنہوں نے یہ کہا اور لکھا کہ معاذ اللہ! نبی کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ حالانکہ کئی برس پہلے ہی بعد میں ہونے والے واقعہ کی خبر دے دی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

تو دانائے ماکان و مایکون ہے
مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: جب حضرت عمار پر آگ گلزار ہو گئی تو کوئی کافر و مشرک آگ سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا، اے آگ تیرا کام جلانا ہے مگر اس کے برعکس تیرے شعلے ٹھنڈے پڑے گئے کیا بات ہے آگ بولی ۔

گفت آتش من ہماں آں آتشم
اندر آتا تو بہ بنی قابشم

میں تو وہی آگ ہوں مگر ان کے لیے نہیں البتہ اگر تو میرے غیض و غضب اور سرکشی کو دیکھنا چاہتا ہے تو تھوڑی دیر کے لیے میرے اندر تو آیئے تجھے پتا چل جائے گا جلاتی ہوں یا نہیں۔ سچ فرمایا: کس صاحب دل نے۔

عاشقوں پہ حالت ذلت کبھی آتی نہیں
آتش دنیا کبھی ان کو جلاتی ہی نہیں

معزز خواتین! ایک بار درود شریف پڑھیئے!

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

حضرت ذویب پر نار گلزار ہو گئی:

یوں ہی حضرت سیدنا عمر ابن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد امارت و خلافت میں اہم واقعہ پیش آیا جب اسود عنسی کذاب نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اور یمن کے دارالحکومت پر غالب آ گیا۔ حضرت ابن وہب بن لھیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ذویب بن کلیب پر نار گلزار بن گئی۔ جب حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس ایمان افروز واقعہ کو سنا تو اس طرح حمد الٰہی بجالائے۔

الحمد للہ الذی جعل فی اقنا مثل ابراھیم خلیل اللہ ○

اس ذات خداوندی کی حمد ہے جس نے امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال پیدا فرمائی ۔

آج بھی ہو گر ابراہیم سا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستان پیدا

دسترِخوان نہ جلا:

پیاری اسلامی بہنو! بات سے بات بنتی جارہی ہے بلکہ محبوب کریم کی جو بھی بات کرے گا اس کی بھی بات بن جائے گی۔ کیا خوب کہا کسی نے آقا:

میری بات بن گئی ہے تیری بات کرتے کرتے
تیرے شہر میں آؤں تیری نعت پڑھتے پڑھتے

حضرت عباد بن الصمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر گئے۔ انہوں نے اپنی کنیز سے فرمایا: دستر خوان بچھاؤ تا کہ ہم کھانا کھائیں۔ وہ ایک میلا کچیلا رومال لے آئی اور لاتے ہی تندور میں ڈال دیا۔ جس میں آگ خوب بھڑک رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے پھر دستر خوان آگ سے

صحیح وسالم باہر نکال لیا جو بالکل دودھ کی طرح صاف وشفاف تھا۔ حدیث کے کلمات یہ ہیں:

''وہ ایسے سفید تھا جیسے دودھ۔ ہم نے حیرانگی کے عالم میں پوچھا یہ کیا حکمت؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ وہ رومال ہے جس سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چہرہ مبارک صاف فرمایا کرتے تھے۔ جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اسی طرح اسے صاف کرلیا کرتے ہیں کیونکہ جو چیز نبی علیہ السلام کے چہروں سے مس کرلیتی ہے اسے آگ نہیں جلا سکتی۔''

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مثنوی شریف میں بڑے ایمان افروز انداز میں منظوم فرمایا ہے۔ آپ بھی انہیں سماعت فرمائیے۔

از انس فرزند مالک آمد ست
کہ بمہانی اور شخصے شد ست

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے ہاں ایک مہمان آیا۔

او حکایت کرد کز بہر طعام
دید انس دستار خواں راز رد فام

وہ مہمان بیان کرتے ہیں کہ انس نے کھانے کے لیے دسترخوان طلب کیا جو میلا تھا۔

چرکن و آلودہ گفت اے خادمہ
اندر آفگن در تنورش یک دمہ

جب دیکھا تو وہ میلا تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے ایک لمحہ کے لیے تنور میں ڈال دو!

در تنور پر ز آتش درفگند
آی زماں و ستار خواں راہو شمند

عقلمند خادمہ نے دسترخوان، اسی وقت بھڑکتے ہوئے تنور میں ڈال دیا

جملہ مہماناں دراں حیران شدند
انتظار رودے کندوائے بدند

تمام مہمان اس منظر کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور دسترخوان کے جلنے اور تنور سے دھواں اٹھنے کا انتظار کرنے لگے۔

بعد یک ساعت برآمد از تنور
پاک اسپیدو ازاں او شاخ دور

ایک ساعت کے بعد خادمہ نے دسترخوان کو تنور سے نکالا تو وہ صاف ستھرا ہو گیا تھا جس میں اب کہیں میل کچیل کا نام ونشان تک نہ تھا۔

جب حاضرین نے پوچھا! اے پیارے صحابی کیا وجہ ہے اتنی تیز آگ میں دسترخوان جلا نہیں کیوں؟۔

گفت زانکہ مصطفٰے دست و دیاں
بس بمالید اندریں دستار خواں

فرمایا: اس سے مصطفٰے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک اور چہرۂ والضحٰی کو صاف فرمایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسے آگ جلا نہ سکی۔

اس معجزہ کو رقم کرنے کے بعد نتیجہ حضرت مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اے دل ترسندہ ازن رو عذاب
باچناں دست و لبے کن اقتراب

نار جہنم اور اس کے عذاب سے ڈرنے والو! ایسے مبارک ہاتھوں اور بابرکت لبوں والے سے وابستگی پیدا کرلو، جس کی قربت کے سبب دستر خوان نہ جلا۔

چوں جمادے راچناں تشریف داد
جان عشق راچہا خواہد کشاد

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غیر جان دار کو ایسا شرف عطا فرمایا تو وہ اپنے سچے عاشق کے لیے علم و معرفت کے دروازے کھول دیں گے یعنی اپنے محبّ کو تو اور نواز دیں گے۔

عورت اور ایمان کی پختگی:

پیاری بہنو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور اور دست اقدس کا اعجاز دیکھا، چلتے چلتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر ایمان و یقین سے سرفراز نیک اور صالحہ خاتون کا قصہ بھی سماعت فرمایئے جسے اس دور کے ظالم ترین بادشاہ نے اسے دین سے برگشتہ کرنے کی خاطر اس کے معصوم ننھے منے بچے کو آگ میں پھینک دیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کے بچے کو شعلہ زن آگ میں محفوظ رکھا اس واقعہ کی تفصیل اس طرح ہے۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یک شہ دیگرز نسل آں جہود
در ہلاک دین عیسےٰ رو نمود

اسی یہودی نسل کے ایک دوسرے بادشاہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کو تباہ و برباد کرنا چاہا تو اس نے ایک خندق کھدوا کر اس میں آگ جلوائی اور حکم دیا جو عیسائی اپنے دین سے نہ پھرے اسے آگ میں جلا دیا جائے گا۔

گر خبر خواہی ازیں دیگر خروج
سورۃ برخواں والسماء ذات البروج

اگر تم اس بادشاہ کی دشمنی سے واقف ہونا چاہتے ہو تو تیسویں پارے کی سورۃ والسماء ذات البروج کی آیت "قتل اصحٰب الاخدود النار" کی تفسیر کا مطالعہ کرو۔

آن جہود سگ ببیں چہ رائے کرد
پہلوائے آتش بتے برپائے کرد

اسے کتے بادشاہ کی خباثت دیکھو کہ اس نے مشورہ کر کے آگ کے پاس ایک بت رکھا۔

کانکہ ایں بت را سجود آرد برست
ورنہ آرد در دل آتش نشست

اور کہا جو اس بت کو سجدہ کرے گا رہائی پائے گا اور جو نہیں کرے گا اسے آگ میں جلا دیا جائے گا۔

یک زنے با طفل آرد آں جہود
پیش آں بت و آتش اندر شعلہ بود

اس یہودی نے ایک بچے والی عورت کو بت کے پاس کھڑا کر دیا۔ جبکہ اس وقت آپ خوب بھڑک رہی تھی۔

گفت اے زن پیش ایں بت سجدہ کن
ورنہ در آتشِ بسوزی بے سخن

پھر بادشاہ نے کہا: اے عورت اس بت کو سجدہ کر ورنہ تجھے اس آگ میں جلا دیا جائے گا۔

بود آں زن پاک دین و مومنہ
سجدۃ آں بت نہ کرد آں موقنہ

وہ عورت چونکہ ایمان اور سچے دین والی تھی اس نے سجدہ نہ کیا۔

طفل ازو بستاند در آتش فگند
زن بترسید و دل از ایماں بکند

بادشاہ نے بچے کو عورت سے چھین کر آگ میں ڈال دیا۔ عورت بہت زیادہ ڈری اور اس کے دل سے ایمان اکھڑنا ہی چاہتا تھا کہ

خواست روتا سجدہ آرد پیش بت
بانگ زدآں طفل کانی الم ست

عورت نے چاہا کہ وہ بت کو سجدہ کرے تو بچے نے آواز دی امی جان! ایسا ہرگز نہ کرو میں مرتا نہیں ہوں۔

اندر آمادر کہ من ایں جان خوشم
گرچہ در صورت میاں آتشم

امی جان! اگرچہ میں بظاہر آگ میں ہوں لیکن یہاں خوش ہوں۔ لہٰذا تم بھی اندر چلی آؤ۔

قدرت آں سگ بدیدی آندر آ
تا بہ بینی قدرت فضل خدا

تو نے اس دنیا کے کتے کی قدرت دیکھ لی اب اندر چلی آ اور قدرت خداوندی کا نظارہ بھی دیکھ لے۔

مادرش انداخت خود رلاندر او
دست اور بگرفت طفل مہر خو

ماں نے جب اس قسم کی گفتگو سنی وہ خود بخود ہی اس آگ میں کود پڑی اور بچے نے محبت سے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا۔

مادرش ہم زاں نسق گفتن گرفت
در وصف لطف حق سفتن گرفت

جب وہ عورت آگ میں گئی تو قدرت خداوندی کا کرشمہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے لگی اور بچہ کی طرح لوگوں سے مخاطب ہوئی۔

نعرہ می زد خلق ردکائے مرد ماں
اندر آتش بنگرید ایں بوستان

نعرہ مار کر کہتی تھی کہ اے لوگو! آگ کے اندر دیکھو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے آگ کو گلزار بنا دیا (سبحان اللہ) کیسی کیسی بلند ہمت اور پختہ ایمان و ایقان والی عورتیں تھیں۔ صبر و استقامت سے ہر قسم کے ظلم کو برداشت کر لیا مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

میری ان باتوں پر غور و فکر کرو اور پھر دیکھو ہمیں ہر قسم کی آسائشیں میسر ہیں۔ کسی قسم کا خطرہ نہیں، مگر کیا وجہ ہے کہ ہم سید الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین کی نسبت سے بہترین امت میں ہونے کے باوجود غفلت کی ماری ہوئی ہیں۔ دین کی طرف رغبت ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ۝

نویں تقریر:

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَ عَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالتَّابِعِيْنَ وَعَلٰی جَمِيْعِ اَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمِ ۝

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی فِیْ شَانِ حَبِيْبِهٖ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

میری نہایت ہی قابل قدر اسلامی بہنو!

آج کی یہ محفل پاک سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے میلادِ پاک کی محفل ہے۔

محفل میلاد کی شان بہت بلند و بالا ہے۔ وہ اس لیے کہ محفل میلاد کا سب سے بڑا پہلے اہتمام کسی مولوی نے نہیں کیا۔

کسی مفکر نے نہیں کیا

کسی محدث نے نہیں کیا

کسی مفسر نے نہیں کیا یا کسی عالم دین نے نہیں کیا۔ کسی ولی اللہ نے نہیں کیا بلکہ خود خالق کائنات اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے خود محفل میلاد کو سجایا آج لوگ کہتے ہیں کہ جی محفل میلاد تو بدعت ہے یہ سنیوں نے بدعت جاری کی ہے۔

محفلِ میلاد کب سجائی گئی:

عزیز بہنو! محفلِ میلاد بدعت نہیں ہے۔ محفل میلاد اس وقت سجائی گئی جب لفظ بدعت بھی رائج نہیں ہوا تھا۔

قرآن پاک اس کی گواہی دیتا ہے۔ سورۃ آل عمران میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ (سورۃ آل عمران، آیت 81)

جب اللہ تعالیٰ تمام انبیاء کی ارواح سے وعدہ لیا تھا کہ جب میرا رسول تمہاری تصدیق کرتا ہوا تمہارے پاس آئے۔

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ

پیاری بہنو! ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ ہی میلاد ہے۔

میلاد میں سرکار کے آنے کی ہی بات ہوتی ہے نہ؟

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں میلاد بیان فرما رہا ہے۔

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ

ایک جگہ اور ارشاد فرمایا:

قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (سورۃ النساء، آیت 174)

تحقیق تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی دلیل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آ گئے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ ○ (سورۃ المائدہ، آیت:15)

تحقیق آ گیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا چرچا کرنا:

پیاری بہنو! اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے چرچے کر رہا ہے اور ملا صاحب فتویٰ لگا رہا ہے کہ آمد رسول منانا ناجائز ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کی بات ماننی ہے یا اس منافق ملا کی جو صرف فتوے بازی ہی جانتا ہے۔

پیاری بہنو!

حضور علیہ السلام کے میلاد پاک کا چرچا کبھی ختم نہیں ہو سکتا خواہ شیطان پورا ٹل لگا لے لیکن کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو مٹا نہیں سکتا جس نام کو اللہ تعالیٰ بلندیاں عطا فرمائے۔ اس نام کو گھٹانے میں کسی کا عمل کامیاب قرار پا نہیں سکتا۔

عزیز بہنو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے چرچے ہوتے ہی رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی آمد کی خوشی میں پہلے سے ہی میلاد کی محفل سجائے ہوئے ہے۔

ارواحِ انبیاء جمع ہیں۔

ارواح سے مخاطب ہو کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ارواح میں نے تمہیں جمع فرمایا ہے۔ میری بات دھیان سے سنو! اے میری بہنو! اے میرے مقربین، اے میرے مرسلین۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہمارا ایمان ہے:

پیاری بہنو! نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی ہمارا ایمان ہے۔ حضور کی محبت

ہی ہمارا دین ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں تو نہ ایمان ہے نہ اسلام ہے۔

باقی رہا فرائض تو فرائض ایمان کے بعد میں آتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کوئی کافر نماز پڑھے، روزہ رکھے، حج کرے، زکوٰۃ بھی دے تو کیا اس کافر کی کوئی بھی عبادت قبول ہوگی؟ نہیں اب ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے۔

کیا نماز اچھا عمل نہیں ہے؟

کیا روزہ رکھنا قربِ خداوندی نہیں دیتا؟

کیا حج کرنے والے کے گناہ معاف نہیں ہوتے؟

کیا زکوٰۃ دینے والوں اور نماز قائم کرنے والوں کے لیے جنت نہیں ہے؟

بالکل ہے۔

نماز بھی اچھا عمل ہے۔

نماز فرض ہے۔

نماز کے بغیر زندگی لاحاصل ہے۔

نماز اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عمل ہے۔

نماز حضور علیہ السلام کی سب سے اعلیٰ سنت ہے۔

نماز نیکی کے کاموں میں سب سے نیک کام ہے۔

تو پھر اس کافر نمازی کا ثواب کیوں نہیں ملے گا؟

کیا زکوٰۃ دینا اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہے؟

بالکل اللہ تعالیٰ کا حکم ہے لیکن اس زکوٰۃ دینے والے کو اجر نہیں مل سکتا۔

کیا حج کرنا فرض نہیں ہے۔ قرآن وحدیث سے حج کی فرضیت ثابت ہے تو کیا اس کافر کو حج کرنے کا ثواب نہیں ملے گا؟

جواب آیا: نہیں۔

کیوں؟ اگر وہ اللہ اللہ کرتا رہے، ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی راہ میں گزار دے، اس کے ماتھے پر محراب کا نشان بن جائے پھر بھی اس کا کوئی عمل قابل قبول نہیں ہے۔

جواب آیا: پھر بھی اس کا عمل قابل قبول نہیں ہے۔ کیوں؟

جواب آیا: اس لیے کہ یہ بدبخت نمازی تو ہے مگر اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے۔

اس نے حج کرلیا ہے مگر کافر ہے۔

اس نے زکوٰۃ تو دے دی ہے مگر بے دین ہے۔

اس نے روزہ تو رکھ لیا مگر اس ہستی کا منکر ہے جس کے صدقے سے یہ عبادات ملی ہیں۔

یہ نبی کریم کو نہیں مانتا۔

اللہ تعالیٰ کو ماننا:

ہم سوال کرتے ہیں اگر نبی کریم کو نہیں مانتا تو پھر کیا ہوا؟ یہ اللہ تعالیٰ کو تو مانتا ہے۔

یہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے۔

یہ آسمان اللہ تعالیٰ کا ہے۔

یہ لوح اللہ تعالیٰ کی ہے۔

عرش کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔

کائنات کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔

کون ومکاں اس کے ہیں۔

نبیوں کو نبوت دینے والا اللہ تعالیٰ۔

ولیوں کو ولایت دینے والا اللہ تعالیٰ۔

اغیاث کو غوثیت دینے والا اللہ تعالیٰ۔

دولت مندوں کو دولت دینے والا اللہ تعالیٰ۔

عزت والوں کو عزت دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ ○ (سورۃ آل عمران، آیت 26)

جب ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ہے تو کیا وہ اپنے ماننے والے کو محبت نہیں دے سکتا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا اللہ تعالیٰ کو مانتا ہے۔

قرآن نے جواب دیا: صرف اللہ تعالیٰ کو مان لینا ہی ایمان نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ماننا، اس کے پیاروں کو نہ ماننے والے کے لیے اللہ تعالیٰ نے قانون بنا دیا ہے اگر مجھے مانے میرے رسول کو نہ مانے وہ بے دین ہے، وہ گمراہ ہے، وہ کافر ہے اور اس کو ہم اپنی بارگاہ سے نکال دیتے ہیں۔ ابلیس کا انجام تمہارے سامنے ہے وہ مجھے تو مانتا تھا لیکن نبی میرے کا منکر تھا، وہ اللہ اللہ تو کرتا تھا مگر نبی کا گستاخ تھا۔

وہ نمازیں تو پڑھتا تھا۔ پیغمبر کو نہیں مانتا تھا۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہِ اقدس سے ذلیل و رسوا کر کے نکال دیا۔

ہدایت کیسے ملتی ہے؟

پیاری اسلامی بہنو!

پتہ چلا کہ صرف اللہ اللہ کیے جانے سے ہی ہدایت حاصل نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان کی کسوٹی اپنی عبادت نہیں رکھی۔ ایمان کی علامت اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت نہیں رکھی بلکہ اپنے پیاروں کی محبت رکھی ہے۔ اپنے رسولوں سے پیار رکھا ہے لہٰذا محبتِ رسول ہی ایمان کی علامت ہے۔ کافر اللہ تعالیٰ کو ایک مان کر اس کی توحید کا اقرار کر کے اس کی عبادت کر کے بھی کافر ہی رہا اور جہنم رسید ہوا۔ پتہ چلا جب تک کوئی

شخص مسلمان نہ ہوگا اس کا عبادت کرنا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔ وہ لاحاصل عبادت ہے۔

اعمال اور ایمانداری:

پیاری اسلامی بہنو! قرآن پاک میں بھی جہاں اللہ تعالیٰ نے اچھے اعمال کی بات کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نیک اعمال کی بات کی ہے۔ پہلے ایمان کی بات کی ہے جہاں بھی حکم آیا۔ مثلاً:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۝

اے ایمان والو! اچھے عمل کرو۔

پتہ چلا: اعمال بعد میں ہے ایمان پہلے ہے۔ ایمان ہوگا تو اچھے اعمال کرنے کا حکم ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایمان کیسے مکمل ہوگا تو اس کے لیے ہمیں قرآن و حدیث سے رجوع کرنا ہوگا۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے لوگو! اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب ہو جاؤ تو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا چونکہ محبت الٰہیہ میں شامل ہے پھر قرآن پاک کی بہت سی آیات میں اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح شان بیان فرمائی ہے کہ جسے پڑھ کر انسان خود بخود اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول سے محبت رکھنا ضروری ہے۔ پھر قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ نے ہمیں مزید سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایمان رکھنے کا طریقہ بتایا۔

اے ایمان والو! راعنا نہ کہو۔

پھر فرمایا: اے ایمان والو! میرے محبوب سے آگے نہ بڑھو۔

پھر فرمایا: اے ایمان والو! میرا رسول تمہیں جو دے لے لو اور آگے سے گفتگو مت کرو۔

اور پھر فرمایا: اے ایمان والو! میرے رسول کے سامنے بلند آواز سے بات مت کرو۔

پھر فرمایا: اے ایمان والو! میرا رسول تمہاری جانوں کا بھی مالک ہے۔

پھر فرمایا: کوئی شخص اس وقت تک ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک وہ میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر معاملے میں حاکم نہ مان لے۔

پیاری بہنو! یہ سب فرامین قرآن پاک میں ہیں۔

یہ سب اشارات اللہ تعالیٰ کے ہیں۔

ان کے بارے میں شک کرنا کفر ہے۔ ایک اور آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میرا پیارا رسول اپنی خواہش کے مطابق نہیں بولتا۔ ہمارے فرمان کے مطابق بولتا ہے۔ گویا زبان میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی ہے اور بولنا رب پروردگار کا ہوتا ہے۔

اس لیے معلوم ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس اللہ تعالیٰ سے کتنی مقرب ہے کہ ان کے بولنے کو خدا اپنا بولنا کہہ رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے حق نکلتا ہے۔ آپ کی زبان اطہر سے سچ نکلتا ہے۔ آپ کے دہن مبارک سے صحیح نکلتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسلمانوں کو ایمان کی حلاوت سے بہرہ ور ہونے پر بتاتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر تم چاہتے ہو تمہیں ایمان کی دولت مل جائے تمہیں نور ایمان حاصل ہو جائے تو تمہیں چند امور اختیار کرنے ہوں گے۔

مومن بننے کی شرط یہ ہے:

ہم سوال کرتے ہیں یا اللہ! اگر ہم ایمان والے ہونا چاہتے ہیں تو کیا ہمیں اللہ اللہ کرنا ہوگا؟

کیا ہمیں نماز کی پابندی کرنی ہوگی؟

کیا ہمیں جملہ فرائض کی کوتاہی سے بچنا ہوگا؟

فرمایا: یہ سب باتیں بعد کی ہیں پہلے ایماندار ہونا چاہئے۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بتایئے۔ ہم ایمان دار بننا چاہتے ہیں کہ ہمیں ایمان کی دولت نصیب ہو جاء۔ بتایئے ہمیں کیا کرنا چاہئے۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے ہیں کہ اے لوگو! اگر تم ایمان والے بننا چاہتے ہو تو سنو!

تم اس وقت تک ایمان دار نہیں ہو سکتے جب
تک مجھ سے محبت زیادہ نہ کرو اپنے احباب
سے زیادہ اپنے گھر والوں سے زیادہ۔

اپنے گھر والوں سے زیادہ۔

اپنے پیاروں سے زیادہ۔

اپنے والدین سے زیادہ۔

اپنی بیوی سے زیادہ۔

اپنے رشتہ داروں سے زیادہ۔

اپنے عزیز و اقارب سے زیادہ۔

حتیٰ کہ پوری کائنات سے زیادہ تمام انسانوں سے زیادہ محبت نہ کرو گے تو اس وقت تک تم بے ایمان ہو اس وقت تک تمہاری کوئی عبادت قبول نہیں ہوگی۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے
اس میں ہو اگر خامی تو ایمان نامکمل ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھ لو:

میری پیاری اسلامی بہنو!

بات صرف یہیں ختم نہیں ہوتی۔ ایک اور روایت میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مزید وضاحت فرماتے ہیں کہ اے لوگو! تم سب سے زیادہ بلکہ اپنی جان سے بھی زیادہ میرے ساتھ محبت کرو تو تم اپنے دعویٰ مومن ہونے میں سچے ہو سکتے ہو۔

ایک مرتبہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو خلیفہ ہیں اور وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جن کی شان میں قرآن پاک کی آیات نازل ہوئیں ان سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اے عمر رضی اللہ عنہ!

آپ عرض کرتے ہیں:

فداك أمي وأبي يا رسول الله○

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمائیں۔

آپ فرماتے ہیں: اے عمر! تم میرے ساتھ کتنی محبت کرتے ہو؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کی محبت کو اپنا ایمان قرار دیتا ہوں۔ میں اپنے ماں باپ، عزیز و اقارب، بیوی بچوں سب سے زیادہ آپ سے محبت کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: اے عمر کتنی محبت کرتے ہو؟

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی جان کے بعد سب سے زیادہ محبت آپ سے کرتا ہوں۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اے عمر! تم ابھی پوری طرح ایمان والے نہیں ہوئے۔ اس لیے کہ جب تک میرے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت نہ کی جائے اس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں قسم کھاتا ہوں۔ اب آپ سے محبت اپنی جان سے بھی زیادہ کرتا ہوں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! اب تمہارا ایمان مکمل ہوا ہے۔

پہلا فرض محبتِ رسول:

پیاری بہنو! فرائض و اعمال صالح ایمان لانے کے بعد کے امور ہیں:

نماز فرض ہے مومن پر

روزہ فرض ہے مومن پر

حج فرض ہے مومن پر

زکوٰۃ فرض ہے مومن پر

صدقہ و دیگر اچھے اعمال کرنے کا حکم ہے۔ مومن کو اور مومن کو ہی اچھے اعمال کرنے کا فائدہ ہے۔ پتہ چلا پہلا کام ایمان لانا ہے اور ایمان کے بھی فرائض ہیں۔ ایمان لانے کا فرض اولین اقرارِ توحید و محبتِ رسول ہے۔ نبی پاک سے محبت کرنے والے کا ایمان لانے والے کا پہلا فرض ہے۔

اس لیے صحابہ کرام نے اپنے آپ کو محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق رکھا۔

تابعین نے اپنے آپ کو دریائے عشق میں غرق کیے رکھا۔ اولیاء اللہ، اخیار، اغیاث، ابدال اور صوفیائے کرام نے حضور علیہ السلام کی محبت کو اولین ترجیح دی کیونکہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی ایمان ہے۔

فدا ہو جان آقا پر محبت ہو تو ایسی ہو
بلا لیں مجھ کو طیبہ میں سعادت ہو تو ایسی ہو

نعت خوانی محبت کا تقاضا ہے:

عزیز بہنو! محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا ہے کہ ہر وقت سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے۔

پیاری بہنو! جس ہستی سے محبت ہوتی ہے۔ اس کا ذکر بار بار کیا جاتا ہے جس سے محبت نہیں ہوتی اس کا نام آنے پر ماتھے پہ بل پڑ جاتے ہیں۔ تو غور کر لیں اہلسنت وجماعت کا بچہ بچہ ہر ہر نوجوان ہر بوڑھا ہر عورت ہر وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنا عبادت سمجھتے ہیں۔

ہم ہر وقت اپنے پیارے آقا کا ذکر کرتی ہیں اس لیے کہ ہمیں اپنے آقا سے محبت ہے۔

ہم نعتیں اس لیے پڑھتی ہیں کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔

ہم درودِ پاک اس لیے پڑھتے ہیں کہ ہمیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔

ہم ہر غم اور خوشی میں سرکار کا ذکر کرتے ہیں۔ ہم ہر گھڑی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں اس لیے کہ

جیہڑا پڑھدا درود حضور اُتے اوس عاشق نوں قرب حضور ملدا
پڑھدا رہویں صلوٰۃ وسلام یارا ایہدے نال اے دل نوں سرور ملدا
جہدی عادت اے سدا درود پڑھنا اوہنوں قبر دے وچہ وی نور ملدا
ساجد پڑھ کے درود دعا منگیں فیر ویکھیں خدا توں فرور ملدا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہمیں سکون عطا کرتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہمیں چین عطا کرتا ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہمیں قلبی سرور عطا کرتا ہے۔
یہ سب اس لیے کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے ہم آپ کی محبت میں گم ہیں۔ ہمیں آپ سے پیار ہے۔ ہمیں آپ کے پیاروں سے بھی پیار ہے۔ کیونکہ ہم آپ سے محبت کرتے ہیں۔

پیارے کے پیاروں کا ذکر:

محبت کا تقاضا ہے کہ محبت کا ہر گھڑی ہر آن ذکر کیا جائے اور یہ بھی محبت کا تقاضا ہے کہ اپنے پیارے کے پیاروں سے بھی محبت کی جائے تو اس حوالہ سے بھی اہل سنت و جماعت الحمدللہ ایسی جماعت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اہل بیت سے بھی پیار کرتے ہیں۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابہ سے بھی پیار کرتے ہیں اور گھر والوں سے بھی پیار کرتے ہیں۔ در والوں سے بھی پیار کرتے ہیں۔

عزیز محترم اسلامی بہنو! جب محبوب سے محبت کی جاتی ہے تو اس کا ذکر محبت سے کیا جاتا ہے اور محبت سے سنا جاتا ہے اگر کوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک سن کر ماتھے پر بل پڑ جائیں تو یقیناً اسے محبوبِ خدا سے محبت نہیں ہے۔

محبوب کے دشمنوں سے نفرت:

عزیز بہنو! محبت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ محبوب کے دشمنوں سے نفرت کی جائے اگر کوئی یہ کہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں اور اس کا کوئی دشمن ہو اس دشمن سے بھی اس کا تعلق ہو تو وہ اپنے دعویٰ محبت میں جھوٹا ہے۔ محبوب کے دشمنوں کو دشمن ہی سمجھنا پڑتا ہے۔ مثلاً ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مخالف مشرک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا مخالف فرعون ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دشمن نمرود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دشمن ابلیس ہے۔ ہم ان سب سے نفرت کرتے ہیں اگر کوئی یہ کہے میں اللہ تعالیٰ سے بڑی محبت

کرتا ہوں اور مشرکین سے تعلق بھی رکھے۔

اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کا دعویٰ ہے اور فرعون سے محبت بھی کرے۔

اللہ تعالیٰ سے محبت بھی کرے اور نمرود کو اچھا جانے۔

اللہ تعالیٰ کے عاشق ہونے کا دعویٰ کرے اور ابلیس سے محبت کرے تو ایسا شخص اپنے دعویٰ محبت میں نہایت جھوٹا ہے۔

اس لیے کہ محبت تب ہی مکمل ہو سکتی ہے جب محبوب کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھا جائے۔ چنانچہ محبت رسول کا تقاضا ہے کہ آپ کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھا جائے۔

دشمنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے؟

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن کون ہے؟ تو ہمیں اس کے لیے فہرست بنانے کی ضرورت نہیں ہے جو شخص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی کمال کا انکار کرے وہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے۔

جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا منکر ہے۔

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و کمال کا منکر ہے۔

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص و خصائل کا منکر ہے۔

جو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اعتراض کرتا ہے۔

جو ان کی صداقت کا منکر ہے۔

جو ان کی سخاوت کا منکر ہے۔

جو ان کی عطا کا منکر ہے۔

جو ان کی سخا کا منکر ہے۔

جو ان کے علا کا منکر ہے۔

جو ان کے معطی ہونے کا منکر ہے۔

جوان کی رحمت کا منکر ہے۔

جوان کے میلاد کا منکر ہے۔

جوان کی معراج کا منکر ہے۔

جوان کے نور کا منکر ہے۔

جوان کے مدینہ کا منکر ہے۔

جو ن کے مزار کا منکر ہے۔

جوان کے انوار کا منکر ہے۔

جوان کے اصحاب کا منکر ہے۔

جوان کے یاروں کا منکر ہے۔

جوان کے پیاروں کا منکر ہے۔

جوان کی آلِ وعزت کا منکر ہے۔

جوان کی شفاعت کا منکر ہے۔

جوان کی طہارت کا منکر ہے۔

جوان کی عصمت کا منکر ہے۔

جوان کی نجابت کا منکر ہے۔

جوان کی والدہ سیدہ آمنہ کا منکر ہے۔

جوان کے والدگرامی سیدنا عبداللہ کا منکر ہے۔

دعویٰ اسلام میں جھوٹا ہے:

پیاری اسلامی بہنو! ایسا شخص محبت رسول سے خالی ہے اس کے دل میں رسول کی محبت کی شمع نہیں جل رہی اور وہ اپنے مسلمان ہونے کے دعویٰ میں بھی جھوٹا ہے۔ بلکہ وہ انسان ہی نہیں ہے

حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتے ہیں۔

نہیں جس کے دل میں محبت نبی کی
خدا کی قسم وہ مسلماں نہیں ہے
مسلمان ہونا تو مشکل بہت ہے
وہ انسان ہو کر بھی انسان نہیں ہے

پیاری بہنو! جو بے ایمان ہے؟
اس کی نماز نا قبول ہے۔
اس کا روزہ نامقبول ہے۔
اس کا حج نامقبول ہے۔
اس کی زکوۃ نامقبول ہے۔
اس کا قرآن پڑھنا نامقبول ہے۔
اس کا کوئی عمل رب کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوسکتا کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ایمان کا فرض مجھ سے محبت کرنا ہے۔

محبت خاص عمل ہے:

پیاری بہنو! محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوئی عام عمل نہیں ہے۔
محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوئی آسان کام نہیں ہے۔
محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا خاص عمل ہے کہ جس کو اختیار کرنے سے اپنے آپ کو مٹانا پڑتا ہے۔ اپنی ہستی کی نفی کرنی پڑتی ہے۔ اپنے آپ کو فنائیت کے مقام پر لانا پڑتا ہے۔ تب محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل ہوتی ہے۔
اپنے دل سے غیر کا خیال نکال کر یہ انداز ہو کہ

یہ ٹھکانہ نہیں ہے غیروں کا
دل بنایا ہے مصطفےٰ کے لیے

ولادت سے پہلے ذکر رسول:

پیاری بہنو!

محبت کی تکمیل تب ہی ہوتی ہے آئیں غور فرمائیں کہ محبین نے کس طرح اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی۔ ابھی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری ولادت بھی نہیں ہوئی۔ لیکن آپ کے محبین دنیا میں موجود ہیں۔

ابھی سرکار کی آمد نہ ہوئی کہ آپ سے پیار کرنے والے ایسے انداز سے پیار کرتے ہیں جو آج بھی بے مثال ہے۔

بنی اسرائیل کے انبیاء کرام جب یہودیوں کو بشارتیں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی آخر الزماں تشریف لانے والے ہیں۔

جب انبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرتے ہیں تو ایمان والے حواری اپنے اپنے نبیوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اقدس پوچھتے ہیں۔ جب انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی بتایا جاتا ہے تو نام سن کر وہ محب بن جاتے ہیں اور پھر نبی آخر الزماں کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ جب موت کا وقت آتا ہے تو اپنے بیٹوں کو اپنے وارثین کو بلا کر کہتے ہیں ہم تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں رہے مگر وہ ہمارے ہوتے ہوئے نہ آئے اگر تمہاری موجودگی میں حضور آجائے تو ہمارا اسلام کہنا۔

انبیاء یاد کر رہے ہیں:

پیاری بہنو! نبی آخر الزماں سے محبت کرنے والے اور آپ کا انتظار کرنے والے داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے رخصت ہوتے رہے۔ ان کی محبت ایسی تھی کہ

سرکار کو یاد کرتے ہوئے رہتے۔

غور کرو! ابھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد نہیں ہوئی کہ محبت کرنے والے اپنے انداز میں محبت کر رہے ہیں۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی محبت کا واقعہ کچھ کم نہیں۔ آپ مُردوں کو زندہ کرنے والے، آپ بیماروں کو شفاء دینے والے۔

آپ کوڑھوں کو ٹھیک کرنے والے ہیں۔

آپ کے پاس بہت سے معجزات ہیں آپ ایک دن کے تھے کہ آپ نے اپنی نبوت ورسالت کا اقرار کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ذکرِ رسول:

پیاری بہنو! حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل بیان کرنے لگے تو دن سے رات ہو جائے فضائل بیان نہ ہو سکیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا معجزہ ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بن باپ کے اپنی قدرت سے پیدا فرمایا۔

لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے تمام احباب کو اپنے حواریوں کو ایک مقام پر جمع فرماتے ہیں۔ لوگ جوق در جوق آپ کے پاس آتے ہیں کہ انہیں شوق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کوئی معجزہ دیکھائیں، رش ہو جاتا ہے عیسیٰ علیہ السلام ایک اونچی چوٹی پر کھڑے ہو کر اپنے حواریوں کو مخاطب کرتے ہیں۔ اے میرے حواریوں! آج میں تم سے ایک خاص بات کہنے کے لیے آیا ہوں۔ سب لوگ ہمہ تن گوش ہیں۔

پیاری اسلامی بہنو!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں:

میں تمہیں خوشخبری دینے آیا ہوں کہ میرے بعد ایک ایسی ہستی آ رہی ہے جن کا

کوئی مثل نہیں ہے جن کی کوئی مثال نہیں ہے۔

یہ درست ہے میں عیسیٰ ہوں

یہ درست ہے میں نبی ہوں۔

یہ بھی درست ہے کہ میں بن باپ پیدا ہوا ہوں۔

میں روح اللہ یوں میرے ہاتھوں میں شفاء ہے میری پھونک میں حیاء ہے لیکن میں تمہیں بتا دوں میرے جانے کے بعد وہ عظیم ہستی اس کائنات میں جلوہ افروز ہونے والی ہے۔ جس کا نام اقدس احمد ہے۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ

(سورۃ الصف، آیت:6)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشارت عیسیٰ ہیں:

پیاری بہنو!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دے رہے ہیں۔ اس لیے حضور علیہ السلام نے فرمایا:

انا بشارت عیسیٰ ○

میں عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

عزیز بہنو! اب عیسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گم ہو جاتے ہیں۔ آپ کے قلب اطہر میں محبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ آپ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ وہ مددگار تمہیں بخشے گا، میں جاؤں گا اور وہ مددگار آئے گا میں تو اس کی جوتیاں اٹھانے کے لائق بھی نہیں ہوں۔

پیاری بہنو! یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محبت ہے کہ اس وقت سے پہلے کہ ابھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر بھی نہیں ہوئے۔

لوگ ہے آپ کے نام اقدس کو چومتے ہیں۔ آپ کے ذکر خیر سے قلوب و اذہان کو پاکیزگی فراہم کرتے ہیں۔

تبع حمیدی کا واقع:

تبع بادشاہ جب مدینہ پاک میں چڑھائی کرنے لگا ہے تو ایک یہودی شاموں عالم اس کو منع کرتا ہے۔

کہتا ہے اے تبع اس قصبے پر چڑھائی مت کر کہ یہ وہ قصبہ ہے جہاں نبی آخر الزماں ہجرت کر کے تشریف لائیں گے۔ تبع نے سنا تو یہ بات اس پر اثر کر گئی اس نے کہا: کیا وہ نبی ہیں؟

یہودی شاموں عالم نے کہا: ہاں۔

تبع نے کہا: اس کا نام کیا ہے؟

پیاری بہنو! جب تبع نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اقدس سنا تو عاشق ہو گیا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اس کے دل دماغ کو روشن کر گیا اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس کے دل میں موجزن ہو گئی اس نے اپنے لشکریوں سے کہا اب تم گھر واپس جانا چاہتے ہو تو جاؤ۔ اب تبع کہیں نہیں جانے والا مجھ پر آنے والے کی نظر ہو گئی میں اَن دیکھی زلفوں کا اسیر ہو گیا ہوں۔

تبع نعتِ رسول لکھتا ہے:

عزیز بہنو!

دن رات تبع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال پر جمال میں مگن رہتا اور کہتا:

کاش مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نصیب ہوتا میں ان کا امتی ہوتا جس کو زبور میں خیر الامم کہا گیا ہے۔

تبع حضور کی آمد سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتا ہے شعر لکھتا ہے۔

شهدت علی احمد انه

نبی من الله باری النسم

فلوتد عمری الی عمره

لکنت و زیر الاابن عم

میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نبی ہونے کی گواہی دیتا ہوں اگر میری عمر ان کی عمر تک لمبی ہو جاتی تو میں ان کا وزیر اور ان کا عم ہوتا۔

وجاهدت بالیف اعداه

وفرجت لمن صدره کل غم

له امت سمیت فی الذبور

وامته هی خیر الامم

اور میں آپ کے دشمنوں کے ساتھ تلوار سے جہاد کرتا اور ان کے سینے سے ہر غم کو دور کرتا ان کی امت ہو گی جس کے لیے زبور میں کہا گیا ہے کہ یہی امت خیر الامم ہے۔ (سیرت نبویہ، ص: 482)

تبع کا خط:

پیاری بہنو!

تبع عشق ومحبت میں ڈوبا زندگی بسر کرتا ہے۔ ایک محل بناتا ہے اور وہ محل حضرت شاموں کو دے دیتا ہے کہتا ہے:

جا رہا ہوں شاموں کہتا ہے اے شاموں تم نے یہیں رہ کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنا ہے اگر تمہاری زندگی میں نہ آئیں تو اپنے بیٹے کو وصیت کر دینی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مکان میں ٹھہریں تبع کا وصال ہو گیا۔ اس کا خط

حضرت شاموں سنبھال کر رکھتے ہیں جس میں لکھا ہوتا ہے:

یہ خط تبع کی طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اے میرے آقا! آپ کی خدمت میں تبع کا سلام امنت میں آپ پر ایمان لا چکا ہوں اور اس دین کو تسلیم کر چکا ہوں جو آپ لے کر آئیں گے۔ میں آپ کے رب کو بھی مانتا ہوں اور آپ کے دین کے تمام حکام کو تسلیم کرتا ہوں۔

"شهدت علىٰ احمد انه رسول" (زرقانی شریف)

میں گواہی دیتا ہوں آپ احمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جو تمام روحوں کو پیدا کرنے والا ہے اگر میں آپ کے وقت میں ہوتا تو آپ کا مددگار ہوتا۔

تبع کا وصیت نامہ:

جب تبع وفات پا گیا۔ حضرت شاموں رضی اللہ عنہ اس گھر میں ٹھہرے رہے۔ جب آپ کا وصال قریب آیا تو آپ نے اپنے بیٹے کو بلایا اور وصیت فرمائی کہ جب نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو تبع کا خط آپ کی خدمت میں پیش کرنا۔ اور گزارش کرنا کہ اس مکان میں تشریف فرما ہوں۔ اگر تمہاری زندگی میں سرکار نہ آئیں تو اپنی اولاد کو وصیت کرنا اور یہ خط بھی اسے دینا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں:

وصیت نامہ چلتا رہا شاموں کی اولاد سے اکیسویں بیٹے خالد بن زید کا دور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں اظہار نبوت فرماتے ہیں۔ مکہ والوں کے از حد تنگ کرنے کے بعد اور اس وقت جب حضرت سیدنا ابو طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی وصال ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر

ہجرت کا حکم آ گیا آپ ہجرت فرما کر مدینہ پاک میں تشریف لاتے ہیں۔

بنی نجار کی بچیوں کی نعت خوانی:

پیاری بہنو!

تمام اہل مدینہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرتے ہیں اور ہر ایک کی یہی خواہش ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر میں تشریف لائیں۔ بنی نجار کی بیٹیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر دف کے ساتھ اپنی مسحور کن آواز میں نعت رسول پیش کرتی ہیں۔ تمام سیرت کی کتب میں ہجرت کے واقعہ بھی موجود ہیں۔ اور وہ اشعار بھی لکھتے ہیں جو ان بچیوں نے اس وقت پڑھے۔

طلع البدر علینا — من ثنیاتِ الوداع
وجب الشکر علینا — ما دعا للہ داع

یہ اہل مدینہ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت ہے کہ آپ کی محبت میں گم ہو کر ہر شخص اس خواہش کا اظہار کر رہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں جلوہ گر ہوں۔ سرکار ہمارے گھر کو رونق بخشیں لیکن سرکار صلی اللہ علیہ وسلم تیع کے حال کو بھی جانتے ہیں اس لیے آپ نے خود کچھ نہ فرمایا بلکہ فرمایا کہ میری سواری مامور من اللہ ہے سواری جانتی ہے کہ اس نے کہاں جانا ہے لہٰذا جس گھر پر جا کر سواری بیٹھ جائے گی ہم وہیں قیام فرمائیں گے۔

ابوایوب کی قسمت جاگ اٹھی:

عزیز بہنو!

سواری چل رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس سواری پر سوار ہو جائیں وہ سواری بھی مامور من اللہ ہو جاتی ہے وہ جانت یہے کہ میں نے کہاں بیٹھنا ہے ارے جن کی سواریاں سمجھ سے بالاتر ہیں اس محبوب خدا کی شان وعظمت کون جان سکتا ہے۔

آپ کی سواری چلتی ہے اور خالد بن زید کے اس اونچے گھر کے قریب جا کر بیٹھ جاتی ہے۔ خالد کی کنیت ابو ایوب ہے اور آپ ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لاتے ہیں۔

ابو ایوب عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری خواہش تھی کہ آپ یہاں پر ہی رونق افروز ہوں۔ یہ گھر بھی آقا آپ کے لیے ہی بنایا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے آباؤ اجداد آپ کی راہوں میں آنکھیں بچھائے آپ کا انتظار کرتے رہے۔ آقا میں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہوں۔ میری بڑی خوش قسمتی ہے کہ آپ میری زندگی میں یہاں تشریف لائے۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ایوب ہمیں وہ خط تو دکھاؤ۔

تبع کا خط حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں:

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ تشریف لے جاتے ہیں اور حضرت تبع کا خط نکال کر لاتے ہیں۔ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اس خط کا مشاہدہ فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تبع کو اور شاموں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

پیاری بہنو! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے صدیوں پہلے ہی آپ کے محبین آپ سے محبت کرتے رہے اور انتظار کرتے رہے کہ آقا ہماری زندگی میں جلوہ گری فرمائیں تاکہ ہم ان کی زیارت سے بہرہ ور ہوں۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہو جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبین دور دراز سے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں بابا رتن ہندی ہندوستان سے آپ کی خدمت میں جاتے ہیں۔

وہ رتن جو تیس سال تک ہجر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں تڑپتے رہے پھر حضرت

سلمان فارسی فارس سے حق کی تلاش میں جاتے ہیں اور پھر جب حضور انہیں مل جاتے ہیں تو مقصدِ حیات پورا ہو جاتا ہے۔

غلامانِ محمد کا جذبہ:

میری پیاری بہنو!

جب آقا کی زیارت کرتے ہیں تو انہیں علم ہو جاتا ہے کہ ہم جس حق کے متلاشی تھے وہ مل گیا وہ لوگ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ آپ کے حکم پر جان دینے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

غلامانِ محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے

میری پیاری بہنو!

محبت رسول ایسا جذبہ ہے کہ جس کی مثال دیکھنی ہو تو صحابہ کرام کے کردار کا مشاہدہ کریں کہ جنہوں نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب اس طرح کیا کہ کبھی آپ کے وضو مبارک کے پانی کو بھی نیچے نہیں گرنے دیتے تھے۔ اور پھر یہ سلسلہ چلتا رہا۔ صحابہ کرام دار فانی سے کوچ کر گئے۔ رسول کی محبت میں ڈوبے ہوئے اور لوگ آتے گئے۔ انسان اس دنیا سے جاتے رہے۔ عشق رسول کی شمع سے روشن قلوب ظاہر اٹھی میں چلے گئے مگر شمع کی لو کم نہ ہوئی۔ حضور کی محبت آب و تاب سے چمکتی رہی۔

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم باقی رہے گی:

عزیز بہنو!

جب ایک انسان بھی زندہ نہ ہوگا جب فرشتوں کو بھی موت آ جائے گی۔ اس وقت بھی اگر کوئی شے باقی ہوگی تو وہ محبتِ رسول کہ اللہ تعالیٰ ہے، اللہ تعالیٰ کے محبوب کی محبت بھی ہے تو محبتِ رسول کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔

محبتِ رسول کو فنا نہیں ہے۔

محبتِ رسول کو اختتام نہیں ہے۔

محبتِ رسول کو زوال نہیں ہے۔

محبتِ رسول کو غروب نہیں ہے۔

محبتِ رسول ایک ایسا لطیف جذبہ ہے کہ جس کے بنا اذان نہیں ہے جس کے بغیر نماز نہیں ہے، اس کے بغیر عبادت نہیں ہے، سلام کی اصل عبادت ہے اور عبادت کی اصل محبتِ رسول ہے یہ محبت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں بھی فرض رہی اور بعد از وصال بھی فرض رہی۔

اپنا اپنا اندازِ محبت:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری سے پہلے آدم علیہ السلام محبِ مصطفیٰ بنے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو آدم علیہ السلام نے چوما۔

حضرت نوح علیہ السلام محبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ انہوں نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اپنی کشتی پر لکھا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام محب رسول رہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے دعا کی، حضرت سلیمان علیہ السلام محبت مصطفیٰ تھے کہ انہوں نے آپ کے نام اقدس کو چوما۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام محبتِ مصطفیٰ تھے کہ آپ کے مبعوث ہونے کی دعائیں کیا کرتے تھے۔ (تفسیر خازن)

حضرت موسیٰ علیہ السلام محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو کھڑے ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھا کرتے تھے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص: 17)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام محب مصطفیٰ تھے جنہوں نے امت کو حضور کی آمد کی

بشارتیں دیں جنہوں نے دعا کی تھی یا اللہ مجھے اپنے پیارے محبوب کی امت میں رکھ مجھے نبوت سے زیادہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے پر فخر ہے۔

پیاری اسلامی بہنو!

حضرت جارود رضی اللہ عنہ محبت رسول تھے کہ انہوں نے آپ لوگوں کو حضور علیہ السلام کی آمد کی خبریں دیا کرتے تھے۔ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارتیں سنایا کرتے تھے۔ (سیرت نبویہ، ص: 483)

تبع بادشاہ عاشقِ رسول تھا جس نے حضور علیہ السلام کے لیے ایک ہزار سال پہلے گھر تعمیر کر دیا۔

حضرت شامول رضی اللہ عنہ، عاشقِ محبوب خدا تھے جنہوں نے حضورؐ کی آمد کے انتظار میں اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔

عزیز ایک راہب تھا جس کا نام نافع جرشی تھا وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارک کا چرچا کیا کرتا تھا۔

لوگ پہاڑ کے پاس گئے جہاں نافع جرشی رہتا تھا کہا بتاؤ جس شخص نے اعلان نبوت کیا ہے وہ ٹھیک ہے یا غلط؟

نافع جرشی طلوع آفتاب کے بعد اس پہاڑ پر بنے ہوئے اپنے مکان سے نیچے اتر کر پہلے آسمان کی طرف دیکھا، ایک مکان کے ساتھ ٹیک لگائی اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوب کر یہ الفاظ کہے: اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسم چن لیا اور ان کا دل پاک ہے۔ اے لوگو! یاد رکھو تم میں بہت کم عرصہ ٹھہریں گے۔ (سیرت نبویہ، ص: 480)

پیاری بہنو! نافع جرشی لوگوں سے کہتا ہے کہ تم اس اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول کی اطاعت کرو، اس کی پیروی کرو، اس کی پیروی حق کی پیروی ہے۔

کعب بن لوی اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے آپ کی محبت سے لوگوں کے دل جگمگ جگمگ کر رہے تھے۔ حضرت سیدنا کعب بن لوی رضی اللہ عنہ جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آبا و اجداد میں سے تھے۔ آپ جب بھی خطبہ ارشاد فرماتے جب کبھی واعظ و نصیحت فرماتے جب کبھی تقریر کرتے تو آپ کی تقریر کا ایک حصہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد و ستائش مدحت و نصیحت اور آپ کی بزرگی کے بیان پر مشتمل ہے۔

حضرت کعب محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہایت سرشاد تھے۔ آپ کی حیاتِ اقدس کا ایک حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں گزرا۔ آپ لوگوں کو بشارتیں دیتے ہیں کہ اے لوگو! سمجھو اور جان لو رات کی تاریکی

دن کی روشنی

آسمان کی چھت

پہاڑوں کی میخیں

اور ستارے اس کی روشن نشانیوں میں ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے حرم کو زینت عطا فرمائے گا اور اس کے لیے خبر عظیم آئے گی کہ اور نبی اور صلی اللہ علیہ وسلم نکلیں گے۔

عزیز بہنو! سرکار کی آمد کی خبر دے کر حضرت کعب رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت میں اشعار پڑھ کر لوگوں کو سنایا کرتے۔

شاعر اہل بیت فرزدق کے دادا سفیان بن مجاشع کے سامنے ایک راہب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا ذکر ہے تو سفیان بھی آپ کا محب بن جاتا ہے۔

سیف ہماذی بھی انہیں لوگوں میں سے تھے جنہیں انسانیت کے نجات دہندہ کا انتظار تھا جو علم کی کرن لے کر ظہور میں آنے والے تھے۔

جنات بھی منتظر تھے:

پیاری بہنو! انسان تو انسان جنات بھی آمدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اعلانِ نبوت فرمائیں تو ہم ان کے دستِ اقدس پہ بیعت کر کے اسلام قبول کر کے مسلمان بن جائیں۔

فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقان ہیں۔ فرشتوں کی خواہش ہوتی تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ اقدس پر بھیجے اور ہم وہاں جا کر صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کریں۔

پیاری بہنو!

جو فرشتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو جاتا فرشتے اس کے نصیب پر رشک کرتے۔ اس کی عظمت کو تسلیم کرتے۔

جانور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر جیسے انسانوں نے خوشی کی ویسے ہی فرشتوں نے مسرت کے پھول کھلائے۔

ویسے ہی جانور خوش ہوئے

یہ سب اس لیے کہ ان کے دلوں محبوبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت موجزن تھی۔

اُستن حنانہ اور محبتِ رسول:

پیاری اسلامی بہنو! جان دار تو جاندار درخت بھی حضور علیہ السلام سے پیار کرتے ہیں۔ آقا جدھر سے گزرتے ہیں شجر و حجر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں نہایت احترام کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پیش کرتے ہیں۔

عزیز بہنو! استن حنانہ ایک کھجور کے درخت کا بنا ہوا تھا۔ آقا اس سے ٹیک لگا لیتے ہیں۔ پھر خطبہ ارشاد فرماتے ہیں: جب مسجد نبوی میں منبر بن گیا۔ آقا صلی اللہ علیہ

وسلم اس پر تشریف فرما ہوئے تو حنانہ ستون رونے لگا۔اس کے رونے کی آواز چھوٹے سے بچے کے رونے کے مشابہ تھی۔وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرتا تھا۔ جب آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ ٹیک لگاتے تو اسے قرار آجاتا۔درخت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔

دور چلا گیا تابعین پھر تبع تابعین کا دور آ گیا۔یہ سب بھی آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی آقا علیہ السلام سے محبت ضرب المثل ہے۔

محبت کا امتحان آ گیا:

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ختم نہیں ہوئی، چلتی رہی ہے۔پھر ایک دور ایسا آتا ہے کہ ایک گستاخ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت میں گستاخی کرتا ہے۔

اب مسلمانوں میں محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان ہے۔اب مسلمان دیکھ رہے ہیں۔محبت میں کون بازی لے جاتا ہے تو ایک لوہاروں کا لڑکا جس کا نام علم الدین ہے وہ اس شاتمِ رسول کو قتل کر دیتا ہے اور کہتا ہے: اے ظالم! تو نے سمجھا کہ مسلمانوں میں محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فقدان ہو گیا ہے۔ارے میں کوئی عالم نہیں ہوں

میں کوئی حافظ نہیں ہوں

میں کوئی قاری نہیں ہوں

میں کوئی شیخ الحدیث نہیں ہوں

میں کوئی مفتی نہیں ہوں

میں کوئی استاذ نہیں ہوں

میں تو آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں میں سے ایک ان پڑھ شخص

ہوں تو نے میرے نبی کی توہین کی ہے تجھ سے تو میں اکیلا ہی نمٹلوں گا۔

محبت جیت گئی:

پیاری بہنو! محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم جیت جاتی ہے۔لو یاروں کا لڑکا سب سے آگے چلا جاتا ہے۔اس کو بلندی مل جاتی ہے جس کو کوئی جانتا نہ تھا مگر جب محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں غرق ہو کر اس نے شاتمِ رسول کو ٹھکانے لگایا تو وہ ان پڑھ علم الدین شہید کے نام سے معروف ہو گیا۔

وہ علم الدین غازی جو محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سفیر تھا۔

وہ علم الدین جو زلفِ رسول کا اسیر تھا۔

وہ غازی علم الدین جو محبتِ رسول کی وجہ سے غازیوں کی پیشانیوں کی چمک بن گیا۔

عامر چیمہ شہید کا جذبہ محبت:

پیاری بہنو! یہ جذبہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کیا اور آج جب ایک گستاخ نے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کا ارتکاب کیا تو عامر عبدالرحمن چیمہ نے اس خبیث گستاخ کو قتل کر دیا اور خود بھی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں غرق ہونے والوں میں شامل ہو گیا۔محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ختم نہیں ہوئی، محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی مسلمانوں میں موجود ہے۔

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دلوں کی دھڑکن میں ہے۔

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دلوں کا سودا ہے۔

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہماری زبانوں کا ترانہ ہے۔

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہماری گفتار کا نغمہ ہے۔

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہماری آنکھوں کا نور ہے۔

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دلوں کا سرور ہے۔

اللہ تعالیٰ محبّ، حضور محبوب:

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ عمل ہے جس میں اللہ تعالیٰ بھی ہمارے ساتھ شریک ہے۔

سب سے بڑے محبوب آقائے نامدار مدنی تاجدار حبیب کردگار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور سب سے بڑے محبّ اللہ جل شانہ، ہیں اللہ تعالیٰ جیسا محبّ کوئی نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے محبوب کوئی نہیں۔

اللہ تعالیٰ جو لاشریک ہے جو لایحتاج ہے۔

اسے حاجت نہیں ہے۔

اسے ڈر نہیں ہے۔

اسے بے اختیاری نہیں ہے۔

اسے پریشانی نہیں ہے۔

اگر وہ کسی سے محبت کرے تب بھی اللہ تعالیٰ ہے اور اگر کسی سے محبت نہ بھی کرے تب بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن وہ اپنے محبوب سے اتنی محبت کرتا ہے کہ ہر آن اپنے محبوب پر درود بھیجتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط

ایسی محبت فرماتا ہے کہ ہر آن اپنے حبیب کا ذکر بلند فرماتا ہے۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○

ایسی محبت فرماتا ہے کہ ہر آن اپنے حبیب کا چرچا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایسی محبت فرماتا ہے کہ اسے اپنا ایسا قرب نصیب فرماتا ہے۔

قرآن نے اس قرب کی گواہی دی۔ (سورۃ النجم، آیت: ۸، ۹)

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سرمایہ حیات:

عزیز بہنو! محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہمارا سب کچھ ہے۔ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی سرمایہ حیات ہے۔ ہم کو صرف ایک ہی فخر ہے۔ ہماری صرف ایک ہی بات باعث افتخار ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔

ہمیں نماز پڑھنے پر فخر نہیں ہے۔

ہمیں روزہ دار ہونے پر فخر نہیں ہے۔

ہمیں عبادت گزار ہونے پر فخر نہیں ہے اگر فخر ہے تو یہی ہے کہ ہم محبوب رب العالمین سے محبت کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عین ایمان ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی حقیقی محبت عطا فرمائے کہ

محمدؐ کی محبت دینِ حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو ایمان نامکمل ہے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ○

◆◆◆◆◆

دسویں تقریر:

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ذریعہ نجات ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حَمْدُ الشَّاکِرِیْنَ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَاَکْمَلُ السَّلَامِ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ قَائِدِ الْغُرِّ الْمُعَجَّلِیْنَ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَالْمَغْرِبَیْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ مَوْلَانَا وَ مَوْلَی الثَّقَلَیْنِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا وَ مَلْجَانَا وَمَاوٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۝

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم 14)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ۝

پیاری اسلامی بہنو!

آج جس موضوع پر اظہارِ خیال کیا جائے گا وہ ہے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ذریعہ نجات ہے۔ آج کے خطاب کی بنیاد ایک حدیث پاک پر رکھی ہے۔ جس کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ

وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ میں اس کی طرف اس کے ماں باپ، اس کی اولاد اور سارے لوگوں سے زیادہ محبوب اور پیارا ہو جاؤں۔''

یعنی جب تک کوئی شخص اپنے والدین، اپنی اولاد، اپنے مال ومتاع، اپنے گھر بار اور ساری کائنات سے زیادہ میرے ساتھ محبت نہ کرے وہ مومن کہلانے کا حقدار نہیں۔

یہ تھا حدیث کا مختصر ترجمہ اور مفہوم۔ اس سے پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایک ایسا فرض ہے جو سب فرائض سے اہم فرض ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایک ایسی ضرورت ہے جو ایمان کی بنیاد ہے۔ ایمانیات، دینیات، اعتقادات، نظریات اور اعمال واسلام کی ساری عمارت بنیاد پر اٹھتی ہے وہ بنیاد ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم'' کی محبت ہے۔

یہاں تک کہ عقیدہ توحید بھی اس وقت تک قبول نہیں ہے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر اس عقیدے کو قائم نہ کیا جائے بقول شاعر

محمد کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو گر خامی تو دین نامکمل ہے

یہ حدیث بتارہی ہے:

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان کی بنیاد ہے۔

عقیدہ اہل سنت کی بنیاد:

اس مسئلہ کو اچھی طرح ذہن نشین فرمائیں کیونکہ یہ مسئلہ اہل سنت وجماعت کے عقیدے کی بنیاد ہے۔ باقی تمام فرقوں اور ہمارے درمیان یہی تو فرق ہے میں آپ کو

اس حقیقت کی طرف متوجہ کرنا چاہتی ہوں۔

فرقہ واریت کا جو دور دورہ ہے تو اکثر حضرات فقہ واریت سے بڑے تنگ ہیں کیونکہ واریت اچھی شے نہیں ہے، بری چیز ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا○

اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور تفرقے بازی نہ کرو۔

بعض سادہ لوح غلط فہمی کی بنا پر مسلمانوں کی سب سے بڑی جماعت اہل سنت کو بھی ایک فرقہ سمجھتے ہیں۔ یہ ان کی غلطی ہے۔ ہم کسی طرح بھی فرقہ واریت میں نہیں ہیں تو جب فرقوں کا نام آئے تو ان میں اہل سنت شامل نہیں ہے۔ کیونکہ یہ فرقہ نہیں یہ جماعت ہے۔ ہم فرقہ نہیں ہم جماعت ہیں۔ روئے زمین پر سب سے بڑی جماعت ہم ہیں۔ الحمد للہ فرقے وہ ہیں جو اس بڑی جماعت سے نکل کر چھوٹے چھوٹے گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہیں اور اہل سنت کی بغاوت کر گئے ہیں اور یہ فرقہ واریت ان لوگوں نے پھیلائی ہے۔ ہم پر فرقہ واریت کا لفظ ہرگز صادق نہیں آتا یہ اصول ذہن میں رکھیں ہم فرقہ ہم سواد اعظم ہیں اور مسلمانوں کی سب سے پہلی اور سب سے بڑی اصل اور اوّل جماعت ہم ہیں۔

اس لیے باقی فرقوں اور ہمارے درمیان جو چیز فرق کرنے والی ہے وہ یہ ہے کہ باقی تمام فرقے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے تو ہیں...... کلمہ تو پڑھتے ہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ایمان کی بنیاد نہیں سمجھتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو چنداں ضروری بھی نہیں سمجھتے۔ ان کا خیال یہ ہے کہ بس اللہ تعالیٰ سے محبت کر لو کافی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر زیادہ محبت ہوگی تو یہ شرک ہو جائے گا۔ یہ ان کا خیال عام ہے اور اسی بناء پر فرقے بن گئے ہیں۔

معیارِ محبت:

اب دیکھنا یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسی محبت ہونی چاہئے؟ یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے آپ کو سنانا چاہتی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ

غور فرمایئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہیں فرمارہے کہ میرے ساتھ اپنے ماں باپ جتنی محبت کرو۔ آپ جانتے ہیں کہ ماں باپ سے کتنی محبت ہوتی ہے۔ آپ یہ نہیں فرمارہے کہ جتنی ماں باپ کو اولاد کے ساتھ محبت ہوتی ہے اتنی کرو...... نہ

فرماتے ہیں ماں باپ کے دل میں جو اولاد کی محبت ہے اور اولاد کے دل میں جو ماں باپ کی محبت ہے۔ میرے ساتھ ایسی محبت نہ کرنا ورنہ ایمان خطر میں ہے میرے ساتھ کتنی محبت کرو؟...... احب

جتنی ماں باپ اپنی اولاد کے ساتھ کرتے ہیں اور جتنی محبت اولاد کو اپنے ماں باپ کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس سے ہزارہا درجے زیادہ میرے ساتھ محبت کرو۔ حدیث میں احب کا لفظ ہے۔ یہ صیغہ اسم تفصیل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں...... میرے ساتھ ماں باپ اور اولاد جیسی محبت نہ کرو۔ ان سے زیادہ بھی نہیں...... فرمایا: بہت زیادہ بھی نہیں بلکہ فرمایا...... بہت ہی زیادہ کرو۔

ایک ہوتا ہے زیادہ

ایک ہے بہت زیادہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بہت ہی زیادہ میرے ساتھ محبت کرو...... پھر مومن کہلانے کے حقدار ہو...... ورنہ تمہارا کلمہ پڑھنا تمہارے کام نہیں آئے گا......

معلوم ہوا کلمہ اس وقت تک قبول نہیں ہوتا جب تک کائنات کی ہر شے سے کروڑہا درجہ زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار نہ ہو۔

پیاری بہنو!

آپ سوچتی ہوں گی اس کی کیا وجہ ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سب محبتوں سے شدید کیوں ہونی چاہئے؟ سب سے زیادہ کیوں ہونی چاہئے؟ بڑھ چڑھ کر کیوں ہونی چاہئے؟ اس کی متعدد وجوہات علماء نے بیان کی ہیں۔ میں صرف ایک بات عرض کرتی ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم علت کائنات:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کیوں اتنی اہم ہے۔ اس کی ایک وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دنیا کی علت غائی ہے۔ علت کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تخلیق کی علت ہے۔ جیسا کہ حدیث قدس میں ہے۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

کنت کنزا مخفیا فاحبیت ان اعرف فخلقت نور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ٥

میں چھپا ہوا خزانہ تھا۔ مجھے کوئی جاننے والا نہ تھا۔ فقط میں تھا اور میں خدا تھا۔ کوئی مخلوق میں نے پیدا نہ کی تھی کچھ بھی نہ تھا۔

فاحببۃ مجھے محبت ہوگئی۔

پیاری بہنو!

محبت ایک صفت...... ایک وصف ہے...... صفت موصوف کے بغیر نہیں پائی جاتی۔ محبت محبوب کے بغیر نہیں ہوسکتی۔

تو تخلیق کائنات سے پہلے اللہ تعالیٰ کو جس سے محبت ہوئی وہی محبوب خدا ہے

(صلی اللہ علیہ وسلم) جب اللہ تعالیٰ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھر میں نے تخلیق کا کام شروع کیا تو محبت تخلیق کے لیے علت اور سبب بنتی ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کائنات کے پیدا ہونے کا سبب ہے۔

ثابت ہوا کہ سببِ تخلیقِ کائنات اور سبب تکوین ممکنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور محبت ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں کہ اس کائنات کی علت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہوتی تو یہ کائنات وجود میں نہ آتی۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر سوئم مکتوب: 122)

پیاری بہنو! بات کو سمجھیں!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سب فرائض سے پہلا فرض ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سب غایتوں سے پہلی غایت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سب علتوں سے پہلی علت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کو ہوئی۔

حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اللہ تعالیٰ کو ہوئی...... اس سے پہلے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کتنی مقدس، منزہ، ارفع، اعلیٰ، شاندار، پائیدار اور کتنی بے مثال نعمت ہے۔

پیاری بہنو!

یہ بنیادی بات اگر آپ ذہن نشین کر لیں تو یہ مسئلہ واضح ہو جائے گا کہ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اتنی ضروری کیوں ہے؟ اصل شے حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے...... باقی مسئلے اس کے بعد ہیں۔

مسئلہ توحید، عبادات، معاملات، شرائع، اسلام، دین، ایمان ان سب باتوں کی بنیاد حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے...... مومن کی پہچان حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے...... مومن کے ایمان کی معراج حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اگر حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم آ جائے...... تو آپ یقین جانیں ایمان مکمل ہو گیا اگر حضور کی محبت میں کوئی کسر رہ گئی تو یقین جانیں کہ ایمان ضائع ہو گیا یہ ہے ایمان اور سارے دین کی بنیاد۔

اگر محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کمی ہو جائے یا یہ محبت نہ رہے (معاذ اللہ) اگر کسی انسان کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز بھی قبول نہیں کرتا...... اس کے روزے بھی قبول نہیں کرتا۔ اس کے حج و زکوٰۃ بھی کام نہیں آتے۔ مدارس بنانا اور مسجدیں تعمیر کرنا بھی کسی کام نہیں۔

ان کی مسجد میں نہ جاؤ:

آپ نے وہ واقعہ سنا ہوگا کہ مدینے میں کچھ لوگ منافق بھی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے تھے...... اسلام کا اعلان کرتے تھے...... نمازیں پڑھتے تھے...... حج کرتے تھے...... زکوٰۃ دیتے تھے...... قرآن پڑھتے تھے...... مسجدیں تعمیر کرتے تھے...... ان لوگوں نے مسجد بنائی اس کا افتتاح کرنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی۔ قرآن کہتا ہے کہ اللہ رب العزت نے روک دیا وحی نازل ہوئی...... جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے...... یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تَقُمْ فِيهِ اَبَدًاo (توبہ 108)

اس مسجد میں نہ جانا...... افتتاح نہیں فرمانا...... اس مسجد میں جا کر نہ نماز پڑھنی ہے نہ پڑھانی ہے اور یہ حکم عارضی نہیں مستقل ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے نہیں ہمیشہ کے

لیے ہے ابــــدًا ...... تیرے لیے نہیں تیری امت کے لیے بھی ہے۔اس کی مسجد میں مت جانا...... روک دیا۔

یہ قرآن ہے مسجد میں جانے سے روک دیا...... آپ حیران ہو رہے ہوں گے مسجد میں جانے سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے...... لہٰذا مت جاؤ ایسی مسجدوں میں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے...... نہیں گئے...... بلکہ حکم دیا...... اس مسجد کو جلا دو...... آگ لگا دو...... گرادو...... اللہ تعالیٰ کو جس مسجد کی ضرورت نہیں ہم اس مسجد کو نہیں مانتے۔

پیاری بہنو!

اس کی کیا وجہ تھی؟ اس مسجد کی بنیاد محبتِ رسول پر نہیں بلکہ بغض رسول پر رکھی گئی تھی...... جس مسجد کی بنیاد عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ ہو وہ تو جلا دینے کے قابل ہے...... وہ ڈھا دینے کے قابل ہے...... یہ خدا اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے، قرآن کا فیصلہ ہے...... مسجد صرف اپنی صورت سے نہیں پہچانی جاتی...... مسجد نقشہ کے مطابق بن جانے سے مسجد نہیں کہلاتی مسجد اس کو کہتے ہیں جس کی بنیاد حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھی جائے۔

جس مسجد کے نمازی، جس کا امام، جس کا خطیب عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔تو مسجد ہے اور جس کی بنیاد حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ ہو، وہ مسجد ہی نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دل میں سوچا تو ہوگا۔خداوند! تیری بے نیازی میں نے وہاں جا کر نماز تیری ہی پڑھانی تھی۔سجدہ بھی تجھے ہی کرنا تھا...... مسجد تیری...... عبادت تیری...... پوجا تیری مگر تم نے ان کی مسجد میں جانے سے روکا کیوں؟ جیسے آج کل بھی لوگ کہتے ہیں علماء کی باتیں چھوڑو نماز پڑھنی ہے جہاں جی چاہے پھینک دو۔جس کے پیچھے جی آئے ڈال دو یہ جہلا کا ایک خیال ہے۔

اگر آپ کسی غلط دوکان سے غلط سودا نہیں لیتے...... تو نماز کو ہی ایک فضول بات

سمجھا ہوا ہے...... جہاں جی چاہے اس کو پھینک آؤ، سوچ سمجھ کر نماز پڑھو کس مسجد میں پڑھنی ہے اور کس امام کے پیچھے پڑھنی ہے۔ سوچو! یہ بڑا نازک مسئلہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچا ہوگا۔ یا اللہ! مسجد تیری...... نماز تیری...... عبادت تیری...... سجدہ تجھے...... تو کیا حرج تھا اگر اس میں میں نماز پڑھ آتا یا پڑھا لیتا۔

رب فرما رہا ہے: محبوب مجھے تیری زلف دوتا کی قسم! یہ جنہوں نے مسجد بنائی ہے یہ مومن نہیں، قرآن کے لفظ ہیں:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ○ (البقرہ:8)

یہ محبوب یہ لوگ مدینے کے منافق دعوے تو کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر بھی ایمان رکھتے ہیں...... آخرت پر بھی ایمان رکھتے ہیں...... مسجدیں بھی بناتے ہیں...... نمازیں بھی پڑھتے ہیں...... محبوب تیری زلفوں کی قسم! ہیں تو نمازی مگر پکے بے ایمان نمازی ہیں۔ دیکھیں یہ خدا کا فیصلہ ہے: وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ○

مانتے تجھے بھی ہیں مانتے مجھے بھی ہیں
کلمہ تیرا بھی پڑھتے ہیں کلمہ میرا بھی پڑھتے ہیں
لیکن بڑے بے ایمان نمازی ہیں

محبوب حج تو کرتے ہیں۔ لیکن قسم ہے تیری عزت کی! یہ بڑے بے ایمان حاجی ہیں۔ آپ حیران ہو رہے ہوں گے۔ حاجی بھی بے ایمان ہوتے ہیں...... ہاں جی ہوتے ہیں...... کئی نمازی بھی بڑے بے ایمان ہوتے ہیں۔ یہ فتویٰ خدا دے رہا ہے

میں کون ہوں اگر میں کہوں تو میں مجرم

انہی کے مطلب کی کہہ رہی ہوں زبان میری ہے بات ان کی
انہی کی محفل سنوارتی ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی

پیاری اسلامی بہنو!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ○

یہ کلمہ پڑھنے والے بڑے بے ایمان کلمہ گو ہیں...... یہ نمازی بڑے بے ایمان نمازی ہیں...... یہ حاجی بڑے بے ایمان حاجی ہیں...... یہ مومن ہی نہیں ہیں...... محبوب ان کے عمل نہ دیکھ......ان کی شکلیں نہ دیکھ ان کی لمبی داڑھیاں نہ دیکھ......ان کے ماتھوں پر سجدے کے نشان نہ دیکھ......ان کی لمبی تسبیحات نہ دیکھ......ان کی بڑی بڑی مسجدیں تعمیر کرنا نہ دیکھو......ان کے لمبے رکوع و سجود نہ دیکھ۔

وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ○

ساری باتوں کے باوجود یہ بڑے پکے بے ایمان ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی یا اللہ تعالیٰ! ہیں تو نمازی، نماز تو تیری ہی پڑھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

محبوب میں ایسی مسجدوں کا کیا کروں...... میں ایسے نمازیوں کا کیا کروں...... جن کے دل تیری زلفوں میں گرفتار ہیں۔ مجھے ایسے نمازیوں کی ضرورت نہیں...... مجھے تو وہ نماز چاہئے...... میں تو ان نمازیوں کا قائل ہوں، میں تو ان نمازیوں کو پسند کرتا ہوں۔ جب نماز پڑھیں:

عبادت ہو میرے لیے	اطاعت ہو تیرے لیے
قیام ہو میرے لیے	سلام ہو تیرے لیے
رکوع ہو میرے لیے	خشوع ہو تیرے لیے
سجود ہو میرے لیے	درود ہو تیرے لیے
سر جھکیں میرے لیے	دل جھکیں تیرے لیے

معلوم ہوا اللہ تعالیٰ ان نمازیوں کو پسند کرتا ہے جن کے دل زلف مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں گرفتار ہو جائیں...... جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہو جائیں...... ان کی نمازیں بھی قبول ہیں...... روزے بھی قبول...... حج بھی قبول...... زکوٰۃ بھی قبول!

اس حدیث کی روشنی میں ایک بات بانگ دھل کہنا چاہتی ہوں

یہ ہوسکتا ہے کہ مسجد کے نمازی نہ بخشے جائیں
یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کعبے کے حاجی نہ بخشے جائیں
یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عدالت کے قاضی نہ بخشے جائیں
یہ بھی ہوسکتا ہے کہ قرآن کے قاری نہ بخشے جائیں
یہ بھی ہوسکتا ہے کہ میدان کے غازی نہ بخشے جائیں

رب ذوالجلال کی قسم! یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق نہ بخشے جائیں۔ اصل بات عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود ان کے مسلمان ہو نہیں سکتا
جب تک نہ کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

یہ بات بالکل حق ہے میں اس پر بخاری کی حدیث پیش کرنا چاہتی ہوں تاکہ مسئلہ مؤید اور مؤکد ہو جائے۔ حدیث بخاری سنئے!

مدینے کا شہر ہے...... مسجد نبوی کا ماحول ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہیں...... ایک بوڑھا صحابی کھڑا ہوتا ہے...... بال سفید...... جسم پہ رعشہ ٹانگیں لڑکھڑا رہی ہیں...... ہاتھ کانپ رہے ہیں...... ماتھے پر ندامت کا پسینہ ہے...... لاٹھی کے سہارے کھڑا ہے...... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہے۔ میرے

آقا کی نگاہ کرم پڑی۔ فرمایا: اے صحابی کیا بات ہے؟ کیوں پریشان ہو؟ کیا سوچ رہا ہے؟...... کچھ پوچھنا چاہتا ہے؟......

اس نے فوری طور پر بے ساختہ پن میں سوال کر دیا۔

من الساعة...... آقا! قیامت کب آ رہی ہے؟

زبان رسالت سے فوراً یہ جواب آیا:

ماعددت لھا...... تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟

پس یہ سننا تھا کہ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش ہونے لگی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہی تو فکر ہے...... تیاری کوئی نہیں کی۔

عمر ساری تو گزری عشق بتاں میں مومن

میں ساری زندگی بتوں کو پوچھتا رہا ہوں...... عمر کے آخری حصے میں قسمت نے یاوری کی...... آپ کا دیدار ہوا...... آپ کا کلمہ پڑھا...... اسلام میں داخل ہوا...... لیکن اسلام میں داخل ہوتے ہی میں نے خبر سنی ہے کہ قیامت بھی آنے والی ہے۔ بڑا ہولناک دن ہے۔ میں تو گھبرا گیا ہوں...... عمل میرے پلے کوئی نہیں ہے...... بوڑھا ہوں۔

موت آوازیں دے رہی ہے...... قبر میری منتظر ہے اسی لیے تو میں نے یہ سوال کیا ہے کہ قیامت کب آ رہی ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخر کچھ تو تیاری کی ہوگی؟

کہنے لگا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ بھی نہیں...... چند نمازیں ہیں...... چند روزے ہیں...... اسلام کے دامن میں آیا ہوں...... میرے پاس کوئی خاص عمل نہیں...... کس طرح بخشا جاؤں گا...... حشر کے میدان میں کس طرح محفوظ رہوں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر فرماتے ہیں: آخر کچھ تو کیا ہوگا جب بار بار فرمایا کچھ تو کیا ہوگا۔ تو صحابی کے ہوش سنبھلتے ہیں کچھ اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ عرض کیا:

یہ جو میرا سینہ ہے اس سینے کے اندر دل ہے۔ اس دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت موجیں مارتی رہتی ہیں جب میں آپ کو دیکھ نہ لوں مجھے سکون نہیں ملتا، قرار نہیں آتا...... گھر میں جاتا ہوں تو آپ کی محبت پھر کھینچتی ہے اور تو پلے کچھ نہیں ہے صرف آقا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے! یہ نور چہرہ خوشی سے تمتا اٹھا۔ اور فرمایا: تو تو کہتا تھا میرے پاس کچھ بھی نہیں...... تیرے پاس تو سب کچھ ہے تو کیوں گھبراتا ہے؟

اذا یکفیک...... بس اگر محبت ہے تو مبارک ہو یہی کافی ہے۔

سنیئے! میرے آقا کے مبارک الفاظ۔

انت مع من احببت ○ (صحیح بخاری، کتاب المناقب الرقم، 3480)

تو قیامت کا نام لے کر گھبراتا ہے کیا فکر ہے تجھے قیامت کی، اگر تیرے سینے میں میری محبت ہے جا میں تجھے بشارت دیتا ہوں جس کے ساتھ محبت ہے قیامت کے دن اس کے ساتھ رہے گا۔

صحابہ کو مزا آ گیا...... سوال کرنے والے صحابی کو سرور آ گیا...... اطمینان مل گیا ...... اس حدیث میں آتا ہے کہ یہ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سن کر صحابہ خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ جوش محبت سے ان کی زبانوں سے اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوئے۔

سدا تکبیر کی گونجی پہاڑوں پر چٹانوں پر
فرشتوں نے سنے نعرے زمین کے آسمانوں پر

دھوم مچ گئی...... مسجد نبوی میں شور برپا ہو گیا...... نعروں کی گونج سے جبل احد تک

آوازیں گئیں......صحابہ نے مست ہو کر...... بے خود ہو کر نعرے لگائے...... اس حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں فرماتے ہیں:

میں نے اپنی ساری زندگی میں صحابہ کو اتنی خوشی کرتے کبھی نہیں دیکھا جتنی خوشی صحابہ نے اس دن منائی۔ حال یہ تھا کہ مسجد نبوی میں ایک دوسرے کو مبارکبادیاں دینے لگے۔ مزا آ گیا......شور مچ گیا۔ صحابہ اٹھے بازار میں نکلے۔ کوئی دوکان دار ملتا......جو بھی سربراہ ملتا اسے کہتے مبارک ہو......آج ہماری بخشش یقینی ہو گئی ہے......

پیاری بہنو!

محشر کے ہنگامے حق......حشر کی سختیاں سچ......میدان حشر کا خوف بجا......لیکن خوف کے ساتھ امید کا پہلو بھی ہے۔ میرے آقا کی یہ حدیث پڑھو! بار بار پڑھو اللہ تعالیٰ کی قسم! جب میں یہ حدیث پڑھتی ہوں تو مجھے سکون آ جاتا ہے۔ نشہ سا آ جاتا ہے کہ ہم اتنے خوش نصیب ہیں کہ خدا نے ہمارے دلوں میں اپنے محبوب کی محبت رکھی ہے۔ **والحمد لله على ذالك**○

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے دل میں میری محبت ہے اسے قیامت کے ہنگاموں کی کوئی پروا نہیں ہے کیونکہ وہ میرے ساتھ رہے گا میں اس کو اپنے ساتھ رکھوں گا۔

حشر میں بھی میرے ساتھ جنت میں بھی میرے ساتھ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من احبنی کان معی فی الجنة○

اللہ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان نے ہمیں بشارت دی......مژدہ سنا دیا......محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی ضمانت ہے۔ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نجات کی ضمانت ہے۔

پیاری بہنو!

لوگوں نے کتابیں لکھیں ہیں۔ مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ قیامت کا منظر۔ وہ اپنی تقریروں اور تحریروں سے عوام الناس کو ڈراتے ہیں۔ لوگو! قیامت سے ڈرو......

بڑا خطرہ ہے...... بڑا ہولناک دن ہے......

میں کہتی ہوں بالکل ٹھیک ہے بڑا خطرہ ہے مگر انہیں

ہماری بات سنو!

جب سے ہمیں یہ پتہ چلا ہے کہ جس سینے میں حب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی اسے کوئی فکر نہیں اس دن سے ہم تو یوں کہا کرتے ہیں۔

جسے کہتے ہیں محشر وہ عید ہے اہل سنت کی
ادھر دیدارِ حق ہوگا ادھر صورت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

پیاری بہنو! تصور کریں:

والضحی کا چہرہ ہوگا	واللیل کی زلفیں ہوں گی
مازاغ کا سرمہ ہوگا	الم نشرح کا سینہ ہوگا
مارصیت کے بازو ہوں گے	ید اللہ کے ہاتھ ہوں گے
وجہ اللہ کا چہرہ ہوگا	ومایںطق کی زبان ہوگی
لعمرك کی جان ہوگی	لواء الحمد کا جھنڈا ہوگا

اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہوگا...... حشر کا میدان ہوگا۔ آگے آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے پیچھے پیچھے ہم ہوں گے...... جلوس بن جائے گا ......نورانی جلوس ہوگا۔

ساری کائنات پیچھے ہوگی...... آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ لـــواء الحمد کا جھنڈا اٹھا کر مقام محمود پر تشریف لے جائیں گے۔

مولانا یار محمد کی روح نے جب یہ منظر دیکھا تو وجد آگیا کہنے لگے حشر کے میدان میں اہل سنت کے مزے ہی مزے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوگی۔ آپ کا دیدار ہوگا۔ یہاں دنیا میں کیا ہوا۔

لباس آدمی پہنا، جہاں نے آدمی سمجھا
مزمل بن کے آتے تھے تجلی بن کر نکلیں گے
محمد مصطفےٰ ﷺ محشر میں طٰہٰ بن کر نکلیں گے
اٹھا کر جسم کا پردہ ہویدا بن کے نکلیں گے
حسین ایسے کہ ان کو دیکھ کر یوسف بھی محشر میں
بشکل پیر کنعانی زلیخا بن کر نکلیں گے

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن پورے جوبن پر ہوگا...... خدا فرما رہا ہوگا:

واشفع تشفع وسل تعطه ٥ (صحیح بخاری، کتاب الانبیاء الرقم:3162)

محبوب زبان سے بات نکالو یہ ساری خدائی تمہاری ہے تم مانگتے جاؤ میں دیتا جاؤں گا۔

اس دن پتہ چلے گا عشق رسول کا کیا مقام ہے۔ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مرتبہ ہے۔

اگر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں:

پیاری بہنو!

خدائے ذوالجلال کی عزت و عظمت کی قسم کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو اعمال قبول ہو جاتے ہیں۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو تو کوئی عمل قبول نہیں ہوتا

اور میں یہ جملہ اکثر کہا کرتا ہوں

اگر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو!

تو نماز ٹکر ہے

روزہ فاقہ ہے

حج سیر و سیاحت ہے

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو تو

تیری داڑھی کا ایک ایک بال۔ تیری جان کا وبال ہے۔

اگر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو

پھر یہ سب کچھ کمال ہے تو چاہے کتنا ہی عابد و زاہد ہو...... شب زندہ دار تہجد گزار ہو تیرے ماتھے پہ گرچہ کتنے ہی محراب ہوں......

اگر تیرا سینہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ نہیں

اگر تو نبی کا نام سن کر مست نہیں ہوتا

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر تیری آنکھیں وضو نہیں کرتیں...... مجھے خدا کی قسم ہے کہ یہ تیرا سینہ کسی مومن کا سینہ نہیں ہے۔ مومن کے سینے کی یہ پہچان ہے کہ وہ عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ ہوتا ہے خدا کا شکر ادا کرو کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق مل گیا ہے۔

جب سے ہوا ہے حاصل ہمیں عشق کا قرینہ
اک آنکھ میں مکہ اک آنکھ میں مدینہ

وسیلہ نجات اور عین نجات:

جس شے کا نام نجات ہے وہ نہ نماز میں ہے نہ روزے میں...... نہ زکوٰۃ میں ہے۔ نہ صدقات میں...... نہ عمرہ میں نہ حج میں...... ہوسکتا ہے کہ کسی ذہن میں میری

اس گفتگو سے شبہ پیدا ہوتا ہے۔

نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ یہ فرائض ہیں...... یہ احکام ہیں...... یہ عبادات ہیں، لیکن یہ یاد رکھیں ایک ہے عین نجات اور ایک ہے وسیلہ نجات نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ عین نجات نہیں بلکہ وہ وسیلہ نجات ہیں۔

پیاری اسلامی بہنو!

ہماری منزل عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہماری منزل ہے اور یہ جتنے اعمال ہیں اس تک پہنچنے کے لیے وسیلے ہیں۔

نماز ہو یا روزہ، حج ہو یا زکوٰۃ یہ نجات کا وسیلہ ہے...... عین نجات نہیں اگر صرف نماز روزے سے نہیں بخشش ہو جاتی تو مدینے کے منافقین بھی بخشے جاتے۔ پکے نمازی اور حاجی تھے...... مگر بخشش و نجات نہ ہو سکی۔ معلوم ہوا کہ جس شے کا نام نجات ہے وہ اعمال میں نہیں بلکہ وہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ یہ ہے اصل نجات، یہ ہے عین نجات اور بخاری شریف کی حدیث جو میں نے ابھی پیش کی۔ وہ اس بات کی تائید کر رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی سے فرمایا کہ اگر تیرے دل میں میری محبت ہے تو پھر حشر کے دن کا غم نہ کر تو میرا ساتھی میں تیرا ساتھی۔

معلوم ہوا نجات عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے۔

پیاری بہنو!

یہ دور مادیت ہے...... عقل کا دور ہے...... سیاست کا دور ہے...... مفاد کا دور ہے...... دماغ موٹے ہو رہے ہیں...... دل چھوٹے ہو رہے ہیں۔ عقیدے کھڑے ہو رہے ہیں...... لوگ اپنے رب اور اپنے نبی کو بھول رہے ہیں...... یہ معاشرہ بڑی تیزی کے دامن سے دور جا رہے ہیں۔ ہائے افسوس ایسا کیوں ہو؟

ایک سازش:

پیاری اسلامی بہنو!

یہ ہمارے ساتھ سازش ہوئی۔ آج سے کوئی ستر برس پہلے علامہ اقبال اس سازش کا انکشاف کر گئے۔

اقبال نے کہا ہے مسلمانو!

تمہارے خلاف یہود و نصاریٰ نے یہ سازش کی کہ یہ جو مسلمان شکست خوردہ نہیں ہوئے...... ڈرتے نہیں...... موت کی پروا نہیں کرتے...... ڈٹ جاتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے یہود و نصاریٰ نے ریسرچ کی تو انہیں یہ پتہ چلا کہ مسلمانوں میں جو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ ہے...... یہ جذبہ نہ انہیں ڈرنے دیتا ہے...... نہ انہیں مرنے دیتا ہے...... بلکہ مسلمان مر کے بھی زندہ ہو جاتے ہیں۔ اگر مسلمانوں سے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ چھین لیا جائے تو پھر مسلمان ختم ہو جائیں گے۔ ہمیں ختم کرنے کے لیے ہم سے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم چھیننے کی سازش کی گئی ہے۔ اقبال کے لفظ یہ ہیں۔

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بدن سے نکال دو
فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

ہمارے خلاف یہ سازش ہوئی ہے کہ کسی طرح مسلمانوں کے سینوں سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نکال دو...... مسلمانوں کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق شکوک و شبہات میں مبتلا کر دو...... مسلمانوں کو اپنے نبی کے متعلق اس طرح الجھاؤ کہ اپنے نبی کو موضوعِ بحث بنا کر لڑتے رہیں...... جس طرح مرزا قادیانی انگریز کی

پیداوار ہے۔ مسلمانوں کولڑانے اور جعلی نبوت کا ڈھونگ رچانے کے لیے انہوں نے اسے پیدا کیا۔

وہ بھی عالم......یہ بھی عالم:

اس لیے انہوں نے مسلمانوں میں سے کچھ لوگ خریدے جن کا روپ ہمارے جیسا، ان کا لباس ہمارے جیسا اور ان بہروپیوں سے کہا کہ نبی کے خلاف گفتگو کرو۔ منبر ومحراب کو استعمال کرو۔ مولوی بن کر بات کرو......تو ان کی باتوں عوام میں غلط فہمی اور پریشانی پھیلی اور وہ یہ سوچنے لگے کہ نبی کے علم پر اعتراض ہو رہا ہے۔ نبی کے کمالات کا انکار ہو رہا ہے۔ نبی کے معجزات کا انکار ہو رہا ہے...... نبی کی نورانیت کا انکار ہو رہا ہے...... یہ آواز تو منبر ومحراب سے آرہی ہے۔ یہ ایک لمبی داڑھی والا مولوی قرآن پڑھ پڑھ کر کہہ رہا ہے کہ نبی کچھ نہیں جانتا...... نبی کو کوئی علم نہیں...... نبی غیب نہیں جانتا...... نبی میں نہ نور ہے نہ حضور...... نبی میں نہ کوئی تصرف ہے نہ کمال...... (معاذ اللہ)

یہ باتیں اس لیے گھڑی گئی ہیں کہ سادہ لوح مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں کہ جب ہمارے نبی میں کمال نہیں (معاذ اللہ) تو ایسے نبی سے محبت کر کے کیا لینا ہے، چھوڑو ایسے نبی کو۔ (معاذ اللہ)

اگر مسلمانوں کو کعبے سے کوئی آواز آئے۔ تو وہ یہ ماننے پر مجبور ہو جائیں گے کہ کعبہ سے آواز آرہی ہے چلو مان لیتے ہیں ان بے چاروں کو یہ پتہ نہیں کہ کعبے پر بتوں کا قبضہ ہے۔ نہیں سمجھے بات!......! کعبے پر بتوں کا قبضہ ہو تو آواز بتوں کی آیا کرتی ہے۔

جس مسجد پر دشمنانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قبضہ ہو جائے۔ اس سے رسول کی دشمنی کی آواز آتی ہیں یہ تو آپ کو شعور ہونا چاہئے کہ یہ آواز مدینہ سے آرہی ہے یا

لندن اور امریکہ سے آرہی ہے یہ پہچان آپ کے اندر ہونی چاہئے۔ میں حیران ہوں کہ ہماری قوم اپنے اور بیگانے کو کب پہچانے گی؟...... مسلمانو! نبی کے وفادار اور غدار کو کب جانو گے؟...... اسے یاد رکھو گے تو یہ باتیں قبر میں بھی یاد آئیں گی دامن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کرنے کی سازش ہوئی ہے...... ذاتِ رسالت سے تعلق توڑنے کا پروگرام بنایا ہے...... ذاتِ رسالت سے بیگانہ بنانے کے لیے کچھ لوگ ہمارے روپ میں آگئے ہیں...... کلمہ بھی ہماری طرح پڑھتے ہیں...... نمازیں بھی ہماری طرح پڑھتے ہیں...... ہمارے درمیان رہتے ہیں...... خدا کی قسم! انکی زبان سے یار نہیں...... بلکہ اغیار بول رہے ہیں وہ نبی کی تنقیص کرتے ہیں...... وہ نبی پر تنقید کرتے ہیں۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں۔ یہ ایک سازش تھی جس میں مسلمانوں کو پھنسا دیا گیا۔

آ عندلیب کریں مل کے آہ وزاریاں
تو ہائے گل پکار میں چلاوں ہائے دل

پیاری بہنو!

ہم پر بڑی مصیبت نازل ہوئی ہے۔ ہمارا بہت بڑا امتحان ہے۔ محبت والو عشق والو...... پھر بھی گھبرانا نہیں...... آؤ کملی والے آقا سے پوچھ لیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سخت مشکل میں مبتلا ہیں۔ ہمیں بتائیے کہ جب قرآن وحدیث کے نام پر منبر ومحراب سے کچھ لوگ یہ آوازیں دے رہے ہیں کہ نبی کی محبت نہ کرنی نہیں اور اگر کرنی ہے تو بہت زیادہ نہ کرو۔ اور کبھی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں روکتے ہیں۔ نبی میں یہ بھی عیب تھا، یہ بھی عیب تھا۔ ظاہر ہے کہ جس ذات میں عیب ہوں اس کے ساتھ محبت کون کرتا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں عیب نکال کر مسلمانوں کے دلوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نکالنے کی کوششیں

ہو رہی ہیں اور مسلمان تم سادہ ہو۔ یہ عجیب دور آ گیا۔

کسے خبر تھی کہ لے کہ چراغ مصطفویٰ
جہان میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبی

محبت کی پہچان:

آداب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کریں۔
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں یہ تو بتا دیں ہمیں غلطی لگی ہے
ہم پریشان ہیں کہ

وہ بھی آپ کا کلمہ پڑھتے ہیں — یہ بھی آپ کا کلمہ پڑھتے ہیں
وہ بھی دعویٰ محبت کرتے ہیں — یہ بھی دعویٰ محبت کرتے ہیں
وہ بھی قرآن پڑھتے ہیں — یہ بھی قرآن پڑھتے ہیں
وہ بھی حدیث پڑھتے ہیں — یہ بھی حدیث پڑھتے ہیں
وہ بھی دین کی بات کرتے ہیں — یہ بھی دین کی بات کرتے ہیں

ہمیں کیسے پتہ چلے کہ
عاشق کون ہے؟ اور منافق کون ہے؟

حضور کوئی پہچان تو بتا دیں میں اپنے آقا غیب دان نبی پر قربان جاؤں۔ جنہیں پہلے سے علم تھا اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کو پہچان بتا گئے۔

ارشاد فرمایا:

اے سادہ مسلمانوں اگر تمہیں پتہ نہ چلے کہ میرے سچے عاشق کون ہیں تو بولو! میں تمہیں نشانی بتا جاتا ہوں۔ جس جس میں یہ نشانی پائی جائے گی وہ وہ میرا عاشق ہو گا۔

کثرتِ ذکر:

سنو حدیث! میرے آقا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من احب فاکثر ذکرہ٥

محبت کی پہچان یہ ہے کہ جس کے ساتھ محبت ہوگی۔ تو محبت کثرت سے اس کا ذکر کرے گا۔ محبت کی علامت یہ ہے کہ جس کے ساتھ محبت ہو جائے۔ بار بار اس کا نام لینے کو جی چاہے گا۔

آؤ تلاش کرو وہ کون سا گروہ ہے؟ وہ کونسی جماعت ہے؟ وہ کون علماء ہیں؟ وہ کون لوگ ہیں؟ جو سب سے زیادہ ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ ہم اہل سنت ہیں۔ ہماری پہچان یہ ہے کہ ہم کثرت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں۔

کبھی درود وسلام پڑھ کے...... کبھی محفل میلاد منا کے...... کبھی میلاد النبی کی بزم سجا کے...... کبھی محفل نعت سجا کے...... کبھی بزرگوں کا عرس منا کے...... کبھی درس قرآن وحدیث سنا کے۔

بہانے بنا بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتے ہیں...... بار بار لیتے ہیں۔ ہزار بار لیتے ہیں ضرورت پڑھ جائے تو بہ سردار بھی لیتے ہیں (الحمدللہ)

جس کے دا کوئی عاشق ہووے صفت اوسے دی کردا
سو سو مکر بہانے کر کے مرنے اوہدے مردا

پیاری اسلامی بہنو!

یہ پہچان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں کی اب آپ سوچیں جو لوگ یہ کہیں کہ نبی پر صلوٰۃ وسلام نہ پڑھو...... درود بھی نہ پڑھو...... ذکر بھی نہ کرو...... تعریف بھی نہ کرو...... حمد سے بھی نہ بڑھو...... میلاد بھی نہ مناؤ...... معراج بھی نہ مناؤ

رسول کے نام کے نعرے بھی نہ لگاؤ۔

تو آپ کو سمجھ نہیں آرہی یہ کون ہے؟ آپ کو پتہ نہیں چل رہا۔ محبت والے تو ایسی باتیں نہیں کرتے ...... پیارے والے تو محبوب کے نام سے نہیں روکا کرتے وہ تو محبوب کے نام کے وظیفے کرتے ہیں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی نے دیکھا مجنوں ریت پر کچھ لکھ رہا ہے۔ بار بار لکھتا ہے پھر مٹاتا ہے پھر لکھتا ہے اس نے سوال کیا

گفت اے مجنون شیدا چیست ایں
چہ نویسی نامہ بر کیست ایں

اور مجنون یہ کیا کر رہا ہے ریت پر خط لکھ رہا ہے۔ کس کو لکھ رہا ہے کیا لکھ رہا ہے۔
مجنون نے کہا:

گفت مشقِ نام لیلیٰ می کنم
خاطرِ خود را تسلی می دہم

اس نے کہا لیلیٰ کی محبت میں غرق ہوں۔ لیلیٰ کے نام کی مشق کر رہا ہوں۔

پیاری بہنو!

ہمیں بھی لوگ پوچھتے ہیں۔ کبھی درس کے بہانے ...... کبھی میلاد کے بہانے ...... کبھی معراج کے بہانے ...... کبھی عرس کے بہانے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرے لگاتے ہو ...... نبی کا بار بار نام لیتے ہو ...... جب نام آتا ہے تو انگوٹھے چوم لیتے ہو ...... جب نام آتا ہے تو جھوم لیتے ہو۔

کملی والے کے نام کی مشق کر رہے ہو نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وظیفے کر رہے ہو۔ درود و سلام کثرت سے پڑھ رہے ہو اور یہ ہی ہماری پہچان ہے۔

اہل سنت کی پہچان:

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اہل سنت کی پہچان کیا ہے؟

فرمایا: جو کثرت سے نبی پر درود و سلام پڑھے وہ سنی ہے یہ اہل سنت کی پہچان ہے۔

کیونکہ اس میں بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا ہے۔ سنی بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے وظیفے کرتا ہے۔ سنی باز بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتا ہے۔ کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سناتا ہے سنتا ہے یہ مشق ہے۔

یہ ہمارا وظیفہ ہے!

گردشِ کوئے یار کرتے ہیں
بس یہی کاروبار کرتے ہیں
بندگی کی نہیں ہم کو خبر
اللہ کے یار سے پیار کرتے ہیں

پیاری بہنو!

اصل شے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر شے کی جان ہے۔

عشق و محبت کی پہچان کیا ہے؟ جس کے ساتھ محبت ہو...... بار بار اس کا نام لیا جاتا ہے جس کو محبت ہو۔ وہ محبوب کا نام بار بار لیتا ہے۔ اب کچھ وہ ہیں جنہیں ہمارا کثرت سے ذکر محبوب کرنا پسند نہیں۔ ہم جب بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتے ہیں انہوں نے بڑا تنگ کر رکھا ہے وہ کہتے ہیں ہر وقت نبی کا نام لیتے رہتے ہیں۔

اور نادانو!

محبوب کا نام سن کر تمہارا دل تنگ ہوتا ہے۔ محبوب تو وہ ہوتے ہیں کہ جن کا نام لیا جائے تو نئی جان ملتی ہے جب کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھے تو تمہیں وجد کرنا چاہئے، مست ہو جانا چاہئے، یہ دلیل محبت ہے۔

لوگو!...... ایسا بھی کوئی محبّ آپ نے دیکھا سنا ہے کہ محبوب کا نام آئے اور اس کا چہرہ بھی سیاہ ہو جائے۔ آپ پہچانیں کچھ لوگ ایسے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرو گے تو ان کے چہرے خوشی سے جگمگاتے جاتے ہیں۔ بشاشت سے تمتماتے جاتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے ہیں جوں جوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرو ان کے چہرے مرجھاتے جاتے ہیں۔

ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر جو خوش ہو جائیں وہ عاشق ہیں اور ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر جو پریشان ہو جائیں وہ منافق ہیں۔

اور ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر جن کے چہرے مرجھا جائیں تو سمجھ لو ان کے دلوں میں کدورت ہے۔

وہ حبیبِ پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بہ سر
تجھ کو کھائے تپ سفر تجھے کس سے بخار ہے

بے غیب ماننا:

پیاری اسلامی بہنو! محبت کی دوسری پہچان سماعت فرمائیے!
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حبك الشئ يعمن ويعم ○ (مشکوۃ:418)

جب تجھے کسی سے محبت ہو جائے تو تیری آنکھ اس کے عیب نہیں دیکھے گی اور تیرے کان اس کے عیب نہیں سنیں گے جس کے ساتھ محبت ہو جائے اس کا عیب نہ سنا جا سکتا ہے نہ دیکھا جا سکتا ہے۔

تو معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامت یہ ہے، پہچان یہ ہے کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے عیب مانے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق ہے اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب دار مانے وہ منافق ہے اور جس کو بے عیب نبی میں بھی عیب نظر آئے وہ وفادار نہیں بلکہ غدار ہے۔ مجھے یہ بتاؤ نبی کے علم میں کمی بتانا یہ عیب نکالنا نہیں تو اور کیا ہے...... علم نہ ہونا عیب ہے اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کہتے ہیں ان کو فلاں بات کا پتہ نہیں..... دیوار کے پیچھے کا پتہ نہیں غیب کا پتہ نہیں...... وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال کا انکار کرتے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں عیب مانتے...... اور جو کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے ہر قسم کا علم دے دیا ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال کا اعتراف کرتے ہیں۔

جو کمال کا اعتراف کرے وہ عاشق ہوتے ہیں
اور جو کمال کا انکار کریں وہ فاسق ہوتے ہیں۔

اب اس حدیث کی روشنی میں آپ خود فیصلہ کرلیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی پہچان کس جماعت میں پائی جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے محبوب میں کوئی عیب ہو بھی محب سے پوچھو تو وہ کہے گا کہ مجھے تو نظر ہی نہیں آتا۔ کسی نے مجنوں سے پوچھا کہ لیلیٰ کوئی اتنی حسینہ نہیں تجھے کیا ہو گیا ہے۔ بار بار اس کا نام لیتا ہے اس کی محبت کا دم بھرتا ہے وہ تو کالی ہے

کسے مجنون نے کہیا تیری لیلیٰ کوجی کالی
اوہنس آکھیا اور بے خبرا تیری اکھ نئیں ویکھن والی

تو ایک بات یاد رکھیں محبوب تو محبوب ہوتے ہیں لیکن ان کی محبوبیت کا مزہ ہر آنکھ نہیں لیتی ان کا مزا صرف محبوب والی آنکھ لیتی ہے۔ میرے نبی کو:

ابوبکر نے بھی دیکھا ابو جہل نے بھی دیکھا

اس نے محبت کی نظر سے اس نے کدورت کی نظر سے دیکھا

جس نے محبت کی نظر سے دیکھا وہ صدیق ہوگیا

جس نے کدورت کی نظر سے دیکھا وہ زندیق ہوگیا

تو معلوم ہوا کہ محبوب کو دیکھنے کے لیے نظر بھی محبت والی ہونی چاہئے۔ گدھ جب فضاؤں میں اڑتی ہے تو یہ نہ باغ تلاش کرتی ہے نہ پھول...... یہ نجاست تلاش کرتی ہے۔ کہاں گندگی ملے؟ کیونکہ اس کا محبوب نجاست ہے۔

اور بلبل جتنی اونچی پرواز کرے اس کی نظر پھول تلاش کرتی ہے۔ معلوم ہوا نظر نظر کا فرق ہے:

اک ابو جہل کی نظر ہے اک ابوبکر کی نظر ہے

اک گدھ کی نظر ہے اک بلبل کی نظر ہے

ایک ان کی نظر ہے ایک ہماری نظر ہے

توں اجے میرا محبوب نئیں ڈٹھا جنہوں ویکھ کے چن شرما دے

ادھی راتیں دن چڑھ جاندا جاں جلوہ فرما دے

تیری نظر محبت والی نہیں اس لیے تیری نظروں میں محبوب کے عیب آتے ہیں۔

سنو! جن کی نظر محبت والی ہو ان کے محبوب میں عیب ہو بھی تو نظر نہیں آتا۔

سنو! تمہیں مبارک ہو تمہارے محبوب میں تو خدا نے عیب رکھا ہی نہیں۔ تمہیں مبارک ہو! تمہارا محبوب وہ ہے کتنے بلند ذوق والے جو...... جو رب کو پسند آیا...... وہی تمہیں پسند آیا...... جس پہ جا کر رب کی نگاہ ٹھہر گئی......

وہیں جا کر تمہاری نظر ٹھہر گئی۔

جسے رب دیکھتا رہتا ہے اسے تم دیکھتے رہتے ہو

خدا بھی اس کے ساتھ محبت کرتا ہے   تم بھی اس کے ساتھ محبت کرتے ہو
خدا، خدا ہے...... ہم بندے ہیں مگر خوش قسمت ہیں کہ محبوب دونوں کا ایک
ہے۔

خدایا جو تیرا محبوب ہے   وہی ہمارا محبوب ہے
جسے تو پسند کرتا ہے   اسے ہم پسند کرتے ہیں
جس کا تو منتظر ہے   اس کے ہم منتظر ہیں
جسے تو چاہتا ہے   اسے ہم چاہتے ہیں
جو تیرا پیارا ہے   وہی ہمارا پیارا ہے
تو اسے اپنے گھر بلاتا ہے   ہم اسے اپنے گھر بلاتے ہیں
اگر وہ تیرے گھر چلا جائے   تو معراج ہو جاتا ہے
اگر ہمارے گھر آ جائے   تو میلاد ہو جاتا ہے

ایک ہم ہی نہیں اس کے چاہنے والے
اللہ بھی حوریں بھی فرشتے بھی بشر بھی
محبوب دو عالم ہیں کدھر دیکھے دیکھیں
ہیں مشتاق نگاہوں کے ادھر بھی اُدھر بھی

صرف اتباع دلیلِ محبت نہیں:

پیاری بہنو! ایک بات کہنا چاہتی ہوں: محبوب کے ساتھ محبت ہے یا نہیں اس کی پہچان صرف اتباع سے نہیں ہوگی۔ وہ صحابہ کرام تھے جن کی محبت اتباع سنت سے پہچانی جاتی تھی۔

آج اتباع رسول کا دعویٰ مرزائی بھی کرتے ہیں...... رافضی بھی کرتے ہیں۔ خارجی بھی کرتے ہیں...... بڑائی بھی کرتے ہیں...... نمازیں بھی پڑھتے ہیں...... کیا

سب کو حق مان لو گے؟ میں نے بڑے بڑے غالی قسم کے مرزائی دیکھے ہیں جو عمل کے اعتبار سے اتنے متقی نظر آتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے لیکن پکے کافر
اگر صرف یہ کہا جائے کہ جو اطاعت کرتا ہے، اچھے اعمال کرتا ہے، بس وہی محبت والا ہے۔

یہ پہچان کبھی تھی اب نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اتباع اور اطاعت سے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان اس وقت تھی جب منافقوں کی کمی تھی ...... سچے لوگ اطاعت سے پہچانے جاتے تھے...... اتباع سے پہچانے جاتے تھے۔ اب اسلام کا نام لینے والے جتنے فرقے بن بیٹھے ہیں ان کی سب کی بنیاد محبت پر نہیں نفاق پر ہے...... اس لیے اب اطاعت سے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہچانی نہیں جا سکتی۔ میں یہ ایک اصولی بات کر رہی ہوں اس کو ذہن نشین کر لو۔ اگر آپ یہ کہیں گے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع زیادہ کرتا ہے وہی محبت والا ہے۔
لہٰذا زبان رسالت بتا رہی ہے کہ جب فتنوں کا دور آ جائے...... بغض کا دور ہے ...... ہر کوئی میرے محبت کا دعویٰ کرے...... تو اس وقت اتباع کے ذریعے میری محبت کی پہچان نہیں ہوگی۔ اس وقت میری محبت کی پہچان یہ ہوگی جو مجھے بے عیب مانے گا وہ سچا محبّ ہوگا۔ جو میری ذات میں عیب نکالے گا وہ میرا دشمن ہوگا...... یہ ہے اصل فرق۔

پیاری اسلامی بہنو!

حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہچان یہ ہے کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے عیب مانے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق ہے اور جو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب دار مانے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غدار ہے۔
تو ذات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بے عیب ہے۔ یہ محبت کی نشانی ہے اور یہی وہ

عقیدہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہ نے پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سراہا:

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا۔

کیونکہ آپ سچے نبی ہیں، جھوٹی بات کبھی پسند نہ فرماتے...... ہمیشہ سچی بات ہی پسند فرماتے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں عیب ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے حسان مبالغہ نہ کرو میں تو عیب والا ہوں مگر یہ نہیں فرمایا...... جب حضرت حسان نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ بے عیب ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھادیئے:

اللھم ایدہ بروح القدس ٥

خدایا! حسان سچ کہہ رہا ہے، جبرائیل علیہ السلام کو حکم دے کر اس کی مدد کیا کرے۔

جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے عیب مانا اس کو دعائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ملی اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں عیب نکالے وہ اس سعادت کا حامل نہیں ہوسکتا۔ دعا کرو اللہ رب العزت کملی والے آقا کی محبت اور عشق مزید عطا فرمائے اور یہ عشق قبر میں سلامت رکھے۔

لحد میں عشق رخ شاہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری قبر سنی تھی چراغ لے کے چلے

سنو! سنو!

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اندھیری قبر کا چراغ ہے۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی ضمانت ہے۔
عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔
عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حصول جنت کا زینہ ہے۔
عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کی اساس ہے۔
عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کی بنیاد ہے
عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم وجہ تکوین ممکنات ہے۔
عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم غایت عنایات ہے۔
عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اصل الاصیل ہے۔
عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم امر جزیل ہے۔
عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کی جان ہے۔
عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کی شان ہے۔

جسے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مل گیا، چودہ طبق اس کے دامن میں آ گئے۔

ہر کہ عشقِ مصطفٰی ﷺ سامانِ اوست
بحر و بر در گوشہ دامانِ اوست

جو عشق نبی میں مست ہوا کیا بات ہے اس مستانے کی
ہر گام پہ سو سو عقل فدا گو شکل تو ہے دیوانے کی

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ○

گیارہویں تقریر:

حقیقتِ ایمان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ حَمْدُ الشَّاكِرِيْنَ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَاَكْمَلُ السَّلَامِ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ قَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ وَسِيْلَتِنَا فِى الدَّارَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ وَالْمَغْرِبَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ مَوْلَانَا وَ مَوْلَى الثَّقَلَيْنِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا وَ مَلْجَانَا وَمَاوٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ○

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (النساء 134)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمِ○

پیاری اسلامی بہنو!

قرآن کریم فرقانِ مجید کی ایک آیت مبارکہ کا ابتدائی حصہ تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اسی آیت مقدسہ کی روشنی میں آج کے خطبہ جمعہ میں کچھ معروضات پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اللہ رب العزت حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اے ایمان والو! اے ایمان کے دعوے دارو! اس طرح ایمان لاؤ جس طرح ایمان لانے کا حق ہے۔ اپنے اللہ اور رسول کو اس طرح مانو کہ ماننے کا حق ادا ہو جائے۔

ایمان کیا ہے؟

پیاری اسلامی بہنو!

ایمان کیا ہے؟ بس اس مسئلہ پر گفتگو مقصود ہے۔ پوری توجہ سے یہ چند گزارشات سماعت فرمائیں کہ ایمان کس کو کہتے ہیں۔ یہ تو ہر مسلمان جانتا ہے کہ جس وقت کوئی غیر مسلم صدقِ دل اور اخلاص نیت کے ساتھ کلمہ طیبہ پڑھ لے وہ مومن ہو جاتا ہے وہ کلمہ جو ہمارے ایمان کی بنیاد ہے وہ ہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ○

یہ کلمہ!

ایمان کی بنیاد ہے۔

ایمان کی نہاد ہے۔

ایمان کی اساس ہے۔

اس کلمے پر ہمارے ایمان کا انحصار ہے۔ اس کلمے پر ہمارے ایمان کا مدار ہے۔

کلمہ کا ترجمہ:

پیاری بہنو!

یہ کلمہ مبارک جس کو پڑھ کر ہم مسلمان ہوئے۔ صاحب ایمان ہوئے۔ اس کلمے کو ایک بار پڑھا۔ زندگی کے سب گناہ معاف ہو گئے۔ کافروں نے جتنے کفر کیے

مشرکوں نے جتنے شرک کیے، ظالموں نے جتنے ظلم کیۓ اگر سچے دل سے ایک بار پڑھ لیں لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؎ تو کفر شرک ظلم اور گناہ کی وہ تمام نجاستیں دھل جاتی ہیں، صاف ہو جاتی ہیں جو سات سمندروں کے پانی سے بھی نہیں ہوتیں۔ سات سمندروں کا پانی جس چیز کو پاک صاف نہ کر سکے۔ اس کو کلمہ طیبہ پاک کر دیتا ہے۔ یہ کلمہ کی قوت (سبحان اللہ) آیۓ کلمہ مبارک کا آسان اور عام فہم ترجمہ کریں۔

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کوئی معبود نہیں مگر اللہ ہے، لا الٰہ کوئی معبود نہیں، الا اللہ مگر اللہ ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کوئی معبود نہیں مگر اللہ ہے۔ اللہ ہے یعنی معبود ہے، معبود ہے موجود ہے، اللہ ہے، اللہ معبود تھا'' نہیں یہ ترجمہ نہیں بلکہ ترجمہ یوں ہے اللہ معبود ہے۔''

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔

پیاری بہنو!

توجہ کریں! کلمہ طیبہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ معبود ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ یہ ترجمہ جو میں پیش کر رہی ہوں یہ صرف میرا ترجمہ نہیں آپ بھی اس کا یہی ترجمہ کرتے ہیں۔

ساری امت کا ترجمہ:

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔

نبی پاک نے بھی یہی تصور دیا ہے۔ صحابہ کرام نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی تصور لیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ اولیاء مفسرین...... محدثین...... مجتہدین یہی ترجمہ کرتے رہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ کے رسول ہیں۔ ساری امت یہی کہہ رہی ہے اور قیامت پاک کہتی رہے گی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔

ہیں کا معنی:

یہ جو ساری امت ہیں...... ہیں کہہ رہی ہے...... ذرا ہیں پر غور کریں کہ "ہیں" کا کیا معنی ومفہوم ہے؟

میں کہتی ہوں...... فلاں شہر میں ایک عالم دین ہیں...... بڑے نیک ہیں...... عابد وزاہد ہیں...... خوش گفتار ہیں...... خوش اخلاق ہیں...... ابھی میں نے اور کچھ نہیں کہا مگر آپ کی سمجھ میں اتنا ضرور آئے گا کہ وہ بڑے اچھے ہیں...... بااخلاق ہیں...... نیک ہیں آپ خود سمجھنا، کہوں صرف اتنا کہوں کہ وہ بڑے اچھے ہیں...... ابھی مرے نہیں ہیں بلکہ زندہ ہیں۔

اگر خود سمجھ میں کہوں وہ بڑے اچھے عالم تھے بڑے بااخلاق تھے...... بڑے نیک، زاہد اور عابد تھے۔ آگے میں کچھ نہ کہوں آپ خود سمجھ جائیں گے کہ وہ سب نہیں ہیں۔

پیاری بہنو!

کلمہ کا ترجمہ یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں تو مسئلہ خود بخود سمجھ میں آ گیا کہ وہ ابھی ہیں...... مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں۔

خدا بھی ہے...... اس کا رسول بھی ہے۔

وہ معبود ہے...... یہ عابد ہے۔

وہ مطلوب ہے...... یہ طالب ہے۔

وہ مسجود ہے...... یہ ساجد ہے۔

وہ مشہور ہے...... یہ شاہد ہے۔

وہ خالق ہے.......... یہ مخلوق ہے۔

وہ مالک ہے.......... یہ مملوک ہے۔

وہ محبوب ہے.......... یہ محبوب ہے۔

اگر کوئی نبی کو مردہ سمجھے (معاذ اللہ) تو اللہ کو چاہئے کہ کلمہ کوئی اور بنائے یہ کلمہ تو نبی کو زندہ ماننے والوں کا ہے۔

توجہ فرمائیں!

میں آپ کو ایمان اور کلمے کی حقیقت سمجھانا چاہتا ہوں اگر کسی کا یہ عقیدہ ہے کہ کملی والا (معاذ اللہ) تو یہ مردہ ہے تو اس کو چاہئے کہ کلمہ کوئی نیا بنائے یہ کلمہ نہ پڑھے کیوں؟

یہ کلمہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ بتا رہا ہے کہ وہ...... ہے۔

کملی والا.......... ہے۔

اللہ کا رسول.......... ہے۔

اللہ کا نبی.......... ہے۔

رحمۃ اللعالمین.......... ہے۔

خاتم النبیین.......... ہے۔

شفیع المذنبین.......... ہے۔

ہمارا نبی.......... ہے۔

پیاری بہنو!

یہ کلمہ نبی کو زندہ ماننے والوں کا ہے۔ یہ کلمہ ان کا ہے جو حیات نبی کے قائل ہیں اور جو حیات النبی کے قائل نہیں...... ہرگز ان کا یہ کلمہ نہیں...... وہ کلمہ کوئی اور تلاش کریں...... کیونکہ اس کلمے کا معنی ہے کہ...... نبی ہے۔

ایک مثال:

اور یہ مسئلہ تو آپ جانتے ہیں...... کہ جس کے لیے کوئی اہتمام کیا جائے...... کوئی بزم سجائی جائے...... جب تک وہ اس بزم میں رہے......اہتمام بزم قائم رہتا ہے۔ مثلاً آپ نے کسی کو مہمان بلایا......اس کے لیے آپ نے شامیانے لگائے...... دریاں بچھائیں......کرسیاں لگائیں......روشنی جلائی......اہتمام کیا......اب وہ آنے والا جس کے لیے اہتمام کیا۔ جب تک وہ بزم میں موجود رہے گا۔

شامیانے لگے رہیں گے...... کرسیاں لگی رہیں گے...... دریاں بچھی رہیں گی......میز لگے رہیں گے......بلب جلتے رہیں گے۔

یہ اس بات کی علامت ہے کہ جس کے لیے یہ اہتمام کیا تھا وہ ہے۔

اچھا یہ بتاؤ!

جب آپ کا مہمان چلا جائے۔ تو بعد میں شامیانے لگے رہیں گے؟...... کرسیاں بجی رہیں گی؟...... دریاں بچھی رہیں گی؟......میز لگے رہیں گے؟......نہیں......کیا ہوگا شامیانے اتار لیے جائیں گے......کرسیاں اکٹھی کر کے ٹینٹ والوں کو بھیج دی جائیں گی۔ میز تہہ کر لیے جائیں گے......روشنیاں بجھا دی جاتی ہیں......کیونکہ جس کے لیے یہ انتظام کیا تھا، وہ اب نہیں رہا وہ انتظام ختم کر دیا جاتا ہے۔

تو پیاری اسلامی بہنو!

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ یہ چودہ طبق کی کائنات اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بنائی ہے۔ آپ مقصود کائنات بھی ہیں اور محبوب ممکنات بھی...... آپ باعث تکوین عالم بھی اور سبب تخلیق آدم بھی ہیں۔ حدیث قدسی میں خدا فرما رہا ہے:

لو لا لما خلقت الافلاك...... لو لان لما اظهرت لربوبية٥

(مکتوبات امام ربانی دفتر سوئم، مکتوب:122)

محبوب اگر تو نے نہ آنا ہوتا میں نہ افلاک کو بناتا اور نہ ہی اپنی ربوبیت کو ظاہر فرماتا۔

قائد مشرق، نقاد مغرب اقبال مرحوم نے اس مفہوم کو یوں ادا کیا:

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دھر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
ہو نہ یہ ساقی مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا بھی تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

جب اس مسئلے پر ہم سب کا یقین بھی ہے اور ایمان بھی کہ

یہ دنیا بنی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے
عرش وفرش سجے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے
چاند اور سورج چکے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے
جنت کی رونق ہے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے
ستاروں کی نزہت ہے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے
قوس وقزح کی رنگینی ہے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے
نظام عالم کی بوقلمونی ہے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے
فلک بوس کہسار بنے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے
نشاط انگیز آبشار بنے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے
غنچوں میں چٹک ہے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے
پھولوں میں چمک ہے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے

جسم میں جان ہے　　　مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے

دل میں ایمان ہے　　　مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے

پیاری بہنو!

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہونی تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کے شامیانے لگا دیے...... چاند اور سورج جگمگا دیے...... ستاروں کے قمقمے سجا دیے...... زمین پر سبزے بچھا دیے...... پہاڑوں کے اسٹیج لگا دیے۔

فرمایا:

محبوب میں نے سب کچھ تمہارے لیے سجایا اب آؤ...... پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گری ہوگئی...... تشریف آوری ہوگئی۔

پیاری اسلامی بہنو!

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے ہیں تو ہمارے درمیان میں موجود ہیں۔ ابھی گئے ہیں...... ابھی ہمارے درمیان ہیں۔ کیونکہ دستور یہ ہے کہ جب محفل سے مہمان اٹھ کے چلا جائے...... شامیانے اتار لیے جاتے ہیں...... روشنیاں بجھا دی جاتی ہیں...... دریاں اٹھا دی جاتی ہیں...... کرسیاں سمیٹ لی جاتی ہیں...... تو پتہ یہ چلا ہے کہ جو مہمان آیا تھا وہ اب اس محفل سے چلا گیا ہے لیکن خدا نے جو انتظام اپنے محبوب کے لیے کیا تھا ابھی باقی ہے۔

آسمانوں کے شامیانے تنے ہوئے ہیں
چاند اور سورج چمک رہے ہیں
ستاروں کے لشکر دمک رہے ہیں
پھول اپنی نگہت دکھا رہے ہیں
بلبل نغمہ سرائی میں مصروف ہے

پروانے شمع کا طواف کر رہے ہیں

زمین پہ سبزہ اُگا ہوا ہے

پہاڑوں کے اسٹیج موجود ہیں

مسجدوں میں اذانیں ہو رہی ہیں

درود و سلام کی صدائیں آ رہی ہیں

عاشقوں کی التجائیں مدینے جا رہی ہیں

اس محبوب کے نام کے ڈنکے بج رہے ہیں

اس کی نبوت کے پھریرے لہرا رہے ہیں

نظام کائنات موجود ہیں

پیاری اسلامی بہنو!

معلوم ہوا...... وہ محبوب ابھی گیا نہیں

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہاں کی جان ہے تو جہاں ہے

یہ سبق ہمیں ملا ہے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۝ سے

کلمہ طیبہ یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ہے اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ہے۔ وہ اللہ ہے اور یہ اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔

کلمہ توحید:

اب میں آپ سے ایک سوال کرتی ہوں۔ یہ جو کلمہ ہم سارے روزانہ پڑھتے ہیں، مجھے بتاؤ اس کلمے کا نام کیا ہے؟ تو آپ جواب دیں گے...... کلمہ توحید...... کلمہ

توحید مگر جب لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ○ پر غور کیا جائے......تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اس کلمے کے دو جز ہیں۔ پہلا جز لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اس میں اقرار الوہیت ہے۔ دوسرا جز مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اس میں اقرار رسالت ہے۔ پہلا حصہ کلمہ توحید ہے جبکہ دوسرا حصہ رسالت ہے۔ میری ان معروضات پر انتہائی توجہ سے غور کریں۔ میں دعوت فکر دے رہی ہوں۔

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے ابلہ مسجد ہوں نے تہذیب کا فرزند
اپنے بھی خفا مجھ سے بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو بھی کہہ نہ سکا قند

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ میں توحید کا بیان ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں بھی توحید کا بیان ہے۔ اب آپ کہیں گے یہ کیا بات ہوئی......میں کہوں گی......یہ بات نہیں...... یہ حقیقت ہے۔

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ میں بھی توحید کا بیان ہے۔
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں بھی توحید کا بیان ہے۔
آپ کہیں گے کیسے؟
تو میں کہوں گی ایک توحید ہے خدا کی اور ایک توحید ہے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی......یا یوں کہہ لو

اک توحید خداوندی
اک توحید مصطفوی

توحید کا معنی:

توحید کا معنی ہے۔ ایک جاننا، ایک ماننا، خدا کی توحید یہ ہے کہ خدا کو ایک ماننا اور

جانا جائے۔

اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توحید یہ ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایک مانا ایک جانا جائے اگر خداوند دو نہیں ہو سکتے ...... تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دو نہیں ہو سکتے۔ خدا بھی ایک اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک ہے ...... یہ ہے کلمہ توحید ...... مجھے بتاؤ خدا کتنے ہیں ...... ایک ...... اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کتنے ہیں ...... ایک

رب اللعالمین کتنے ہیں ایک

رحمۃ اللعالمین کتنے ہیں ایک

پھر سنو!

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ میں توحید الوہیت ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں توحید رسالت ہے۔

خدا کمالاتِ الوہیت ہے میں وَحْـدَهٗ لَا شَـرِيْكَ ہے

مصطفیٰ کمالاتِ رسالت میں وَحْـدَهٗ لَا شَـرِيْكَ ہے

ثابت ہوا:

مشرک دو قسم کے ہیں جو کسی کو خدا کا شریک مانے وہ بھی مشرک اور جو کسی کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک مانے وہ بھی مشرک ...... شریک خدا کا بھی نہیں اور شریک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی نہیں ...... جو خدا کا شریک مانے وہ مسلمان بھی نہیں ...... جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک مانے وہ انسان بھی نہیں۔

اس مفہوم کو حضرت امام ابو میری رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ بردہ شریف میں یوں بیان فرمایا:

مُـنَـزَّهٌ عَـنْ شَـرِيْكٍ فِـىْ مَـحَـاسِـنِـهٖ

فَـجَـوْهَـرُ الْـحُسْنِ فِيْـهِ غَيْـرُ مِـنْـقَـسِـمٖ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات وصفات ...... اوصاف وکمالات ...... نبوت و رسالت میں شریک سے منزہ ہیں۔ بحمدہٖ تعالیٰ ہم اہل سنت نہ شرک فی الالوہیت قبول کرتے ہیں اور نہ ہی شرک فی الرسالت قبول کرتے ہیں۔

تو پیاری بہنو!

کلمہ طیبہ کا معنی یہ ہوا کہ خدا بھی ایک اور مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ایک ہے۔

جیسے ان سب کا خدا ایک ہے ایسے ہی
اِن کا اُن کا ہمارا تمہارا نبی

جس طرح توحید پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی طرح توحید مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے۔

سنو! پھر کہتی ہوں!

شریک خدا کا بھی نہیں — شریک مصطفےٰ کا بھی نہیں
ہے وہ بھی لا شریک — ہے یہ بھی لا شریک
ہے وہ بھی وحدہ — ہے یہ بھی وحدہ

سنو! ایمان کی بنیاد:

ہے خدا بھی وحدہ — یہ مصطفےٰ بھی وحدہ
ہے خدا بھی منزہ — ہے مصطفےٰ بھی منزہ
ہے خدا بھی مبرّہ — ہے مصطفےٰ بھی مبرّہ
ہے خدا بھی بے عیب — ہے مصطفےٰ بھی بے عیب
عیب وہاں نہیں — عیب یہاں نہیں
ریب وہاں نہیں — ریب یہاں نہیں

نقص وہاں نہیں گمان یہاں نہیں
جسم وہاں نہیں سایہ یہاں نہیں

کلمہ توحید یہ سبق دے رہا ہے کہ نبی کو خدا سے ملا کے مانو۔ کہیں جدا نہ کر دینا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ (النساء:150)

چاہتے ہیں کہ فرق کریں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ (النساء:151)

وہ پکے کافر ہیں۔

ایمان یہ ہے کہ خدا کو بھی مانو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مانو، نہ کلمے میں جدائی ہے نہ اذان میں جدائی ہے، نہ قرآن میں جدائی ہے نہ ایمان میں جدائی ہے، کس طرح مانو خدا اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو..... تو سنو!

ہے خدا بھی ایک ہے مصطفیٰ بھی ایک
ہے وہ بھی بے مثل ہے یہ بھی بے مثل
ہے وہ بھی لاجواب ہے یہ بھی لاجواب
تو لا وہ بھی نہیں جاتا ناپایہ بھی نہیں جاتا
سوچا وہ بھی نہیں جاتا سمجھا یہ بھی نہیں جاتا
ہے وہ بھی بے نیاز ہے یہ بھی بے نیاز
وہ حسن بے نیاز یہ عشق بے نیاز
وہ شمع بے نیاز وہ پروانہ بے نیاز
وہ گل بے نیاز وہ عندلیب بے نیاز

وہ نازِ بے نیاز — وہ نیاز بے نیاز

سنو سنو!

ثانی اس کا بھی نہیں — ثانی اس کا بھی نہیں
مثیل اس کا بھی نہیں — عدیل اس کا بھی نہیں
قسیم اس کا بھی نہیں — سہیم اس کا بھی نہیں
کفیل اس کا بھی نہیں — وکیل اس کا بھی نہیں
ہے وہ بھی بے مثل — ہے یہ بھی بے مثل

لیکن فرق ہے یہ

وہ بنانے میں بے مثل — یہ بننے میں بے مثل
وہ پڑھانے میں بے مثل — یہ پڑھنے میں بے مثل
وہ سکھاتے میں بے مثل — یہ سیکھنے میں بے مثل
وہ لانے میں بے مثل — یہ آنے میں بے مثل
وہ دینے میں بے مثل — یہ لینے میں بے مثل
وہ عطا میں بے مثل — یہ سخا میں بے مثل
وہ شانِ قدم میں بے مثل — یہ مقام حدوث میں بے مثل
وہ الوہیت میں بے مثل — یہ رسالت میں بے مثل
وہ ربوبیت میں بے مثل — یہ نبوت میں بے مثل
وہ خدائی میں بے مثل — یہ مصطفائی میں بے مثل

﴿سبحان اللہ﴾

توحید اور ایمان:

پیاری بہنو!

ایک ہے توحید   اللہ کو ماننا

ایک ہے ایمان   رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ماننا

اللہ تعالیٰ کی توحید میں ضروری نہیں۔ اس میں ایمان بھی آ جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس میں توحید بھی آ جائے۔

توحید جز ہے...... ایمان کل ہے...... توحید اجمال ہے...... ایمان تفصیل ہے...... میں عرض کر رہی ہوں کہ ایمان کیا ہے؟ عقیدہ توحید جس پر لوگ بڑا زور دیتے ہیں وہ توحید صرف ہم مانتے ہیں لیکن محض

توحید مرزائیوں کے پاس بھی ہے

توحید عیسائیوں کے پاس بھی ہے

توحید یہودیوں کے پاس بھی ہے

توحید ہندوؤں کے پاس بھی ہے

توحید سکھوں کے پاس بھی ہے

توحید کرونا نگ کے پاس بھی ہے

لیکن مومن نہیں ہیں

توحید شیطان کے پاس بھی ہے

لیکن مومن نہیں ہے۔

توحید اور ایمان میں تھوڑا سا فرق ہے۔ ذہن نشین کر لیں توحید محض خدا کو ماننا اور خدا کے ساتھ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ملا کر ماننا یہ ایمان ہے۔ لوگ ہمیں کہتے ہیں خدا اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملاؤ نہ...... ہم پوچھتے ہیں، کیوں؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حد:

کہتے ہیں تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنی تعریف کرتے ہو کہ نبی کی حد...... خدا کی حد

سے ملا دیتے ہو......

ہم جواباً عرض کرتے ہیں نادانو!

اپنے لفظوں پر غور کرو۔ ہم پر الزام دھرتے ہو کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حد کو خدا کی حد سے ملا دیتے ہو۔ ہمیں تو آج تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حد کا پتہ نہ چلا اور تمہیں خدا کی حد کا بھی پتہ چل گیا ہے۔ ہمیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حد کا پتہ نہیں چل سکا اور تم خدا کی حد کو معلوم کرتے پھرتے ہو۔

سنو!......

میرے نبی علیہ صلی اللہ حد کا تو جبرائیل کو پتہ نہ چلا
اوتھوں تیک نہ کوئی ہور گیا
اک کالیاں زلفاں والا سی جہیڑا سدرہ دی حد توڑ گیا

جو حدیں توڑنے والا ہے تم اس کو حدوں میں محدود کرتے پھرتے ہو۔ کہتے ہیں نہیں تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا سے ملاتے ہو۔

ہم کہتے ہیں...... نادانو!...... ہم کون ہیں؟...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا سے ملانے والے۔ یوں کہا کرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خدا سے ملاتا ہے کیونکہ کسی کو کسی سے ملاتا تو وہ ہے جو خود ملا ہوا ہو۔

اگر تم خدا سے ملنا چاہتے ہو تو پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جاؤ...... کیونکہ وہ خدا سے ملا ہوا ہے...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا میں آتا ہی اس لیے ہے کہ بندوں کو خدا سے ملائے۔

پیاری بہنو!

بڑے سادہ لفظوں میں ایمان کی حقیقت کو عرض کر رہی ہوں۔ ایمان جاننے کا نام نہیں ماننے کا نام ہے۔ اس پر قرآن سے دلیل پیش کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے:

یَعْرِفُوْنَ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَ هُمْ○

یہ یہودی اور عیسائی میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح جانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹے کو جانا جاتا ہے۔لیکن پھر بھی بے ایمان ہیں۔

ثابت ہوا!

کہ یہودی اور عیسائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے تھےلیکن مومن نہ بن سکے ......اس لیے کہ انسان جاننے سے مومن نہیں کہلاتا بلکہ ماننے سے مومن کہلاتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف جانتے نہ تھے بلکہ مانتے تھے۔

توجب ایمان صرف خدا کے ماننے کا نام نہیں بلکہ ایمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے کا نام ہے تو یہ نہیں ہوسکتا کہ مومن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹ جائے ......یہ نہیں ہوسکتا کہ مومن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن چھوڑ دے کیونکہ مومن نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا ہے۔

صحابہ نے مانا تھا:

پیاری بہنو!

صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا تھا......جب مان لیا بس پھر مان لیا

جفا وجور کی آندھیاں چلتی رہیں   یہ مانتے رہے

گرم ریت پر گھسیٹے گئے   یہ مانتے رہے

سینوں پر وزنی پتھر رکھے گئے   یہ مانتے رہے

آگ کے انگاروں پر لٹائے گئے   یہ مانتے رہے

سولی کے تختوں پر چڑھائے گئے   یہ مانتے رہے

جلاوطن کر کے دربدر پھرائے گئے   یہ مانتے رہے

یگانے بیگانے ہو گئے یہ مانتے رہے
دوست دشمن ہو گئے یہ مانتے رہے
وفادار جفاشعار بن گئے یہ مانتے رہے
پھولوں کے ہار خار بن گئے یہ مانتے رہے

بدر میں بھی مانتے رہے...... احد میں بھی مانتے رہے...... کربلا میں بھی مانتے رہے۔

ایمان نام ہے ماننے کا...... سنو! جب ایمان ماننے کا نام ہے تو ماننا یہ ہے کہ جس کو مان لیا۔ بس پھر مان لیا...... دنیا کی کوئی طاقت اس کے حکم سے ہٹا نہ سکے...... دنیا کی کوئی قوت اس سے دور نہ کر سکے۔

یوسف علیہ السلام نے اللہ کو مانا تھا ساتویں کوٹھری میں بھی مانتے رہے
ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کو مانا تھا آتش نمرود میں بھی مانتے رہے

ایمان کی قوت:

توجہ فرمائیں!...... ایمان کیا چیز ہے۔ میں آپ کو ایک صحابی کی بات سناتی ہوں:

ان سے ایک کبیرہ گناہ سرزدہ ہو گیا...... جس گناہ کی شریعت میں حد مقرر ہے۔ گناہ کر کے روتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے پاک کیجئے، مجھ سے سنگین گناہ سرزد ہو گیا ہے...... وہ گناہ بھی کبیرہ تھا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کی زبان سے یہ بات سنی تو رخ انور پھیر لیا۔ پھر سامنے آ گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے کبیرہ گناہ ہوا ہے مجھے سزا دی جائے...... مجھ پر حد لگائی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر رخ انور پھیر لیا...... وہ سامنے آ گیا کہنے لگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے سنگین جرم ہوا ہے۔ مجھ پر حد جاری کی

جائے۔ جب تین بار اس نے یہ کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: کیا یہ پاگل تو نہیں؟ عرض کی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پاگل نہیں۔ سب کچھ جانتا سمجھتا ہے۔ چوتھی بار اس نے پھر عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پاک کرو۔ میں گناہ کر بیٹھا ہوں۔ مجھ پر حد جاری کرو۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمایا: دیکھو یہ ہے تو گنہگار مگر کتنا سچا گناہ گار ہے۔ یہ اپنا گناہ چھپاتا نہیں بلکہ کہتا ہے کہ مجھ پر حد لگاؤ تاکہ میں پاک ہو جاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا ایمان مضبوط ہے۔ ایک صحابی نے عرض کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی وصیت فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو نے کہا امنت میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا فاستقم پھر ڈٹ جا۔ کیونکہ ڈٹ جانا ایمان ہے۔ تو ہل نہ سکے۔ تجھے کوئی لالچ اور طمع ایمان سے دور نہ کر سکے۔ یہ ایمان ہے یہ وہ طاقت ہے۔

پیاری اسلامی بہنو!

مدینہ منورہ کے قریب ایک گاؤں غامدیہ ہے۔ اس کی ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔

وہ عورت کہتی ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے پاک کرو۔ مجھ سے زنا کا ارتکاب ہوا ہے۔ میں حاضر ہوں۔ مجھ پر حد لگاؤ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واقعی سچ کہتی ہے اس نے کہا: اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں ناپاک ہوگئی ہوں۔ مجھے پاک کرو۔ میں گنہگار ہوں میرا گناہ معاف کرواؤ مجھ پر حد لگاؤ۔

وہ عورت حاملہ ہو چکی تھی۔ رحمۃ اللعالمین نے فرمایا کہ گناہ تو تو نے کیا ہے۔ تیرے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کا تو کوئی گناہ نہیں حمل وضع ہو لینے دے پھر آنا۔

وضع حمل تک عورت نے صبر کیا...... بچے کو اٹھا کر پھر آ گئی...... حضور صلی اللہ علیہ

وسلم مجھ پر حد جاری کرو...... میں ناپاک ہوں...... مجھے پاک کرو...... میں نے جرم کیا ہے......عورت کی سچائی دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت متاثر ہوئے۔ پھر فرماتے ہیں: یہ بچہ ابھی دودھ پیتا ہے اگر تجھ پر حد لگا دی تو اس بچے کا حق ضائع ہو جائے گا۔

جا اس کی دودھ کی مدت پوری کر پھر آنا...... جب دودھ کی مدت پوری ہو گئی اس سچی عورت نے بچے کو اٹھایا اس کے ہاتھ میں روٹی کا ایک لقمہ پکڑایا تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کر معلوم کر لیں کہ اب یہ دودھ پینا چھوڑ گیا ہے۔ اب روٹی کھا سکتا ہے۔ پھر آ کر عرض کرتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں ناپاک ہوں...... مجھے پاک کرو...... مجھ پر حد لگاؤ...... ایک بار بھی اس عورت کو خیال نہ آیا کہ اس معصوم بچے کی معصومیت یہ تقاضا کرتی ہے کہ میری ماں زندہ رہے...... ایک بار بھی دل میں یہ شوق نہ آیا کہ میں بچے والی ماں ہوں میں موت کے منہ میں نہ جاؤں، نہیں...... کہتی ہے مجھے پاک کرو۔ میں ناپاک ہو گئی ہوں...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا۔ اس پر حد جاری کرائی...... اس کی روح پرواز کر گئی۔ خدا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو ہیں اور صحابہ کو فرماتے ہیں:

اس عورت نے ایسی سچی توبہ کی ہے کہ اگر اس کی سچی توبہ مدینے کے تمام گناہ گاروں پر تقسیم کی جائے تو سارے بخشے جائیں۔

پیاری اسلامی بہنو!

وہ کون سی طاقت تھی جو اس عورت کو بار بار لاتی تھی کہ مجھے سزا دو...... یہ ایمان کی طاقت تھی۔ اس کو ایمان کہتے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتی ہوں گرمی بھی شدت سے ہے......لو بھی چل رہی ہے...... آپ گرمی میں بیٹھے ہوئے ہیں...... کئی دوست دھوپ میں بیٹھے ہیں...... نہ وقت کا خیال ہے...... نہ اپنی صحت کا خیال ہے...... روزے دار بھی ہیں...... وہ کون سی طاقت ہے؟ جو آپ کو کھینچ کر مسجد میں لے آئی اور یہاں

بٹھائے ہوئے ہے کہ دودہ ایمان کی طاقت ہے۔

توجہ فرمائیں! گرمی کا موسم ہے۔ تمازت آفتاب ہے۔ جسم پسینے سے شرابور ہے۔ گرم لو چل رہی ہے۔ آپ نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ آپ گھر میں موجود ہیں۔ سایہ بھی ہے۔ کمرہ بھی ہے۔ دیکھنے والا بھی کوئی نہیں۔ میوے بھی ہیں۔ دل کمزور ہو رہا ہے۔ لیکن کہتے ہیں میں شام تک روزہ نبھاؤں گا یہ طاقت کہاں سے آئی اس طاقت کا نام ایمان ہے۔ جو آپ کے سینے میں موجود ہے۔ دعا کرو! یہ ایمان سلامت رہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ۝

◆◆◆◆◆

بارہویں تقریر:

فضیلت مدینہ منورہ احادیث کی روشنی میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ حَمْدُ الشَّاكِرِيْنَ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَاَكْمَلُ السَّلَامِ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ قَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ وَسِيْلَتِنَا فِي الدَّارَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ وَالْمَغْرِبَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ مَوْلَانَا وَ مَوْلَى الثَّقَلَيْنِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا وَ مَلْجَانَا وَمَاْوٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمدینة خیرتھم لو کانوا یعلمون○ (صحیح مسلم، کتاب الحج)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمِ○

پیاری اسلامی بہنو!

آج کے خطاب کی بنیاد حدیث پاک پر رکھی گئی ہے جو امام مسلم علیہ الرحمۃ نے اپنی ''الجامع الصحیح'' میں نقل فرمائی ہے۔ زبان نبوت سے ادا فرمودہ مبارک الفاظ سماعت فرمائیں:

والمدینة خیرتھم لو کانوا یعلمون○

یعنی مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ علم رکھے۔

شرح حدیث:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مدینہ منورہ میں سکونت پذیر ہونے کی رغبت اور تشویق دلائی ہے۔ یہ ارشاد نبوی اس وقت صادر ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے علم نبوت کا اظہار فرماتے ہوئے بتایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں کو کہیں گے چلو اس جگہ جہاں ..... آسانی و سہولت ہو..... عیش و عشرت ہو..... ہریالی اور سبزہ ہو..... اشجار و انہار ہوں..... اور دوسری روایت میں فرمایا کہ عنقریب یمن فتح ہوگا۔ تو ایک قوم خوشی خوشی دوڑتی ہوئی آئے گی۔ اور اپنے اہل و عیال اور خدام کو وہاں لے جائے گی۔ شام اور عراق فتح ہوگا۔ تو ایک قوم خوشی خوشی آئے گی۔ اپنے اہل و عیال اور خدام کو وہاں لے جائے گی۔

تو ان لوگوں کی حرماں نصیبی پر اللہ تعالیٰ کے نبی، سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

والمدينة خير لهم	مدینہ ان کے لیے بہتر ہے
لو كانوا يعلمون○	اے کاش وہ اس حقیقت کو جانتے

حدیث پاک کے ان الفاظ سے معلوم ہوا کہ ہر کوئی مدینہ منورہ کی عظمت سے واقف نہیں۔

پیاری اسلامی بہنو!

اس حدیث پاک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پاک کو لفظ خیر سے تعبیر فرمایا ہے۔ خیر کا معنی بہتر..... تو مدینہ منورہ بہتر ہے..... دینی و دنیاوی بلکہ ہر لحاظ سے مدینہ بہتر ہے یوں سمجھیں کہ!

بودو باش ہو یا رزق و معاش
عبادت ہو یا ریاضت
طاعت ہو یا زیارت
الفت ہو یا محبت
عشق ہو یا مودت
قرب ہو یا وصال
وجد ہو یا حال
ذوق ہو یا وجدان
عرفان ہو یا احسان
ہر لحاظ سے، مدینہ بہتر ہے

بلکہ غریقِ عشقِ رسول امام مالک علیہ الرحمۃ کے مطابق:

مدینہ...... مکہ سے بھی بہتر ہے۔(سبحان اللہ)

کون امام مالک؟

جنہیں حضور علیہ السلام نے عالمِ مدینہ کے خطاب سے نوازا۔

جو امام دارالہجرۃ بھی کہلائے اور محدث مدینہ بھی۔

جو مدینۃ المنورہ میں حدیث رسول کا درس ارشاد فرماتے رہے۔

جنہوں نے خلیفۂ وقت کو مدینہ کے آداب سکھائے۔

اہل مدینہ کے حقوق جتلائے۔ درِ رسول کی حاضری کے آداب سمجھائے۔

مسجد نبوی میں بوقت دعا و عارضہ انور کی طرف رخ کرنے کے اسرار بتائے۔

کون امام مالک؟

جن کے متعلق محمد بن رمح کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے علم کا وارث مالک ہے۔

جن کی کتاب ''الموطا'' کے متعلق امام شافعی نے فرمایا:

کتاب اللہ تعالیٰ کے بعد روئے زمین پر اس سے صحیح کوئی کتاب نہیں۔

جنہوں نے صرف ایک حج کیا اور بقیہ ساری عمر مدینہ منورہ میں گزار دی جب وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: فرض ادا کر چکا اب مدینہ سے باہر اس لیے نہیں جاتا کہ کہیں باہر موت نہ آ جائے۔ اور میں مدینہ میں مرنے کی سعادت سے محروم نہ ہو جاؤں۔ جب مدینہ منورہ میں مرنے کی فضیلت پوچھی گئی۔

موت آئے تو مدینہ میں:

تو آپ نے فرمایا: میرے سامنے تاجدارِ مدینہ کی وہ حدیث مبارکہ ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من استطاع ان یموت بالمدینة فلیمت بھاo

یعنی جو شخص مدینہ میں مرنے کی استطاعت رکھتا ہو اسی کو چاہئے کہ مدینہ میں مرے۔

فانی اشفع لمن یموت بھاo (ترمذی، احمد ابن ماجہ ابن حبان)

بے شک میں محمد عربی وعدہ کرتا ہوں جو ایمان اور محبت کے ساتھ مدینہ منورہ میں مرا۔ میں اس کی شفاعت کروں گا۔

اس حدیث پاک میں جو لفظ ہے کہ جو مدینہ میں مرنا چاہئے اس کو چاہئے کے ضرور مدینہ میں مرے...... اس کا مطلب یہ ہے کہ مدینہ میں رہائش اختیار کرے اقامت پذیر ہو جائے...... مدینہ کو اپنا مسکن بنا لے تا کہ مدینہ اس کا مدفن ہو جائے......

کیونکہ موت کا ایک دن معین ہے تو جب رہائش مدینہ میں ہوگی تو موت بھی یہیں آئے گی اور جس کو مدینہ میں موت آ گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اس کی میں شفاعت کروں گا۔

وہ شفاعت نبوی کا مستحق ہو جائے گا۔ اور یہ خصوصی شفاعت ایسی ہے جو فقط ساکنانِ مدینہ منورہ کے لیے خاص ہے۔

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے آؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ ہے شہرِ شفاعت نگر کی

یا یوں کہہ لیں

شفاعت مسلم جو مل جائے مجھ کو
پئے دفن قرب و جوارِ مدینہ

ولا یثبت احد لاو انہا وجہدھا الا کنت لہ شفیعا او شہیدا ○ (صحیح مسلم رقم الحدیث: 3214)

جو کوئی مدینہ منورہ میں بھوک، پیاس اور محنت و مشقت پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت بھی کروں گا اور (اس کے ایمان کی) گواہی بھی دوں گا۔

تو پیاری اسلامی بہنو!

ان احادیث مقدسہ سے جہاں مدینہ کی تکالیف پر صبر کرنے کا اجر شفاعتِ نبوی کی صورت میں مل رہا ہے وہیں مدینہ میں قیام کرنے اور مرنے کی فضیلت بھی واضح ہو

رہی ہے...... مدینہ میں رہنے والے خوش نصیب شہر نبی کا باسی بھی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسایہ بھی اور یہ تو آپ جانتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسایہ بھی اور یہ تو آپ جانتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسائے کے کتنے حقوق بیان فرمائے ہیں...... تو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسایہ بنا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کے حقوق عائد ہو گئے۔

واللہ اپنے ہمسائیوں کے حقوق جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے فرمائے۔ کوئی اور پورے نہ کر سکا...... اہل حلم و فضل تو اپنے ہمسایوں پر صرف احسان کرتے ہیں اور میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے ہمسایوں کے ساتھ یہ سلوک کروں گا...... کہ نہ صرف ان کے ایمان کی گواہی دوں گا بلکہ ان کی شفاعت بھی کروں گا اور انہیں بخشوا بھی لوں گا۔ (سبحان اللہ)

مدینہ منورہ میں رہنے اور مرنے کی اسی فضیلت عظمیٰ کو حاصل کرنے کے لیے اکابر صحابہ اور امت کے جلیل القدر ائمہ آرزو بھی کرتے رہے اور دعا بھی۔

دعائے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:

پیاری بہنو! مدینہ منورہ میں مرنے کی فضیلت پوچھنی ہے...... تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، مرادِ رسول ترجمانِ حق و صداقت...... اداشناس مزاجِ نبوت...... امیر المومنین حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے پوچھو...... جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں دعا مانگتے رہے:

اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلکo

اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما۔

وموتا فی بلد رسولکo (بخاری شریف)

شہادت ملے مگر تیرے نبی کے شہر میں۔

آقا نے فاروق کو مانگا تھا خدا سے
اور فاروق نے اللہ سے مانگا ہے مدینہ

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی یہ دعا قبول ہوگئی...... اگر کسی کو شک ہو تو جاؤ۔ مدینہ پاک میں سنہری جالیوں کے اندر جھانک کے دیکھو۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں فاروق اعظم کی قبر انور ہے۔

کیا مقدر میں صدیق و فاروق کے
جن کا گھر رحمتوں کے خزینے میں ہے

سنئے!

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف میں...... مصلیٰ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر...... عین حالت نماز میں بوقت فجر امامت کراتے ہوئے شہید ہوئے...... شہادت ملی اور وہ بھی مدینہ میں...... پہلوائے نبوی میں دفن کی سعادت بھی ملی...... پہلوائے نبوی میں دفن کی سعادت ملی اور نبوت کی دائمی رفاقت بھی۔

اگر کوئی مدینے میں رہنے اور وہاں مرنے کی فضیلت پوچھنا چاہتا ہے تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے پوچھ لے۔

ان احادیث کی روشنی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عقیدہ وعمل واضح ہوا کہ زندگی کا جتنا عرصہ ملے مدینہ منورہ میں گزارنا چاہئے...... وہیں رہنا چاہئے اور وہیں مر جانا چاہئے۔

مدینہ...... محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم:

پیاری اسلامی بہنو!

حضور سرور کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور مدینہ منورہ کی عظمت ورفعت کے لیے بس اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ یہ شہر حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کا محبوب ہے اور یہ اصول ہے کہ محبوب کا محبوب بھی محبوب ہوتا ہے تو پتہ چلا کہ مدینہ منورہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا بھی ''محبوب'' شہر ہے ......اسی محبوبیت کی وجہ سے مدینہ منورہ کا نام!

المحبہ بھی ہے اور المقبوبہ بھی

المعبہ بھی اور الحبیبۃ بھی

محبوبیت مدینہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی شاہد ہے آپ نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی!

اللھم حبب الینا المدینۃ کما حببت مکۃ او اشد○

(مسلم شریف رقم الحدیث 3238)

اے اللہ تعالیٰ! جس طرح تو نے ہمارے نزدیک مکہ محبوب کیا...... مدینہ کو بھی اسی طرح محبوب کر دے یا اس سے بھی زیادہ محبوب کر دے......

معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہے ......قلب نبوی میں محبوبیت مدینہ اس کمال کو پہنچ چکی تھی کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مبارک سفر سے مراجعت فرماتے...... مدینہ کے در و دیوار نظر آتے تو اپنی سواری کو تیز دوڑاتے اور یوں دعا مانگتے ہوئے مدینہ میں قدم رنجہ فرماتے:

اللھم اجعل لنا قرار ورزقا حسنا○ (بخاری شریف)

اے اللہ تعالیٰ! اس شہر کو ہمارے لیے قرارگاہ بنا دے اور ہمیں خوبصورت رزق عطا فرما۔

مدینہ منورہ کی اسی محبوبیت کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو مدینہ میں اقامت پذیر ہونے اور یہیں مر جانے پر شفاعت کا مژدہ سنایا ہے۔

عجیب تبلیغ:

ایام حج بیت رہے ہیں۔ خوش نصیب زیارت حرمین شریفین کے لیے جا رہے ہیں۔ انہیں حج بھی مبارک ہو اور مدینہ منورہ کی حاضری بھی ...... ہمارے شہر میں کئی مقامات پر حجاج کرام کو مسائل حج سکھائے جا رہے ہیں حج کے طریقے سناتے جا رہے ہیں ...... لیکن کچھ لوگ سادہ مسلمان لوگوں کو عجیب تبلیغ کر رہے ہیں ...... وہ یہ کہ زیادہ وقت مکہ میں گزارنا ...... وہاں ثواب زیادہ ہے ...... ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ...... مدینے میں زیادہ دیر نہ ٹھہرنا ...... وہاں ثواب کم ہے۔

پیاری بہنو!

کلمہ نبی پاک کا پڑھنے والے ...... امتی کہلانے والے ...... مسلمان کہلانے والے ...... کلمہ پڑھانے والے ...... عالم و فاضل اور حاجی و نمازی کہلانے والے ...... تبلیغ یہ کر رہے ہیں کہ اول تو مدینہ جانا ہی نہیں چاہیے ...... اگر آپ کو سیر و سیاحت کا شوق ہے تو مسجد نبوی کی زیارت کی نیت سے جانا ...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی نیت نہ کرنا ایک طرف یہ تبلیغ ہو رہی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینے بلاتے ہیں:

اور میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی عظمتیں بتا کر ...... بشارتیں سنا کر ...... اور شفاعت کے وعدے فرما کر ...... امت کو مدینہ بلا رہے ہیں ...... فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

> ''میرے جس امتی نے میری قبر کی زیارت کی مجھ پر اس کی شفاعت واجب ہوگئی۔'' (سنن دار قطنی، الشفاء ابن خزیمہ، بیہقی)

شفاعتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شفاعت کی نسبت اپنی طرف فرما کر واضح کر دیا کہ زیارت پہ شفاعت عام ہے ...... بلکہ خاص ہوگئی۔ مطلقاً فرمایا: من زار میں

نے زیارت کی نیک ہو یا بد..... صالح ہو یا طالع ..... نیکوکار ہو یا سیاہ کار..... ابرار ہو یا بدکار..... گھراؤ نہ بس آ جاؤ زیارت کرنا تمہارا کام ہے۔ شفاعت سے بخشوا لینا میرا کام ہے۔ (سبحان اللہ)

من زار تربتی و جبت له بشفاعتی○

ان پر درود جن سے نویدانِ بشر کی ہے۔

دوسری حدیث:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو کبھی یوں مدینے بلاتے ہیں:

من زار قبری بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی○

(طبرانی فی الصغیر والاوسط، بیہقی)

یعنی جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔

یوں سمجھیں!

کہ جو سکون و قرار..... جو تسکین و لذتِ دیدار..... ذوق و شوق..... کیفیت و حالت..... حیاتِ ظاہری میں دیدار کرنے والوں کو نصیب ہوا کرتی تھیں۔ آج بھی روضہ اطہر کی زیارت سے وہی کیفیات ذوق و شوق حاصل ہو جاتی ہے۔

تیسری حدیث:

والی مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من حج ولم یزرنی فقد جفانی○ (ابن حبان، دارقطنی)

جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

پیاری بہنو!

یہ وعید ہے ان لوگوں کے لیے جو زیارت نبوی سے غفلت اور پہلو تہی کرتے

ہیں۔

مجھے بتاؤ کیا کوئی مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم کرنے کا سوچ سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نگاہ نبوت نے دیکھ لیا تھا کہ ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ کچھ لوگ میری امت کو میری قبر اور مدینے کی زیارت سے روکیں گے...... اس لیے زیارت کے ہر پہلو کی وضاحت فرمادی اور بتاؤ کہ میری زیارت کے لیے آنا ہر زمانے میں باعث سعادت ہے اور زیارت نہ کرنا شقاوت ہے۔

سنو! میری سرکار صلی اللہ علیہ وسلم تو امت کو مدینے بلا رہے ہیں کہ آؤ مدینے آؤ سہی...... گنہگارو ایک بار آ جاؤ...... پھر دیکھو میں تم پہ کتنے احسان کرتا ہوں۔

عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو
مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر و شرک ہے

چوتھی حدیث:

پیاری بہنو!

حدیث نبوی سنیئے اور اپنے ایمان کو تازہ کیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من جآء رنیٔ زاترا لا تعملة حاجة الا زیارتی کان لی حقا ان اکون له شفا یوم القیمة○

(محہ دار قطنی والطیر اتی وابن السبکی فی المعجم الکبیر، جلد 12، مجمع الزوائد، جلد 4)

یعنی جو شخص میری زیارت کے لیے آیا اور اسے میری زیارت کے علاوہ کوئی حاجت نہ تھی تو مجھ پر لازم ہے کہ قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔

ذرا الفاظ نبوی پر غور کیجئے!

من جو شخص جآء نی میرے پاس آیا میری طرف آیا من جاء نی یہ عموم ہے۔ اطلاقِ عام ہے...... قید نہیں۔ لفظ نی پر غور کریں...... نی ...... جو میرے پاس آیا...... قیامت تک آنے والی امت کے لیے اعلان ہے...... جو میرے پاس آیا کس لیے؟ ...... زائر ...... میری زیارت کی خاطر...... خواہ ظاہری حیات میں ہو یا بعد از وفات آیا میری قبر کی زیارت کے لیے...... **لا تعمله حاجة** ...... اسے کوئی اور حاجت نہ ہو ...... نہ سیر و سیاحت کے لیے آیا ہو...... نہ صنعت و تجارت کے لیے...... نہ حج کے لیے ...... نہ عمرہ کے لیے...... **الا زیارتی** ...... کوئی اور غرض نہ ہو...... صرف میری زیارت مقصود ہو...... اگر اس نیت سے قیامت تک میرا کوئی امتی میرے مدینے میری قبر انور کی زیارت کے لیے آیا

کان لی حقا ان اکون له شفیعا یوم القیامة۝

اس کا مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا۔

پیاری بہنو!

اس حدیث پاک کی روشنی میں علماء محدثین امت فرماتے ہیں کہ بندہ مومن کو چاہئے کہ زندگی میں ایک سفر صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت سے ضرور کرے...... تا کہ وہ خوش نصیب...... شفاعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا حق دار ہو جائے...... خدا کے فضل و کرم سے اس بندہ عاجز، گنہگار روسیاہ کار کو حج بیت اللہ اور ادائیگی عمرہ کے لیے بار بار سعادت ملی۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ۝

ایک تمنا جو پوری ہوئی:

لیکن میری زندگی کی ایک انتہائی اہم تمنا...... خواہش اور دعا تھی...... اور وہ یہ تھی کہ وہ وقت بھی آئے کہ سفر حرمین نہ حج کی نیت سے کروں، نہ عمرہ کی نیت سے کروں،

بلکہ ایک سفرِ مدینہ صرف محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کی نیت سے کروں۔ براہ راست حاضری کی تمنا تھی ...... براہ راست بارگاہِ نبوت میں حاضری دوں اور عرض کروں:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں تو صرف آپ کی زیارت کے لیے آیا ہوں۔''

بحمدہ اللہ تعالیٰ نے یہ کرم رمضان المبارک 1989ء میں مقدر فرمایا:

کرم کیا ہے مجھ پہ رب غفور نے
پورے ہوئے جو وعدے کئے تھے حضور ﷺ نے

یہ سفرِ مدینہ میری زندگی کا انوکھا سفر تھا...... گوجرانوالہ سے باقی لوگوں نے احرام عمرہ باندھا...... لیکن میرے دل نے احرام مدینہ باندھا...... جدہ پہنچ کر دل میں خیال آیا...... کہ کوئی رکاوٹ نہ آ جائے۔ کہیں حکومت سعودیہ یہ نہ کہے کہ پہلے مکہ جاؤ...... کیونکہ ان کے قانون بھی نرالے ہیں اور دستور بھی...... بارگاہِ نبوت کی طرف توجہ کی اور عرض کی:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں تو آپ کی بارگاہ میں آ رہا ہوں۔ اب میرا انتظام بھی آپ خود ہی فرمائیں اور میرے آقا کی کرم نوازیاں۔ سبحان اللہ

اس در پہ یہ انجام ہوا حسن طلب کا
جھولی میری بھر بھر کے کہا اور بھی کچھ مانگ

ایئرپورٹ پر کچھ عزیز و دوست تھے۔ میں نے انہیں کہا کہ میں مسافرِ مدینہ ہوں ...... کہنے لگے ہم نے گاڑی اسی لیے تیار کر رکھی ہے کہ سیدھا آپ کو مدینہ منورہ لے جانا ہے...... اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔ ہم جدہ سے سیدھا مدینہ پاک گئے۔

الحمدللہ براہ راست حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین کی طرف باب جبرائیل ہے جہاں سے جبرائیل امین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے...... جبرائیل مسجد نبوی میں نماز کے لیے آتے نہ کسی اور غرض سے...... بلکہ بارگاہِ اقدس میں براہ راست حاضری کے لیے آتے۔

بے لقائے یار اس کو چین آجاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبرائیل سدرہ چھوڑ کر

کیونکہ نیت فقط حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کی حاضری تھی ...... تو جس راستے جبرائیل علیہ السلام آتے میں اسی رستے سے داخل ہوا...... پھر قدمین شریف میں دوگانہ نفل شکرانہ ادا کئے۔ عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کی نیت تھی۔ آپ نے کرم فرمایا۔ اذانِ حاضری بخشا...... غلام حاضر خدمت ہوئے۔

درد و سوز اور ذوقِ وشوق کی والہانہ کیفیات جو اس حاضری میں حاصل ہوئیں وہ صرف اہل دل اور اہل محبت ہی سمجھ سکتے ہیں!

شب غم کی سختیاں کوئی اس سے جا کے پوچھے
تیری راہ تکتے تکتے جسے صبح ہو گئی ہے
شب غم کو ہم جانیں یا خدا جانے
بلاکشوں پہ جو گزرے تیری بلا جانے

آمدم برسرِ طلب،

بارگاہِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰت والتسلیمات کی اس حاضری سے یہ عاجز شفاعت نبوی کا امیدوار ہے۔ (اللھم ارزقنا ایاھا)

پانچویں حدیث:

مسند الفردوس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من حج الی مکة ثم قصدنی فی مسجدی۔

جس نے مکہ میں حج کیا اور میری زیارت کا ارادہ کیا میری مسجد میں۔

پیاری بہنو!

فرقہ ہائے باطلہ یہ قید لگاتے ہیں کہ اگر مدینے میں جانا ہے تو قصد صرف مسجد نبوی کا کرنا چاہئے..... وہ مسئلہ یوں بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی کے ارادے سے جاؤ کہ وہاں نماز پڑھنی ہے۔ بارگاہِ نبوی کا قصد نہ کرو..... قبر نبوی کا ارادہ نہ کرو..... اور روضۂ انور کا ارادہ نہ کرو..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ارادہ نہ کرو یہ شرک ہے (معاذ اللہ) صرف مسجد نبوی کی نیت کرو۔

پیاری بہنو!

میں جو آپ کے سامنے پیش کر رہی ہوں۔ اس کے لفظوں پر غور کریں، سنیئے فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

جس نے حج کیا..... ثم قصدنی..... پھر میرا ارادہ کیا..... نی ..... میرا ارادہ کیا..... کدھر..... فی مسجدی ..... میری مسجد میں ..... یہ نہیں فرمایا: میری مسجد کا اگر حضور فرمائے..... ثم قصد الی مسجدی ..... مکہ میں حج کر کے میری مسجد کے مقصد سے آیا..... تو بات اور تھی..... مگر یوں نہیں فرمایا بلکہ ارشاد فرمایا: حج کیا..... ثم قصدنی میرا ارادہ کیا اور میں کدھر ہوں..... فی مسجدی اپنی اس مسجد میں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کا ارادہ مقصود نہیں..... مسجد میں جو ہے۔ اس کا ارادہ کیا..... فی ظرف مکان ہے..... مسجد میں میرا ارادہ کیا..... اس مسجد کا نہیں

......اس مسجد میں جو رہتا ہے۔ **في مسجدي** ......**الى مسجدي** نہیں۔ اس مسجد میں میرا ارادہ کر کے آیا۔ یہ ارادہ کر کے:

كتبت له حجتان مبرو رتان○

(کنز الاعمال، جلد 5، رقم الحدیث: 12370، مسند الفردوس، خلاصۃ الوفاض: 92، وفاء: 40012)

میں خدا کا محبوب وعدہ کرتا ہوں۔ اس کو دو مقبول حج کا ثواب ملے گا...... (سبحان اللہ)

غلامانِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضری مدینہ سے حیلوں بہانوں سے روکنے والو! خدا تمہیں ہدایت دے...... امتِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرف لے جارہے ہو؟ کیسی غلط تبلیغ کرتے پھرتے ہو؟...... تمہیں شرم آنی چاہئے۔ اہل حدیث ہونے کا دعوٰی تم کرتے ہو اور احادیث ہم سناتے ہیں...... سنو!

ہمارا اعلان!

بے حب نبی جو پڑھتے ہیں بخاری
آتا ہے بخار ان کو نہیں آتی بخاری

چھٹی حدیث:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من تطهر في بيته ثم اتى مسجد قبآء فصلّى فيه صلوة كان له كاجر عمرة○ (ابن ماجہ رقم الحدیث 1472)

جو میرے مدینے میں آیا اور قیام کیا...... اپنی جائے قیام سے پاک صاف ہو کر وضو کر کے مسجد قباء میں آیا اور نماز پڑھی...... میں نبی ہو کر وعدہ کرتا ہوں کہ اسے عمرے کا ثواب ملے گا۔

ایک عمرہ وہ ہے...... جو مکہ میں ہوتا ہے...... ہزاروں روپے صرف ہوتے ہیں

اس کی کئی شرائط ہیں...... پابندیاں ہیں...... شرط احرام ہے...... طواف کعبہ ہے...... صفاء و مروہ کی سعی...... پھر حلق یا قصر ہے اور سب سے بڑھ کر اس بے نیاز کی مرضی عمرہ قبول کرے یا نہ کرے...... مگر ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:...... میرے مدینے میں آ جاؤ...... اپنی جائے قیام میں وضو کرو...... قباء میں بے شک پیدل چلے جاؤ...... پیسہ بھی نہیں لگے گا...... احرام بھی کوئی نہیں...... نہ کوئی پابندی ہے نہ شرط...... صرف دو رکعت نماز......

پیاری بہنو!

ایک ہے عمرۂ مکہ اور ایک ہے عمرۂ مدینہ

عمرہ مکہ میں...... پابندیاں بھی ہیں اور شرائط بھی...... طول سفر بھی ہے اور خرچ رقم بھی...... اتنی محنت و مشقت کے باوجود قبولیت کا یقین نہیں صرف امید ہے......

اور عمرۂ مدینہ...... سبحان اللہ...... نہ کوئی پابندی نہ شرط...... بس مدینے میں آ جاؤ...... مدینے میں آنا تمہارا کام ہے...... اور عمرہ کا ثواب دلوانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہے...... چاہے روز قباء جاؤ...... نماز پڑھو...... عمرے کا ثواب پاؤ...... نہ کوئی خرچ نہ شرط...... نہ محنت...... نہ مشقت...... یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم۔

ساتویں حدیث:

لوگ کہتے ہیں کہ...... مدینے میں کیا ملتا ہے...... آؤ تمہیں بتاؤ کہ مدینے میں کیا ملتا ہے۔ سنو ساتویں حدیث میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من تطهر فی بیته ثم اتی فی مسجدی هذا فصلی فیه کان له کحجة کاملة۰ (وفاء الوفا)

جو میرے مدینے میں آیا...... وضو کر کے میری مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھی اسے پورے حج کا ثواب مل جاتا ہے۔ (سبحان اللہ)

پیاری بہنو!

مکہ میں حج ہوتا ہے......مگر سال میں صرف ایک بار......کیونکہ وقت مقرر ہے......ایام مخصوص ہے......کیا مکہ میں ایک سال میں دو حج ہو سکتے ہیں؟......نہیں اگر کوئی نیت کرلے میں دو مرتبہ حج کرنا چاہتا ہوں تو آواز آئی......اگلے سال دوبارہ آؤ......مگر سبحان اللہ!

ادھر مدینے سے آواز آرہی ہے......تاجدار مدینہ کی آواز......رحمۃ للعالمین کی آواز......ادھر آؤ......ادھر آؤ......زیادہ حج کرنے ہیں آؤ میرے مدینے میں روزانہ پانچ حج ہوتے ہیں......اب سال میں کتنے ہوئے؟......ذرا شمار تو کرو......کہتے ہیں! مدینے میں کیا ہے؟......میں پوچھتا ہوں تم بتاؤ مدینے میں کیا نہیں ہے......بتاؤ وہ کیا ہے؟ جو مدینے میں نہیں ہے......تم کہتے ہو کہ مکہ میں زیادہ ثواب ہے......ثواب زیادہ ہو تو جنت مل جائے گی......

سنو! جس جنت کو تم کثرت ثواب میں ڈھونڈ رہے ہو......وہ تو مدینہ میں ہے......اگر جنت چاہیے تو مدینہ میں آؤ......سنو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی م

ا بین بینی و منبری روضة من ریاض الجنة ○

(مسلم صحیح رقم الحدیث 3266)

میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان والی جگہ جنت ہے۔

سنو! سنو!

مدینہ میں اقامت سراپا خیر
مدینہ نبی کا محبوب شہر
مدینہ میں زائر کے لیے شفاعت کی مہر
مدینہ میں گنبد خضراء کی سبز لہر

مدینہ میں ایک نماز ایک حج کے برابر
مدینہ میں دو نفل ایک عمرہ کے برابر
مدینہ میں جبل احد جنت کا پہاڑ
مدینہ میں ریاض الجنۃ کی بہار
مدینہ کی گلیاں گلاب کی کلیاں
مدینہ کی ہوائیں جنت کی فضائیں

یہ ہے ارض جنت یہ طیبہ کی زمیں ہے۔
جنت بھی یہیں مالک جنت بھی یہیں ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ○

تیرہویں تقریر:

حیات انبیاء واولیاء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حَمْدُ الشّٰاکِرِیْنَ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَاَکْمَلُ السَّلَامِ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ قَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَالْمَغْرِبَیْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ مَوْلَانَا وَ مَوْلَی الثَّقَلَیْنِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا وَ مَلْجَانَا وَمَاْوٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۝

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ج (النحل: 97)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ۝

پیاری اسلامی بہنو!

آج جس موضوع پر اظہار خیال کی سعادت حاصل کر رہی ہوں وہ ہے ''حیات انبیاء و اولیاء'' یہ موضوع تحقیقی بھی ہے اور ذوقی بھی لہٰذا انتہائی توجہ سے سماعت فرمائیں۔ حیات انبیاء و اولیاء بڑا معرکۃ الآراء مسئلہ ہے۔ ہمارا اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ ''کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ'' کے مطابق ہر ایک نے موت کا مزہ چکھنا

ہے۔ خواہ وہ نبی ہو یا ولی، خواہ کوئی عام مومن ہو یا کوئی اور مخلوق جو متنفس ہے اس پر موت آئے گی، یہ خدا کا قانون اور اس کا اٹل ضابطہ ہے۔

لو کانت الدنیا تدوم لواحد

لکان رسول اللہ فیھا مخلد

اگر اس دنیا میں ہمیشہ ظاہری زندگی کے ساتھ کوئی رہنے کے قابل ہو سکتا ہے تو وہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہ تھا جب خدا نے اپنا یہ قانون اپنے محبوب پر بھی نافذ کر دیا تو باقی کون ہے جو موت کے پنجے سے بچ سکے؟

جو زندہ ہے وہ موت کی تکلیف سہے گا
احمد مرسلنہ رہے کون رہے گا
موت ہے ہنگامہ آراء قلزم خاموش میں
ڈوب جاتے ہیں سفینے موت کی آغوش میں

پیاری بہنو!

حیات انبیاء واولیاء کا یہ معنی نہیں کہ جب سے دنیا میں آئیں ہیں زندہ ہیں اور ہمیشہ دنیا میں زندہ رہیں گے۔ اور ان پر کبھی موت نہیں آئے گی۔ موت برحق ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ موت کے بعد انہیں دوبارہ زندگی دے دی جائے گی۔ نبیوں اور ولیوں کی اس حیات کے مرتبے متفاوت ہیں۔ ہر کسی کو اپنی اپنی شان کے مطابق اللہ کی بارگاہ سے حیات ملتی ہے۔

نبیوںؑ کی حیات کا مرتبہ الگ ہے
صحابہ کی حیات کا مرتبہ الگ ہے
اولیاء کی حیات کا مرتبہ الگ ہے
شہدا کی حیات کا مرتبہ الگ ہے

عام مومنوں کی حیات کا مرتبہ الگ ہے

کافر اور مشرک کی حیات الگ ہے

جس طرح سب کی زندگی ایک جیسی نہیں اسی طرح سب کی موت بھی نہیں جیسی نہیں۔

لفظ ''موت'' سے لوگ اس مغالطے میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ جب موت کا اطلاق سب پہ آیا ہو تو جس طرح موت آ گئی عام لوگ مر گئے۔ شاید! نبی ولی بھی اس طرح مر جاتے ہیں...... نہیں! موت، موت میں فرق ہے جب سب کی موت ایک جیسی نہیں تو سب کی حیات بھی ایک جیسی ہے۔

مرنے کے بعد انسان جہاں بھی جائے وہ اس کے لیے برزخ اور اس کے لیے برزخ ہے قبر صرف مٹی کے گڑھے کو نہیں کہتے...... مرنے کے بعد ہر کوئی اپنی اپنی قبر میں ہے خواہ بظاہر اسے قبر نہ ملے، اس کو برزخ کہتے ہیں۔

حیات کی اقسام:

ہم جو یہ کہتے ہیں کہ فوت ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے نبی، ولی اور شہید زندہ ہیں اس حیات برزخ کے پانچ مرتبے ہیں:

1- حیات المومنین

2- حیات الشہداء

3- حیات اولیاء

4- حیات الانبیاء

5- حیات سید الانبیاء

عامتہ المومنین قبروں میں زندہ ہیں۔ اس زندہ رہنے کا یہ معنی نہیں ہے کہ ان کا جسم بھی سلامت ہے۔ بلکہ وہ اس طرح زندہ ہیں کہ ان کے جسموں کے ساتھ ان کی

روحوں کا تعلق رہتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ اسی تعلق کی وجہ سے انہیں عذاب و ثواب کا احساس وادراک ہوتا ہے۔ یہ احساس وادراک والی زندگی ہے۔ چاہے کسی کا جسم سلامت نہ بھی رہے وہ پھر بھی زندہ ہیں یہ عامۃ المومنین کی زندگی ہے۔

حقیقتِ انسان:

یہ مسئلہ ذہن نشین فرمالیں کہ انسان کی حقیقت جسم نہیں روح ہے۔ جسم اس دنیا کی چیز ہے اور روح عالم امر کی چیز ہے۔ جسم مر سکتے ہیں...... سڑ سکتے ہیں...... بوسیدہ ہو سکتے ہیں...... مگر روح نہ مرتی ہے...... نہ گلتی ہے...... نہ سڑتی ہے...... نہ بوسیدہ ہوتی ہے۔ بقول اقبال!

یہ نکتہ میں نے سیکھا بو الحسن سے
کہ جاں مرتی نہیں مرگ بدن سے

پیاری بہنو!

جو لوگ یہ کہتے ہیں موت کے بعد سب مر کھپ گئے...... مٹی میں مل گئے...... ختم ہو گئے غیر مسلم کہتے ہیں کہ ہم نے ان کی خاک بھی جلا کر ہواؤں میں اور گنگا جمنا میں پھینک دی اور سمجھتے ہیں اب کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا...... یہ جتنے کفریہ اور شرکیہ عقائد ہیں دراصل وہ لوگ انسانیت کی حقیقت سے واقف نہیں۔ اگر انسانی عظمت کا انہیں پتہ چل جائے تو وہ یوں نہ کہیں...... انسان کی عظمت کا راز یہ ہے کہ اس کی حقیقت روح ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ روح کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ○ (الاسراء:85)

محبوب! انہیں فرمادو کہ روح میرے رب کا امر ہے۔

اسی مفہوم کو اقبال نے یوں بیان کیا۔

ترا جوہر ہے نوری پاک ہے تو
فروغِ دیدا افلاک ہے تو
تیرے مید زبوں افرشتہ و حور
کہ شاہین شہ لولاک ہے تو

پیاری بہنو!

جب انسان کی حقیقت روح ہے تو روح پر کبھی موت نہیں۔ روح زندہ ہی زندہ ہے۔

کون کہتا ہے موت آئی تو مر جاؤں گا
میں تو قطرہ ہوں سمندر میں اتر جاؤں گا

روح اپنے مرکز کو لوٹ جائے گی...... کہاں؟...... جہاں سے ہم آئیں ہیں۔

صورت از بے صورتی آید بروں
بعد شد انا الیہ راجعون

صرف اتنا ہی ہوگا کہ یہاں سے نقل مکانی کر کے آگے جائیں گے کہاں؟ جہاں سے آئے تھے۔ کہاں سے آئے تھے جہاں مر کے جانا ہے...... وہاں کی باتیں حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمہ کی زبان سے سنو!

وسدے ہاسے وسدے خاسے تیری جھوک دے آسے پاسے
سندے ہاسے مٹھاں گلاں تیں آپ سناندے ہاسے

یہ جو موت کا تصور یا لوگوں نے سنایا ہے اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ سمجھے ہی نہیں انہیں پتہ ہی نہیں کہ موت کیا ہے...... وہ کہتے ہیں موت بڑی خطرناک ہے۔ موت بڑی ڈراؤنی ہے...... موت بڑی بھیانک ہے...... موت بڑی خوفناک شے ہے۔ انہیں کیا پتہ موت کیا ہے؟ موت ان کے لیے تو بڑی خطرناک ہے مگر مومن کے لیے تو

میرے آقا نے فرمایا:

الموت تحفة المؤمن ○ (معجم الکبیر للطبرانی .... المستدرک للحاکم)

موت مومن کے لیے تحفہ ہے۔

ایمان والوکو جب موت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ

موت آئی تو پیامِ یار آگیا

اس لیے جب مومنین، صالحین وفات پا جائیں تو کہتے ہیں کہ ان کا ''وصال'' ہو گیا اور جن کا وصال ہو جائے ...... جنہیں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مل جائے جو اپنے وطن اہل کو پہنچ جائیں...... ان کے لیے تو موت کا تصور ''خوشی اور عرس'' ہے۔ دید بھی ہے اور عید بھی۔ پھر وہ بزبان حال کہتے ہیں۔

تجھے کیا بتائیں اے ہم نشیں ہمیں موت میں جو مزا ملا
نہ ملا مسیحا و خضر کو جو حیات عمر دراز میں

لطافت کے مطابق، جسم کیساتھ اور کنکشن قائم رہتا ہے اب وہ تعلق کیسے رہتا ہے اس کی حقیقت خدا ہی جانتا ہے۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

موت نہ تو مکمل مٹاتی ہے نہ مکمل فنا کرتی ہے۔ موت تو صرف روح کا بدن سے ایسا تعلق منقطع کرتی ہے جسے ہم مکمل حلول وملاپ نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ کیفیت ان کے درمیان ہے اور وہ ایک حال سے دوسرے حال اور ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف منتقل کر دیتی ہے۔

(بشری الکئیب بلقاء الحبیب مترجم،ص:22)

احادیث اور حیات مومنین:

عام لوگ بھی اپنی قبروں میں اس طرح زندہ ہیں کہ ہڈیاں گل سڑ بھی جائیں پھر

بھی جب ہم سلام پیش کرتے رہتے ہیں تو وہ ہمارا سلام سنتے بھی ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔ عامتہ المسلمین کی حیات کا انکار کرنا ممکن نہیں کیونکہ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا:

اور جب تم قبور کی زیارت کے لیے جاؤ تو یوں کہو:

السلام علیکم اهل القبور الدیار من المومنین و المسلمین و اناان شاء الله تلاجقون ○ (صحیح مسلم کتاب الجنائز الرقم: 954)

اے مومنوں اور مسلمان کے گھر والو! تم پر سلامتی ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم ضرور بالضرور تم سے ملنے والے ہیں۔

جبکہ امام ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان لفظوں سے حدیث نقل کی:

السلام علیکم یا اهل القبور یغفر الله لنا ولکم انتم سفنا نحن باالاثر ○ (جامع ترمذی، کتاب الجنائز الرقم: 1053)

پیاری بہنو!

آپ غور کریں کہ سلام اس کو کہا جاتا ہے جو سن رہا ہو اور جواب دینے کے قابل ہو۔ ایک آدمی سویا ہوا ہو۔ آپ کو پتہ ہے کہ وہ گہری نیند سو رہا ہے۔ تو کیا آپ اسے کہیں گے اسلام علیکم؟...... جب سوئے ہوئے کو سلام نہیں کہتا تو موئے ہوئے کو کون سلام کہتا ہے؟

اس طرح جو آدمی نماز پڑھ رہا ہے، وہ تو جاگ بھی رہا ہے لیکن کوئی اس کو سلام نہیں کہہ سکتا...... کیونکہ وہ جواب دینے کے قابل نہیں۔ معلوم ہوا کہ سلام کا ایک اصول ٹھہرا کہ سلام اس کو کہنا چاہیے جو سنتا ہو اور جواب بھی دے سکتا ہو۔ جب اہل قبور کو سلام کہنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہو گیا تو معلوم ہوا قبروں

والے سنتے بھی ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔

دوسری حدیث سماعت فرمائیں۔حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب تم مرنے والے کو قبر میں دفن کر کے آئے ہو تو وہ مردہ جس کو تم کئی من مٹی کے نیچے دفن کر آتے۔ مرنے کے بعد اس کا احساس اور ادراک اتنا زیادہ ہو جاتا ہے کہ تمہارے گھروں میں واپس پہنچنے تک انه یسمع قرع نعالھم ۰

(صحیح بخاری کتاب الجنائز الرقم: 1252)

وہ قبر کے دن بھی تمہارے قدموں اور جوتوں کی آواز سنتا ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مرنے والے کو قبر میں جو زندگی ملتی ہے وہ احساس والی ہوتی ہے...... ادراک والی ہوتی ہے...... سننے والی ہوتی ہے......! جواب دینے والی ہوتی ہے...... یہ تو عامتہ المسلمین کی بات تھی آیئے ایک اور حدیث قدسی سماعت فرمائیں۔غزوہ بدر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہ بدر پر تشریف لے گئے جہاں کفار و مشرکین کی لاشیں پھینکی گئی تھی۔ وہاں ابو جہل کی لاش پڑی ہے...... عتبہ اور شیبہ کی لاش پڑی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خطاب کر کے فرمایا:

هَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا۰

اوہ کافرو! تمہارے رب نے تمہارے متعلق جو وعدے کئے تھے کیا تم نے ان کو سچ پالیا؟

قریب کھڑے تھے حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ وہ تصویر حیرت بن کر پوچھتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مردوں سے باتیں کر رہے ہیں؟ کیا یہ سنتے ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انهم الان يسمعون ما اقول ○ (صحیح بخاری کتاب المغازی الرقم:1164)

اے عمر!...... جو میں کہہ رہا ہوں وہ اب سن رہے ہیں۔

جبکہ مسند امام احمد بن حنبل میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

ما انتم باسمع لما اقول منهم ○

جو میں کہہ رہا ہوں اسے وہ تمہاری طرح ہی سن رہے ہیں۔

پتہ چلا کوئی مردہ خواہ کافر ہی ہو...... اس کی قبر پر جا کر کوئی بات کرو تو وہ بھی سن لیتا ہے۔

بخاری شریف کی اس حدیث کی روشنی میں اب میں آپ سے پوچھتی ہوں کہ اگر کافروں کو مرنے کے بعد احساس اور ادراک مل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے پاکباز بندوں اور ولیوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔

داتا ہجویری کے متعلق کیا خیال ہے؟
خواجہ اجمیری کے متعلق کیا کہو گے؟
غوث اعظم کے متعلق کیا کہو گے؟
مجدد الف ثانی کے بارے میں کیا کہتے ہو؟
پھر صحابہ اور نبیوں کے متعلق کیا عقیدہ رکھو گے؟
پھر چودہ طبق کے والی کے متعلق کیا عقیدہ رکھو گے؟

مسئلہ سماعِ موتیٰ:

بعض لوگ اس موقف پر اعتراض کرتے ہیں اور قرآن پاک کی دو آیتیں بھی پیش کرتے ہیں کہ ''مرے ہوئے سنتے نہیں'' ہم ان سے کہیں گے پھر ان احادیث کا کیا جواب؟ پھر قبروں والوں کو سلام کیوں کہتے ہیں؟

وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قرآن پاک میں آیا ہے:

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى ○ (النمل:8)

اور دوسری آیت کریمہ ہے:

وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ○ (فاطر:22)

پیاری اسلامی بہنو!

حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ نہ قرآن کی آیتوں کو سمجھتے ہیں اور نہ بخاری و مسلم کی احادیث کو۔ انہوں نے من مانے طریقے سے خودساختہ عقیدے گھڑے ہیں۔ قرآن وحدیث کے معنی بگاڑے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں...... آیت کریمہ

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى ○

کا معنی وہ یوں بیان کرتے ہیں کہ مودے سنتے نہیں۔ ان نادانوں سے پوچھا کہ آیت تو کہتی ہے کہ آپ مردوں کو سنا نہیں سکتے۔ قرآن کی کسی آیت سے یہ معنی نکال کر دکھاؤ کہ مردے نہیں سنتے۔

اس آیت سے استدلال کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ آیت پڑھے: لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ آگے نہ پڑھے اور فقط یہ ہی کہے کہ نماز کے قریب نہ جاؤ۔ ہم پوچھیں گے کہ کہاں لکھا ہے تو وہ بولے گا قرآن میں۔ تو ہم کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے آگے بھی پڑھ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى کہ نشے کی حالت میں نماز نہ پڑھو۔

جو نبیوں، ولیوں اور مومنوں کے قبروں میں سننے کے منکر ہیں ان کا بھی یہی حال ہے۔ وہ بھی آدھی آیت پڑھتے ہیں۔ آگے نہیں پڑھتے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا ○

مگر وہ سنتے ہیں جن کا ہماری آیتوں پر ایمان ہے۔

اصل میں اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی سے مراد مردے نہیں۔ موتی سے مراد وہ کافر ہیں جن کے دل مر گئے ہیں۔ جو ایمان سے محروم ہیں۔ قرآن کی عادت یہ ہے کہ قرآن کافروں کو مردہ کہتا ہے۔ کافر چلتے پھرتے مردے ہیں۔ مطلب یہ ہوگا کہ محبوب یہ کافر مردے ہیں۔ نہ آپ انہیں سنا سکتے ہیں، نہ یہ سننے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اس آیت میں نفی سماع قبول ہوگی۔ یعنی یہ کافر آپ کے وعظ و تبلیغ سن کر قبول نہیں کرتے تو ثابت ہوا کہ یہاں موتی سے مراد کافر ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔

دوسری آیت:

وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ○

جو قبروں کے اندر ہیں آپ ان کو نہیں سنا سکتے۔

اس بارے میں بھی علماء فرماتے ہیں کہ یہاں سماع کی نفی نہیں اسماع کی نفی ہے (مسمع باب افعال کا فاعل ہے) آپ نہیں سنا سکتے'' کیونکہ یہاں تو قبر کا ذکر ہے۔ کون نہیں سنتے؟ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ جو قبروں میں ہیں یعنی ان کے جسم کیونکہ من سے مراد جسم ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ان لوگوں کے جسم کب سنتے ہیں؟ جسم تو ختم ہو چکے ہیں، ان کے جسم تو گل سڑ گئے ہیں لیکن ان کی روح ہر وقت سنے گی۔''

تو پیاری بہنو!

ہوشیار رہنا یہی یہ دو آیتیں پڑھ کر لوگوں کو گمراہ کیا جاتا ہے۔

حیاتِ شہداء:

شہداء کی زندگی عام مومنین سے بہت اعلیٰ ہے۔ شہیدوں کی زندگی کا ثبوت بھی قرآن میں موجود ہے۔ ارشار باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ

(البقرہ 154)

جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں انہیں مردہ نہ کہو وہ تو زندہ ہیں مردہ کہنا تو کجا، انہیں مردہ گمان بھی نہ کرنا۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ (آل عمران: 169)

جو اس کی راہ میں قتل کر دیئے گئے انہیں ہرگز مردہ خیال بھی نہ کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں اور انہیں اپنے رب کی بارگاہ سے رزق دیا جاتا ہے۔

معلوم ہوا شہیدوں کی زندگی قرآن کے فرمان کے مطابق اتنی اعلیٰ و افضل ہے کہ وہ زندہ بھی ہیں اور ان کو رزق بھی دیئے جاتے ہیں۔ لیکن تم ان کی زندگی کو نہیں سمجھ سکتے۔ یہ شہیدوں کی زندگی پر قرآن کی واضح آیتیں ہیں جن کا انکار کفر ہے۔

''جذب القلوب'' میں حضرت شیخ محدث عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ کے دور میں جب مدینہ منورہ کے قریب احد سے نہر کھودی گئی تو میدان میں جب لوگوں نے کھدائی کے لیے کدال مارے تو کچھ قبریں کھل گئیں۔ ایک شخص نے ایک قبر کے اندر دیکھا کہ ایک شہید کے ماتھے پر زخم تھا اور وہ قرآن کی تلاوت کر رہا تھا..... ایک دوسرے شخص نے زمین کھودنے کے لیے کدال مارا تو وہ کدال ایک شہید کے پاؤں کے انگوٹھے پہ لگا اور اس کا انگوٹھا تھوڑا سا کٹ گیا اور تازہ گرم خون نکلنے لگا۔ یہ واقعہ شہداء احد کی شہادت سے 40 برس بعد وقوع پذیر ہوا اور جن کا انگوٹھا کٹا اور تازہ خون نکلنے لگا یہ حضرت امیر معاویہ کا جسم مبارک تھا۔ فوراً وہ جگہ بند کی گئی اور نہر کا رخ دوسری طرف موڑ لیا گیا۔

گویا قرآن میں جو شہیدوں کی زندگی بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو اس کا مشاہدہ بھی کرا دیا۔

حیاتِ صحابہ واولیاء:

جامع ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث ہے کہ ایک صحابی نے ایک مرتبہ ایک جنگل میں کسی جگہ خیمہ لگایا۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ یہاں قبر ہے۔ جب وہ اپنے خیمے کے اندر بیٹھے تو زمین کے نیچے سے سورہ ملک کی تلاوت کی آواز آنے لگی۔

وہ صحابی بڑے حیران ہوئے کہ یہ آواز کہاں سے آنے لگی؟ تامل سے پتہ چلا کے زمین کے اندر سے آواز آرہی ہے پھر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور یہ ماجرا عرض کیا.......... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سورۃ عذاب قبر کو روکنے والی اور اس سے نجات دینے والی ہے۔ ذرا مجھے بتاؤ تو سہی...... قبر کے اندر تلاوت زندہ کرتے ہیں یا مردہ؟ ثابت ہوا صحابہ بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور تلاوت کرتے ہیں۔

''حلیۃ الاولیاء'' میں ہے کہ حضرت ثابت ابنانی جو ایک مشہور تابعی ہوتے ہیں۔ ان کو جب قبر میں اتار کر قبر کو کچی اینٹوں سے بند کیا گیا تو اتفاق سے ایک اینٹ قبر کے اندر گر گئی۔ ایک شخص نے ہاتھ آگے بڑھا کر اینٹ کو نکالنا چاہا تو کیا دیکھتا ہے کہ حرت بنانی قبر میں تلاوت فرمارہے ہیں۔ یہ صاحب اپنی زندگی میں دعا کیا کرتے تھے۔ اے اللہ! تیرا کوئی بندہ قبر میں قرآن پڑھنے کا شرف حاصل کرسکتا ہے تو مجھے بھی ان میں سے بنادے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کرلی۔

معلوم ہوا کہ صحابہ بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں...... تابعی بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور اولیاء بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اس طرح ایمان والوں کے اپنی قبروں میں زندہ ہونے پر صریحاً دلائل قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ (النحل:97)

جو بھی نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت شرط یہ ہے کہ ہو مومن ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ان کو پاکیزہ حیات عطا کریں گے۔

سوال یہ ہے کہ بندہ مومن کو اللہ تعالیٰ کونسی حیات دیتا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہی دنیاوی زندگی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بندو! یہ مومنوں کو پہلے ہی حاصل ہے۔ معلوم ہوا وہ کوئی اور حیات ہے جو اللہ تعالیٰ مومنوں کو دینے کا وعدہ کر رہا ہے۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام رازی ''تفسیر الکبیر'' میں لکھتے ہیں کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں قبر میں حیات عطا کرے گا۔

○......شرح الصدور میں حضرت امام جلال الدین سیوطی نے لکھا کہ ایک نیک عورت وفات پا گئی اور ایک کفن چور اسی کے جنازے میں شریک ہوا اور اس عورت کا جنازہ پڑھا۔ اس نے تاک رکھی کہ اس کی قبر کہاں بنی ہے۔ آدھی رات کے وقت وہ قبرستان آیا اور اس کی قبر کھود کے جب وہ پاؤں کی جانب سے کفن کھینچنے لگا تو اندر سے آواز آئی:

''تعجب ہے...... ایک جنتی عورت کا کفن ایک جنتی مرد کھینچ رہا ہے۔''

اس پر سکتہ طاری ہو گیا۔ اس نے سوال کیا اے بی بی! تیرا جنتی ہونا تو سمجھ میں آتا ہے۔ یہ تو بتا میں کہاں سے جنتی ہوں؟

آواز آئی کیا تو نے میرا جنازہ نہیں پڑھا؟ میرا جنازہ جس جس نے پڑھا وہ سب جنتی ہو گئے ہیں۔

○......حضرت بایزد کی خدمت میں ایک بوڑھی اماں آئی اور کہنے لگی آپ کی داڑھی اچھی ہے یا میرے بیل کی دم؟ آپ فرمانے لگے میں کیا کہوں اگر تو ایمان پر

خاتمہ ہو گیا، پھر کچھ کہوں گا۔ جب میں مر جاؤں گا اور میرا جنازہ جائے گا وہاں آ کر پوچھنا پھر میں بتاؤں گا۔

جب حضرت بایزید بسطامی کا جنازہ جا رہا تھا تو وہ بوڑھی عورت اماں آگے کھڑی ہو گئی اور جنازہ روک کر کہنے لگی۔ اے خواجہ! تو نے وعدہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بندے وعدہ پورا کرتے ہیں۔ بتا کہ میرے بیل کی دم اچھی ہے یا تیری داڑھی......

یہ سننا تھا کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ اٹھ کر اپنی چار پائی پر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے...... اے بی بی! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے لہٰذا اب میری داڑھی تیری بیل کی دم سے اچھی ہے۔

○...... پایہ تخت دہلی کے روحانی بادشاہ حضرت خواجہ خواجگان نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ جا رہا ہے۔ ایک مرید فرط محبت میں جذبات غم میں بے قابو ہو گیا اور کہنے لگا!

اے میرے آقا! میرے مرشد! آپ قبرستان میں اکیلے جا رہے ہیں۔ یہ یاری پکی تو نہ ہوئی ہمیں بھی ساتھ لے جائیں۔

جذبات غم اور فرط محبت میں جب اس نے پکارا تو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کا ہاتھ کفن سے باہر نکلا اور ہاتھ ہلا کر تسلی دی۔ جنازہ چلتا رہا اور ہاتھ ہلتا رہا۔ اس جنازے میں بے شمار اولیاء تھے۔ ایک ولی کامل نے آ کر اس مرید کو سختی سے فرمایا:

حضرت خواجہ خدا کی بارگاہ میں موجود ہیں تو انہیں بار بار واپس بلا کر تکلیف دیتا ہے۔ پیچھے ہٹ جا، جب وہ ہٹ گیا تو حضرت خواجہ نے اپنا ہاتھ واپس کفن میں رکھ لیا۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی زندگی

کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے
قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے

حیاتِ انبیاء:

ہمارا اہل سنت کا قرآن و حدیث کی روشنی میں عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور اپنی قبروں کے اندر نمازیں بھی پڑھتے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الانبیاء احیاء فی القبورهم یصلون٥

(مسند ابو یعلیٰ الرقم:3425 رجالہ ثقات)

انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

٥......اس پر دوسری دلیل مسلم شریف کی وہ حدیث ہے کہ معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک کے قریب سے گزرے اس موقع پر حضور نے جو دیکھا وہ اپنے الفاظ میں یوں فرمایا:

مررن علی موسیٰ ...... وهو قائم یصلی فی قبره٥

(صحیح مسلم کتاب الفضائل الرقم:6036)

''میں براق پر سوار موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے قریب سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ موسیٰ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔''

معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ یہ لوگ کبھی قبر کے اندر اور کبھی قبر کے باہر نکل کر بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔

٥...... جب میرے آقا علیہ السلام مسجد اقصیٰ میں پہنچے تو سارے نبی وہاں استقبال کے لیے کھڑے تھے۔ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور تمام انبیاء کرام نے آپ کے پیچھے نماز ادا کی۔ یہ نمازیں زندہ پڑھتے ہیں کہ مردے؟......

ہاں یہ زندہ کی نماز ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ جی نہیں ان کی روحیں آئی تھیں......تو ہمارا دعویٰ ہے کہ نبی روحوں سمیت آئے تھے......کیونکہ نماز تو جسم کے بغیر ہوتی ہی نہیں۔ ثابت ہوا کہ نبی چاہیں تو قبروں کے اندر نماز پڑھیں......چاہیں تو قبروں کے باہر پڑھیں۔

o......حضور علیہ السلام معراج کی رات جب 50 نمازوں کا تحفہ لائے۔

فصرض اللہ علی امتی فمین صلوۃ o (صحیح مسلم الرقم 319)

تو موسیٰ علیہ السلام چھٹے آسمان پر تھے وہاں پہنچ کر پانچ نمازیں کروائیں۔ یہ ہماری مدد ہوئی کہ نہ ہوئی؟ یہ مدد زندہ کرتے ہیں کہ مردہ! جو کہتے ہیں کہ نبی ولی مٹی میں مل کر مٹی ہو چکے ہیں۔ وہ کسی کی مدد نہیں کر سکتے۔ وہ مشکل کشا نہیں انہیں چاہیے کہ وہ پانچ کی بجائے پوری پچاس نمازیں پڑھیں۔

کیونکہ پانچ نمازیں ان کے لیے ہیں جو انبیاء کو حاجت روا مانتے ہیں۔ ظالمو! حکیم مشکل کشا ہیں......ڈاکٹر مشکل کشا ہیں......پولیس والے مشکل کشا ہیں......لیکن نبی ولی نہیں؟......کتنا گندہ عقیدہ ہے تمہارا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی لیے فرما گئے

حاکم حکیم دا دو دوا دیں یہ کچھ نہ دیں؟
مردود! یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

حیاتِ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم:

پیاری بہنو! حیات الانبیاء کے دلائل آپ نے سماعت فرمائے۔ اب حیات سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر بات کریں۔ اس پر صرف دو احادیث مبارکہ پیش کروں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا:

ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فاکثر واعلی من الصلاۃ

فان صلاتکم مقروضة علی○

تمام دنوں میں جمعہ کا دن سب سے بہتر ہے۔ اس دن کثرت سے مجھ پر درود پاک پڑھو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

یہ فرمان سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

یا رسول اللہ کیف تعرض صلاتنا علیک وقدارمت○

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے وصال کے بعد ہمارا درود آپ کو کیسے پیش کیا جائے گا۔ حالانکہ آپ کا جسم مبارک خاک میں مل چکا ہوگا۔

حضور نے فرمایا: میرے غلامو!

تمہیں کس نے بتایا کہ نبی مر کر خاک میں مل جاتا ہے سن لو:

''اللہ تعالیٰ نے زمینوں پر نبیوں کے جسم کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔''

(ابن ماجہ کتاب الجنائز الرقم:1638...... ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ الرقم:1067)

ثابت ہوا کہ نبی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ رزق بھی کھاتے ہیں۔ نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ حیات برزخی کے ساتھ نہیں بلکہ نبی حیات حقیقی دنیاوی کے ساتھ اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ یہ بھی پتہ چلا کہ قبروں میں نبیوں کی زندگی عام لوگوں کی طرح نہیں بلکہ انبیاء کی زندگی شہداء کی زندگی سے بھی اعلیٰ ہے...... اولیاء کی زندگی سے بھی اعلیٰ ہے...... اور تمام انبیاء میں سے میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سب سے اعلیٰ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اس کا دوسرا پہلو سماعت فرمائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض موت میں فرماتے ہیں کہ میں نے خیبر میں جو

زہر آلودہ لقمہ کھایا تھا میں اس کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا ہوں۔

(بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ووفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم)

اب وہ وقت آ گیا ہے کہ اس زہر کے اثر سے میری رگ جان کٹ رہی ہے۔

پیاری بہنو!

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہیں اور قرآن کہتا ہے کہ شہید زندہ ہیں۔ انہیں مردہ نہ کہو۔ شہادت، شہادت ہے خواہ سری ہو یا جہری...... کافر کی تلوار سے ہو یا کافر کے زہر سے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہت نبوت کے اعتبار سے بھی زندہ ہیں اور جہت شہادت کے اعتبار سے بھی زندہ ہیں۔ آپ کی ذات میں تو دو زندگیاں جمع ہو گئی ہیں۔

لوگو! مجھے قسم ہے خدا کی عزت و حیرت کی...... میرے آقا...... تیرے آقا...... ہم سب کے آقا...... جگ کے داتا...... مشکل کشا...... حاجت روا شہنشا ابرار...... نبیوں کے سردار...... دو عالم کے مختار...... نور الانوار...... اللہ تعالیٰ کے یار...... اب بھی اس طرح زندہ ہیں کہ مدینہ منورہ میں گنبد خضریٰ کے نیچے تشریف فرما ہیں...... وہ ہم سب کو دیکھ رہے ہیں...... ہمارے لیے دعائیں کر رہے ہیں...... ہماری قسمت جگا رہے ہیں...... ہماری بگڑی بنا رہے ہیں...... اور ہم جو مانگتے ہیں...... وہ ہمیں خدا سے لے کر دلوا رہے ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ٥

چودھویں تقریر:

شہزادیٔ رسول اکرم خاتون جنت
سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمِ ۝

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمة بفضة منی فمن اغضبها اغضبنی ۝ (بخاری شریف)

فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے۔ جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

گرامی قدر عزت مآب خواتین اسلامیہ!

آج میری تقریر کا عنوان ''سیدہ نساء العالمین خاتون جنت سیدہ، طیبہ، طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات ستودہ صفات کے فضائل و مناقب بیان کرنا مقصود ہے جو ملکۂ ملک سخاوت تھیں۔ مطلع برخ کرامت تھیں، سرچشمہ صبر و استقامت تھیں، مادر

شہیدان وفا تھیں، پیکر شرم وحیات تھیں، مرکز آل عبا تھیں، منظور بارگاہ الٰہی تھیں، حبیبہ حبیب خدا تھیں ...... نازش اہل ولا تھیں جن کے اوصاف جمیلہ اور کمالات جلیلہ کا احاطہ حدِ امکان سے باہر ہے۔

تاجدار بریلی جن کی بارگاہ عظمت نشان میں سر جھکائے یوں سلام پیش کرتے ہیں:

سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

مولانا حسن رضا علیہ الرحمۃ یوں رطب اللسان ہیں۔

جن کے گھر میں بے اجازت جبرائیل آتے ہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہل بیت

ولادتِ باسعادت:

حضرت سیدہ خاتون جنت فاطمۃ الزاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی اپنی حقیقی بڑی تینوں بہنوں سے بڑھ کر ہے۔ ان کی ولادت باسعادت مکہ مکرمہ کے شانہ نبوت ورسالت میں ہوئی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال کی عمر میں اعلانِ نبوت فرمایا اور اکتالیسویں سال حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شانہ نبوت کو اپنی ولادت سے مزید منور فرما دیا۔

حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قبل او ولادت سیدہ بشارتوں سے نوازا جا رہا ہے۔ عموماً عورتیں بیٹی کی پیدائش پر ناگواری کا اظہار کرتی ہیں۔ خوب روتی ہیں اور رشتہ دار عورتیں بجائے ہمدردی کے کلمات سے نومولود کی والدہ کی حوصلہ افزائی کریں اور ہی مکروہ الفاظ نکالنا شروع کر دیتی ہیں۔ اس جدید دور جسے ترقی یافتہ اور تہذیب وتمدن کا دور کہا جاتا ہے اس میں بھی عورتوں نے اپنی غلط روش کو نہیں بدلا۔

حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی کی ولادت کو باعث رحمت و برکت فرمایا۔ آپ نے اپنی ہر بیٹی کی پیدائش پر نہایت خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں کلمات تشکر ادا کیے۔ اس طرح حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہ صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت پر خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا بلکہ آپ کو اپنی اس شہزادی کی پیدائش کی منتظر تھیں کیونکہ باعظمت بیٹی کی بشارت نے انتظار پر مجبور کر رکھا تھا۔

بخاری شریف میں آپ کی ولادت باسعادت کی تاریخ سے یوں آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ **ولدت فاطمة سنة احد واربعين من مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم** ۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک کے اکتالیس سال بعد پیدا ہوئیں۔

بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت کا وقت قریب آیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی رشتہ دار قریشی عورتوں کو بلایا۔ مگر انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اب ہم نہیں آسکتیں۔ پہلے تو آجایا کرتی تھیں مگر اب تم نے دین اسلام قبول کر لیا ہے اور ہمارے آبائی دین کو چھوڑ چکی ہیں۔ لہٰذا ہم اس نازک ترین وقت میں تمہاری کوئی خدمت نہیں کر سکتیں۔

ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان قریش عورتوں کے دوٹوک اور صاف انکار سے قدرے پریشان ہونے لگیں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور معجزہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم ظہور ہوا۔ وہ یوں کے اچانک آپ کے سامنے نہایت جمیل و حسین دراز قد چار عورتیں نمودار ہوئیں اور نہایت محبت بھری گفتگو کرنے لگیں۔

حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب پہلی نظر انہیں اچانک

اپنے پاس پایا تو خوف زدہ ہوئیں تو ان میں سے ایک خاتون نے کہا: اے خدیجہ! آپ بالکل پریشان نہ ہوں، گھبرانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کی خدمت کے لیے بھیجا ہے۔ ہم آپ کی بہنیں ہیں۔ میں سارہ زوجہ خلیل اللہ ہوں۔ یہ مریم بنت عمران، یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ کلثوم ہیں۔ جبکہ چوتھی حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ چاروں عالی مرتبت خواتین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دائیں بائیں بیٹھ گئیں۔ ایک سامنے اور ایک پشت کی جانب گویا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت باسعادت کے وقت آپ کے استقبال و خیر مقدم اور اھلاً وسہلاً، مرحبا کہنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم قدرت کاملہ ہے۔ ان جلیل القدر خواتین کو حیات نو سے بہرہ مند فرما کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عزت افزائی کا سامان بہم پہنچایا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٍ ○ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چاہت پر قادر ہے۔

ذرا آپ بھی قرآن پاک کی اس آیت کریمہ سے اپنی زبان کو تر کیجئے اور پکاریئے ''اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٍ'' بے شک اللہ تعالیٰ ہر چاہت پر قادر ہے۔

معزز خواتین اسلامیہ!

ایک بار سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ابا جان سرور دو جہان، رحمت انس جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی خدمت عالیہ میں درود وسلام پیش کریں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

گرامی قدر سامعات:

جب حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صحن عالم میں قدم رکھا تو تو آپ

کے انوار تجلیات سے مکہ مکرمہ کے درودیوار چمک اٹھے اور پھر وہ نور پھیلتا چلا گیا یاں تک کہ مشرق و مغرب پرنور ہو گئے۔ سچ فرمایا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

سلام فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مقدس گود میں آپ پروان چڑھنے لگیں۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ رحمت میں تعلیم و تربیت شروع ہوئی۔ پیدائش کے وقت سے آپ کے مبارک کان توحید باری تعالیٰ اور رسالت و نبوت کی شہادتوں سے سرشار ہونے لگے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس برس کی عمر میں اعلان نبوت فرمایا اور لوگوں کو دعوت توحید دی۔ اس وقت ہر ایک چھوٹے بڑے، بچے بوڑھے، نوجوان، مرد و زن پر واجب تھا کہ آپ کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور آپ کی بے مثل مصطفائی پر ایمان لائے۔ چنانچہ سب سے پہلے افراد خانہ میں حضرت ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کی تینوں حقیقی بیٹیوں زینب، رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تصدیق توحید و رسالت کی گواہی دی۔ ایمان کی دولت عظمیٰ سے سرفراز ہوئیں۔

مگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ نے آنکھ ہی ایمان و اسلام اور نبوت و رسالت کی گود میں کھولی تھی۔ چنانچہ آپ عین فطرت کے مطابق مسلمہ و مومنہ تھیں کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

کل مولود یولد علی الفطرہ فکان ابواہ یھودانہ وینعرانہ ویمجسانہ○

ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدہ اسے یہودی، عیسائی یا مجوس بنا دیتے ہیں۔

بلا شک ( ) فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا عین فطرت کی حسین کلی تھیں۔ آپ مادر زاد مسلمہ و مومنہ تھیں۔ بلا تمثیل اپنے آپ کو لیجئے اور سوچئے ہمیں کس نے کلمہ پڑھایا اور دائرہ اسلام میں داخل کیا؟ تو یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ ہمارے ماں باپ مسلمان و موحد ہیں۔ اور ہم ان کے ہاں پیدا ہوئے تو مومن و مسلم کہلائے۔ جب ہماری یہ کیفیت ہے تو ماننا پڑے۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایمان و اسلام کا فطرۃ اعزاز کاشانۂ نبوت و رسالت میں جلوہ گر ہوتے ہی حاصل ہو گیا تھا۔ وہ تو اسلام و ایمان کی جان کے ہاں پیدا ہوئیں۔ لہٰذا آپ کے متعلق سوال کرنا ہی عبث ہے۔ کہ کب اسلام لائیں۔

وجہ تسمیہ:

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فاطمہ کا نام اس لیے عطا ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **سميت بذلك لان الله تعالى فطمها عن النار** o (نور الابصار وغیرہ)

آپ کا نام اس لیے فاطمہ رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوزخ سے دور رکھا ہے۔ نیز فرمایا: آپ کا نام فاطمہ اس لیے رکھا گیا کہ آپ سے محبت کرنے والوں کو دوزخ آگ سے محفوظ رکھا جائے گا۔ (الصواعق المحرقہ)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک دن از خود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ آپ نے اپنی شہزادی کا نام فاطمہ کیوں رکھا! حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ان الله عزوجل قد فطمها وذريتها عن النار يوم القيامه**o

(ذخائر العقبیٰ بحوالہ آل رسول)

بے شک اللہ تعالیٰ فاطمہ اور ان کی اولاد کو قیامت کے دن آگ سے دور رکھے گا۔

آپ کے القاب میں بتول اور زہرا بھی آتے ہیں۔ بتول تو آپ کی دنیا سے بے نیازی پر دلالت کرتا ہے جبکہ زہرا آپ کی دائمی طہارت کا اظہار ہے۔ کیونکہ پورے جہانِ خواتین میں یہ آپ ہی کی انفرادی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حیض سے پاک اور محفوظ رکھا۔ اس بنا پر آپ کا لقب زہرا معروف ہوا نیز آپ نفاست کی علت سے بھی بری تھیں۔

غالی مرتبت خواتین! اس سے آپ از خود اندازہ لگائیں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ہمیشہ نماز فرض رہی جبکہ ہماری کیفیت بالکل اس کے برعکس ہے۔ یہ تو آپ بڑی اچھی طرح جانتی ہیں کہ ہر ماہ کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن تک عورتوں پر کوئی بھی نماز ادا کرنا منع ہے۔ نہ فرض، نہ سنتیں، نہ نفل اور ایسی حالت میں قرآن پاک اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ لگانا منع ہے۔

دنیا میں حور:

حضرت ام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان البتنی فاطمة حورآء دمیتة لم تحض ولم تطمت٥

(الشرف اطوبدلال محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

میری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے حیض ونفاس سے محفوظ رکھا۔

نکاح سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت سیدہ فاطمہ زہرا طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح غزوۂ بدر سے واپسی پر

ماہ رمضان المبارک میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔ آپ اس وقت پندرہ سال کی تھیں جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اکیس بائیس سال کے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھا کہ آپ کی خدمت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام پیغام خداوندی لائے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خطاب فرمایا:

> ”بے شک اللہ تعالیٰ مجھے ارشاد فرماتا ہے کہ آپ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح علی رضی اللہ عنہ سے کر دیجئے۔ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح چار سو مثقال حق مہر کے عوض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نورانی بارات کی موجودگی میں فرمایا۔ جن میں خصوصیت سے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان بن عفار رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل تھے۔“

بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی کے وقت تمام تیاری حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سرانجام دیا۔ آخرماں جو تھیں۔ اس جوڑے کا آپس میں بندھن دیکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: **فمارأينا عرسا من عرس فاطمة** ٥ فاطمہ کی شادی سے عمدہ شادی میں نے کوئی نہیں دیکھی۔ (ابن ماجہ کتاب النکاح)

سبحان اللہ! جس کی شادی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل ہوں۔ اس سے بڑھ کر اور کس کی شادی باعظمت ہوسکتی ہے۔ ایک طرف محسن اعظم اور ایک طرف محسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور پھر دلہن جسے خاتون جنت کا اعزاز حاصل ہوا۔ دولہا باب مدینہ العلم شجاعت کے پیکر، صاحب ھَلْ اَتٰی، شیر خدا، حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مبارک شادی کی شان وشوکت کا ہر سطح پر نرالا انداز تھا۔

جہیز سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

آج میری تقدیر خاصی طور پر پکڑ رہی ہے۔ یہ اس شہزادی کا ذکر خیر ہے۔ جس کے ذکر کرنے سے خالقِ کائنات رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے جن کے وسیلہ سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ جن کے شہزادوں نے دین اسلام کی آن بچانے کے لیے تن من دھن، وطن اولاد سب کچھ نثار کر دیا۔ جن کے نانا جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہیں جن کے ابا جان علی المرتضیٰ ہیں۔

اس مخدومۃ کائنات، حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مالک کونین جناب احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو جہیز عطا ہوا اس کی تفصیل شاہنامہ اسلام میں جو مرقوم ہے سماعت فرمائیں۔ اور پھر آج کل ہمارے معاشرے کی حوس کو سامنے رکھئے۔

جہیز کی کمی کے احساس میں غریب ماں باپ کی بچیاں نکاح جیسی عظیم سنت سے بھی محروم ہیں۔ نہ صرف ماں باپ غربت کے باعث پریشان ہیں بلکہ بیٹے والے بھی اپنی کمینگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ جہیز کے طالب ہوتے ہیں۔ اس نہایت قبیح افعال سے کیسے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔ بس ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم معاشرہ کی غلط رسموں و رواج کو صرف غلط کی طرح مٹا کر حضرت خاتون جنت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نقش قدم پر چلنا شروع کر دیں۔ پریشانیاں از خود معدوم ہو جائیں گی اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت و کرم کی بارش نصیب ہو گی تو آیئے ذرا دیکھئے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو مالک کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سامانِ جہیز عطا ہوا وہ کتنا تھا اور کیا کیا اشیاء تھیں۔

جہیز اللہ اکبر جو ملا تھا شہنشاہِ دو عالم سے
ملا ہے درس ہم کو سادگی کا فخرِ آدم سے

متاع دینوی جو حصہ زہرا میں آئی تھی
کھجوری کھردرے سے بان کی اک چارپائی تھی
مشقت عمر بھر کرنا لکھا تھا جو مقدر میں
ملی تھیں چکیاں دو تاکہ آٹا پیس لیں گھر میں
گھڑے مٹی کے دو تھے اور اک چمڑے کا گدا تھا
نہ ایسا خوشنما تھا یہ نہ بدزیب اور بھدا تھا
بھرے تھے اس میں روئی کی جگہ پتے کھجور کے
یہ وہ سامان تھا جس پر جان قربان حوروں کے
وہ زہرا جن کے گھر تسنیم و کوثر کی تھی ارزانی
ملی تھی مشک ان کو تاکہ خود لایا کریں پانی
ملا تھا فقر و فاقہ ہی مگر اصلی جہیز ان کو
کہ بخشی تھی خدا نے اک جبین سجدہ ریز ان کو
چلی تھی باپ کے گھر سے نبی کی لاڈلی پہنے
حیا کی چادریں، عفت کا جامہ، صبر کے گہنے
ردائے صبر بھی حاصل تھی توفیق سخاوت بھی
کہ ہونا تھا اسے سرتاج خاتون جنت بھی
اس کی تربیت میں اللسوۃ یمن و سعادت تھا
اسی کی گود سے دریا ابلنا تھا شہادت کا

وہی غیرت جو مہر حق خاتم کا نگینہ تھی
اس کی لاڈلی ہی اس امانت کی امینہ تھی

علی المرتضٰی نے آج تاج ھل آتی پایا
دلہن کی شکل میں ایک پیکر صدق وفا پایا
پدر کے گھر سے رخصت ہو کے زہرا اپنے گھر آئی
تو کل کے خزانے دولت مہر و وفا لائی

(شاہنامہ اسلام)

مہر خاتونِ جنت کی ایک اور صورت:

جامع المعجزات میں مرقوم ہے کہ جب حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے سرتاج حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور چند باتیں بطور وصیت ارشاد فرمائیں۔ ان میں سے ایک بات یہ تھی کہ اے میرے سرتاج! میرے وصال کے بعد جب مجھ کفن پہنایا جائے تو فلاں مقام پر میں نے ایک ٹکڑے پر کچھ تحریر رکھی ہے وہاں سے اٹھا کر میرے کفن میں رکھ دینا۔

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی پکار اٹھے۔ فاطمہ! تجھے اپنے ابا جان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ مجھے جلدی بتایئے۔ اس پرچہ پر کیا لکھا ہے۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: جب ہمارا نکاح ہوا تو مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری پیاری بیٹی! میں علی سے چار سو مثقال چاندی حق مہر میں تمہارا نکاح کرنے لگا ہوں۔ میں نے فرمایا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! علی مجھے قبول ہے مگر اتنا معمولی سا حق مہر منظور نہیں۔ اسی اثناء میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا سلام و پیغام پہنچایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ سے کہئے اللہ رب العزت تیرے لیے جنت اور اس کی تمام نعمتیں تیرا حق مہر مقرر فرماتا ہے کیا یہ منظور ہے؟

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سوالیہ رنگ میں اللہ

تعالیٰ اپنی انتہائی کم نوازی سے مجھے فرمارہا ہے تو میں عرض کرتی ہوں مولیٰ تعالیٰ میں اتنی نعمتوں پر بھی نہیں راضی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ارشاد باری تعالیٰ ہے فاطمہ سے کہئے جو کچھ تجھے منظور ہے اس کا کھل کر اظہار کرے چنانچہ میں نے عرض کیا میں نے تجھے ہر وقت امت کے غم میں پایا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ گنہگار امت کی بخشش میرا حق مہر ہو۔

چنانچہ جبرائیل امین علیہ السلام واپس گئے اور ایک تحریری پارچہ جس پر مرقوم تھا۔

جعلت شفاعة امة محمد صلی اللہ علیه وسلم صداق فاطمه٥

میں نے فاطمہ کا مہر امت محمدیہ کی بخشش مقرر کیا۔ (نزہتہ المجالس)

معزز خواتین!

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فضائل وشمائل محامد ومناقب، مقام و مراتب بے شمار ہیں۔ جن کا کما حقہ بیان انسان کے بس کی بات نہیں۔ اس لیے آج کی محفل میں آپ کے ابتدائی حالات پر روشنی ڈالی۔ انشاء اللہ آئندہ کسی موقع پر آپ کی ایمان افروز کرامات سے آگاہ کیا جائے گا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی محبت ہمارے دلوں میں راسخ فرمائے۔ آمین ثم آمین

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ٥

کرامت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

پیاری بہنو! معجزہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام سے آج ملک بھر میں چار ورقی رسالہ گشت کر رہا ہے اور عورتیں سید فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی محبت ومودت کے باعث وہم میں مبتلا اسے اپنے گھروں میں بڑے اہتمام سے پڑھتی اور پڑھاتی ہیں۔

حالانکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برکات سے بہرہ مند ہونا ہے تو ان کے نقش قدم پر چلیے اور قرآن کی تلاوت کرنی اور کرانی چاہیے۔

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قرآن پاک سے اتنی محبت تھی کہ چکی چلاتی تو قرآن کریم کی ساتھ ساتھ تلاوت فرماتی تھیں۔ امام حسن و حسین کو لوریاں دیتیں تو قرآن کریم پڑھتی رہتیں، دودھ پلاتیں تو قرآن کریم کی آیات سے ان کے کانوں میں رس گھولتی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قرآن کریم فرمان حمید سے اتنی لگن تھی کہ اکثر اوقات اس کی تلاوت میں مگن رہتی تھیں۔ نماز تہجد اور نوافل میں قرآن کریم اتنا زیادہ تلاوت فرماتیں کہ صبح صادق تک اس کی محبت میں سرشار رہتیں۔ اور پھر جس پیار سے اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوتیں تو پکار اٹھتیں۔ مولیٰ تعالیٰ! کیا ہی اچھا ہوتا کہ فاطمہ کے لیے رات کو لمبا فرماتا تاکہ جی بھر کے سجدہ کر لیتی۔

میری بہنو!

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا معمول تو تلاوتِ قرآن رہا مگر آپ ہیں کہ قرآن مجید کی بجائے فرضی کہانیوں اور بناوٹی قصوں کو اہمیت دیتی ہیں۔ جن کا نہ کوئی سر ہے نہ پاؤں۔ یوں بھی ذرا اپنی عقل سے کام لو کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا معجزہ ہو ہی کیسے سکتا ہے۔ جب کہ وہ نبی نہیں اور پھر حضرت اماں حواء سے لے کر حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک بے شمار مقدسات وطیبات خواتین دنیا میں تشریف لاتیں۔ انبیاء کرام رضی اللہ عنہم کی ازواج بننے کا شرف نصیب ہوا مگر کسی بھی نبی کی بیوی یا بیٹی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا کیونکہ کوئی عورت نبی بن کر نہ آئی اور نہ آئے گی اور نہ بن سکتی ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب اپنے ابا جان، جانِ کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کر چکی ہیں اور آپ کے معجزات بینات کو دیکھ کر اور ان پر ایمان لا چکی ہیں تو وہ کیسے اپنے معجزہ کا اظہار فرماتیں؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو معجزہ ماننا گویا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار کرنا ہے۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبی ماننے کے مترادف ہے جو سراسر غلط ہے۔ لہٰذا یہ چارورقی معجزات پڑھنے کی بجائے قرآن کریم جو آپ اور آپ کی اولاد امجاد کا محبوب و مرغوب وظیفہ رہا۔ اس کی تلاوت کو معمول بنا یئے، اپنے ایمان کی دولت میں اضافہ کیجئے اور دونوں جہاں کی نعمتوں کی مستحق بن جایئے۔

کراماتِ خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

دنیا دی کل حورتاں وچوں کسے ایہہ شان نہ پائی
سجناں اوپر فاطمہ تائیں رب سرار بنایا
موہوں جو دعا فرماندی حضرت خاتون پیاری
جھب منظور کرلیندا فضلوں واحد اللہ باری

روایات میں آتا ہے کہ عید کا دن تھا۔ صبح کے وقت جب دونوں شہزادے باہر نکلے تو اپنے ہم عمر بچوں کو نہایت خوبصورت لباس پہنے دیکھ کر جلدی سے گھر واپس آئے اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کرنے لگے:

اے اماں تدھ معلم نائیں ہے اک عید دہاڑا
ہر کوئی آج وچ خوشی دے کیا چنگا کیا ماڑا
لوکاں دے اج لڑکے سارے خوشبو عجیب لگاون
چنگے چنگے کپڑے پا سن سو سو خوشی مناون
کیا ایسی اینویں وسیاں آج دن ناں خوشی کوئی منایئے
دیہہ سانوں بھی عمدہ کپڑے وچ اونہاں دکھایئے

شہزادوں کی باتیں سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سوچ و بچار کرنے لگی۔

گھریلو کیفیت سامنے تھی، صبر و شکر سے دن گزر رہے تھے۔ آپ کے پاس اتنی رقم بھی نہیں تھی کہ اپنے پیارے شہزادوں کے لیے عید پر نئے کپڑے بنائے جاتے۔ دل ہی دل میں کہنے لگی:

کھتوں عمدہ کپڑے لیا کے بچیاں نوں پہناواں
تے کس حیلے دل اینہا ندا میں صدقے پر جاواں
سر منہ چم تسلی دتی صدقے صدقے جاواں
بیٹھ جاؤ کجھ آٹا پہیہ کے نویں پوشاک پہناواں

عموماً جس طرح بچے اپنی خواہش کی تکمیل جلدی چاہتے ہیں۔ آج حضرت حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی مطالبہ کر رہے تھے کہ امی جان دیر نہ کریں جیسے جیسے ہو سکے ہمیں فوری طور پر نئے تیار شدہ لباس پہنائیں۔ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اچھا بیٹے جائیے اور اچھی طرح نہا دھو کر آئیں۔ تمہارے آنے تک نئے جوڑے تیار ہوں گے:

بند کیتی مجبوراً چکی بچیاں تو فرماوے
جاؤ خوب غسل کر آؤ درزی ہتے جو آوے
جوڑے بہت نفیس لیاوے خوب ساڑے کارن
سنکہ راضی ہوئے شہزادے گئے نہاون کارن

ڈال مصلیٰ پیش خداوند حضرت خاتون پیاری
میں قران شروع فرمائی عجزوں گریہ زاری
یار خدایا یار خدایا شرم میری ہتھ تیرے
کجھ پرواہ نہ تینوں سایاں تیرے فضل گھنیرے

پاک نبی دیاں دو بتیاں تائیں تیرے باجھ خدایا
دیوے کون تسلی میں بھی قول قرار پکایا
کون جو پورا عہد میرے نوں کرے خداوند سایاں
تیرے باجھوں یا رب میرے لائق کس ڈویاں
کپڑے نویں منگن اج میتھوں حسن حسین پیارے
بھیج اونہاندی خاطر جوڑے اے رب سرجن ہارے
دو ہتے پاک حبیب تیرے دے کر دل تنہاں راضی
کہ کرم کرم کر سائیاں توغنی رب قاضی
ایہہ نبی دے دو ہتے تے ایہہ پت علی دے پیارے
بھیج اونہاندی خاطر جوڑے اے رب سرجن ہارے
اپنے کارن نہیں اگے میں کدی سوال سنایا
ہن بھی میرا نام مطلب ناہیں بار خدایا
کارن حسن حسین فقط میں تیرا در کھڑکایا
پورا کریں سوال میرا ایہہ پاروں عجز سنایا

بیان کرتے ہیں کہ شہزادیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ختم نہ کر پائی تھی کہ دروازے پر دستک سنائی دی۔ اور ساتھ ہی نہایت ادب و احترام سے آواز آئی۔ خاتون جنت بچوں کو باہر بھیج دیں تاکہ وہ نئے جوڑے وصول کرلیں۔

سن آواز شتابی دوڑے حسن حسین پیارے
درزی شکل اعرابی جو اک ویکھن گھلا سو ہارے

دونوں شہزادے جب خوشی و مسرت سے دوڑے ہوئے باہر آئے تو اس مرد خدا نے نہایت خوبصورت دو جوڑے پیش کئے اور خود خاموش ہو کر واپس چلا گیا۔ حسنین

کریمین نے دیکھا امی جان سیدہ خاتون سجدہ شکر ادا فرما رہی ہے۔ دونوں عرض گزار ہوئے:

سن آواز شتابی دوڑے حسن حسین پیارے
درزی شکل اعرابی جو اک ویکھن گھلا سوہارے

سبحان اللہ! سچ فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے من کان اللہ جو اللہ کا بن جائے اللہ اس کا بن جاتا ہے اور پھر بقول اقبال

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

میری پیاری قابل صد احترام بہنو!

شانِ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان کسی کے بس کی بات نہیں۔ دیکھا آپ نے جیسے ہی بارگاہ رب العزت میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دعا کی تو کتنی جلدی آپ کی دعا نے قبولیت کا ثمرہ پایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی دعا فرماتے تو اللہ رب العزت فوراً قبول کر لیتا۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جیسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی شان سے جب دعائے محمد رسول
خدا کی رضا چاہتا ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے دعائے محمد

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ہمیشہ خوش رکھتے۔ فرمایا کرتے یہ میرے جسم کا حصہ ہے۔ جس نے اس سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جو مجھ سے محبت رکھتا

ہے خدا اسے اپنا محبوب بنالیتا ہے۔ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اوران کی آل سے محبت، محبوبِ خدا کاوسیلہ توان کی دعاؤں کو یقیناً قبولیت کا جلد سہاگ ہو جائے گا۔ تعجب کی بات نہیں ہے۔ مزید کرامات سننے سے پہلے ایک بار اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں۔

ردائے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

ردا چادر کو کہتے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت صابرہ شاکرہ تھیں۔ صبر وشکر سے گھریلو ضروریات کو پورا کرتی تھیں۔ کئی کئی روز کچھ کھائے پیئے بغیر گزر جاتے۔ ایک دن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ باہر سے گھر تشریف لائے تو کچھ کھانے کے لیے کہا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی خدمت میں نہایت ہمت ادب واحترام سے عرض کیا: میرے سرتاج عجیب اتفاق ہے کہ آج ہم گھر میں بھی بغیر کھائے پیئے آپ کے انتظار میں تھے کہ آپ کوئی چیز کھانے کے لیے لائیں گے۔ اس وقت تو گھر میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں جسے کھا کر بھوک کو کرد بایا جاسکے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہی حضرت حسنین کریمین کو دیکھا۔ پھر اپنی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کیفیت پر غور کیا تو آپ کو خاصی پریشانی لاحق ہوئی۔ حضرت خاتون جنت نے جب علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا تو:

نظر محبت پاروں ویکھیا خاتون جنت پیاری
حضرت اسد اللہ دی طرف ادبوں عرض گزاری
یاسر دار مسکینی دا دل وچہ خیال نہ لاؤ
ناداری محتاجی در غم حضرت ذرہ نہ کھاؤ
چادر اک موجود جو میری اس تائیں لے جاؤ
جس قدر جو ملن تسانوں گروی کھ لے آؤ

یہ کہتے ہی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چادر تطہیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ دی۔ حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ چادر لے کر ایک یہودی کے ہاں گئے اور اڑھائی سیر جو میں چادرِ زہرا گروی رکھ کر گھر تشریف لے آئے۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ہاتھ سے چکی چلائی اور جو کا آٹا تیار کر کے کر کے از خود روٹیاں پکائیں۔ سبھی نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے۔

مگر حضرت سیدہ خاتون جنت کی ردائے تطہیر یہودی نے اپنے گھر ایک کمرے میں سنبھال کر رکھ دی۔ عجیب اتفاق کے جب رات سر پہ آئی تو دیکھا اس کا وہ مکان انوار و تجلیات کا مرکز بن چکا تھا، بیان کرتے ہیں کہ:

رات ہوئی جد قدرت باروں پئی ضرورت کوئی
مرد یہودی دی جو عورت کمرے داخل ہوئی
کیا کچھ دیکھے شان خدا دی چمکے نور پیارا
چادر وچوں نکلن شعلے روشن کمرہ سارا
ایسی چمک پوے اس نوروں نظر نہ ڈالی جاوے
ویکھ حقیقت خاوند تائیں جا کر حال سُناوے
نوکر اتے لواحق سارے سبھناں سوھ لیایا
اِکاسی مرد زنانیاں اس دے تابعدار تمامی
ویکھی سبھاں شان خدا دی قدرت سب گرامی
واحدت پچھاتا سبھناں صدق ایمان لیائے
شوق کنوں سردار نبی دی خدمت اندر آئے
کیتی اوس یہودی چادر نذر خاتون پیاری

اساں غریباں اوپر کیتا فضل خداوند باری
ایہہ کرامت خیر النساء دی فضل ہو یار سرکاروں
گنتی وچہ اکاسی جاناں بچ گئیاں دوزخ ناروں
احمد فاطمہ علی سویا را حسن حسین پیارے
پنج تن دے چا صدقے بخشیں مینوں سرجن ہارے
تہ جاواں منظور پوے جے تھوڑی خدمت میری

(سیرت فاطمہ 190 از حضرت میاں درویش محمد یعقوب نقشبندی مجددی بیت پوری علیہ الرحمۃ)

سید عالم کی ڈاچی، بارگاہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

بیان کرتے ہیں کہ جب سید عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف قصد سفر فرمایا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سب سے پہلے اپنی ملاقات کی بشارتیں سنائی۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم غیبت جو بے عطائے الٰہی آپ کو حاصل تھا۔ یہ خبر دی کہ صحابہ کرام، اہل بیت عظام جملہ صحابیان، چھوٹے، بڑے جتنے بھی اس وقت موجود ہیں ان میں جس کو سب سے پہلے میری ملاقات کا شرف حاصل ہوگا۔ میری پیاری لخت جگر، نور نظر حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ہوں گی گویا کہ آپ فرما رہے تھے کہ مجھے ہر ایک کے وصال کی خبر ہے۔ کون پہلے حضرت ہوگا اور کون بعد میں۔ میرے وصال کے بعد جو مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے اس جہاں فانی سے راہی بقا ہوگی۔ فاطمہ تم ہو اور بعد از وصال تم مجھ سے ملاقات کروگی۔ الگ الگ رہنے کا تصور بھی ختم کر دیا۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ خوشخبری سن کر مسکرائیں حالانکہ سید الانبیاء، رحمۃ للعالمین جیسے عظیم باپ کا سایہ سر سے اٹھ رہا تھا مگر اس جہان فانی سے فاطمہ کو کیا غرض دنیا تو عارضی ٹھکانہ ہے۔ دائمی زندگی تو عاقبت و آخرت کی ہے۔

القصہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک ڈاچی تھی جس کا نام غضیاء تھا۔ وہ ایک دن بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض گزاری ہوئی۔

غضباء ڈاچی اک دن شوقوں خدمت عرض گزاری
بیت مدت میں پاس یہودی رہی حبیب غفاری
چگنے کارن یا سردار جد میں باہر جاندی
ہر اک قسموں سبزی مینوں اپنی طرف بلاندی
آ میرے دل میں اک تینوں، بات عجیب سناواں
جھبدے تدھ پر کرے سواری سوہنا نبی سچاواں
ہووے گا سوار تیرے تے ختم رسل پیارا
کرے جو نال میرے ایہہ باتاہر سبزی سردار
راتیں جد میں جنگلی جاندی چگنے توں سردار
کل درندے آپس اندر کر دے ایہہ پکارا
پاس نہ اس دے ہرگز جانا اک دوجے سدمارن
ایہہ تیار جو کیتی جاوے نبی محمد کارن

چنانچہ جب خیبر فتح ہوا تو مال غنیمت میں یہ ڈاچی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئی۔ آپ کی ظاہری زندگی میں خدمت سرانجام دیتی رہی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا سے سفر آخرت فرمایا تو وہ ڈاچی:

اک راتیں جو فاطمہ بی بی بیٹی بنی غفاری
باہر خوش تشریف آلیاندی زہرا خاتون پیاری

اور حسن اتفاق کہ ڈاچی دوڑتی ہوئی آپ کے پاس حاضر ہو کر یوں عرض گزار ہوئی۔

ادبوں بول السلام عیک کہندی فاطمہ تائیں
اے خاتون پیاری بیٹی خیر امت دے سائیں
باپ اپنے توں جیکر کہنا کوئی پیغام ضروری
کر ارشاد گرامی جو میں چلی وچ حضوری
چلی میں دربار محمدی اے خاتون پیاری
دیہو سنہیا جے کوئی دینا غضبا عرض گزاری
سن باتاں غضباء کولوں بیٹی بنی غفاری
زنی درد محبت پاروں جنت جس سرداری
پکڑ مہار جو لے گودی وچہ بیٹھ گئی تے رودے
دل وچ سوز زیادہ سویا ہنجو یار پروے

بیان کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اونٹنی کے سر پہ شفقت سے ہاتھ پھیر رہی تھیں کہ اچانک اونٹنی نے آخری سانس لیا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں سر رکھ کر اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ صاحب درد شاعر فرماتے ہیں۔

ڈگ اچانک دھرتی آئی غضباء غماں ستائی
کیتی جان تصدیق ڈگدیاں سہنی محال جدائی
سہنی محال جدائی تنہاں جنہاں محبتاں لائیاں
جا کے پچھ تنہاں کولوں ہیش جیناندے آئیاں
مال جدائی اوہ کوئی جانے جس دریار پیارا
وچھڑیا ہویا بند نظارا جگ اندھیرا سارا
یار سجن نے لائی جس توں بر ہوں تیز چواتی
دھو بیٹھا ہن غماں ستایا ہتھوں اوہ حیاتی

فوراً جان دتی غضباء راوی ذکر لیایا
چادر وچ لپیٹ اس تائیں فاطمہ نے دفنایا

بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صحابہ کرام سے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جانثاری ڈاچی کو نہایت ادب سے دفنایا جائے۔ چنانچہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی اس یادگار نشانی غضباء اونٹنی کو مدینہ طیبہ کی خاک کے سپرد کر دیا گیا۔ روایات میں آیا ہے کہ:

پٹ زمین جو تن دن پچھوں ویکھیا اس دے تائیں
کتے سراغ نہ ملیا اس دا جانے اللہ سائیں
ایہہ کرامت خاتون جنت پک فدائی فرمائی
بعد نبی دی بیٹی پیاری میں کی صفت سناواں
شان بیان تحریر نہ ہووے میں قربانی جاواں
پیو دھی دونویں نور یگانے خاص حبیب غفاری
پیو ختم نبوت، دھی نوں جنت دی سرداری
پاک نبی سردار عالم کہیا حبیب سویارے
بیٹی میری فاطمہ پیاری حسن حسین پیارے
کرے پیار جو نال ایہناں دے فضل کنوں رب سائیں
قہر عذاب جہنم ناروں ملے نجات اس تائیں
حب نبی دی خیراناں دل زیادہ شوق ہے تینوں
کتب حدیث مبارک ویکھن ہن نہیں فرصت مینوں

وصال سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت سیدنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاتون جنت اپنے والد ماجد سید المرسلین

صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر ملال کے بعد نہایت غم والم میں رہنے لگیں۔ خوشی و مسرت کی جگہ جدائی و فرقت نے لے لی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں آپ آنسو بہاتی رہتی اور اس دن کی منتظر تھیں کہ جس کی بشارت فجر صادق، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم از خود دے چکے تھے کہ فاطمہ سب سے پہلے مجھ سے ملاقات تمہاری ہوگی۔ چنانچہ آپ کا دل دنیا سے بالکل اچاٹ ہو گیا تھا۔

ایک دن یومیہ معمول کے بالکل برعکس حسنین کریمین رضی اللہ عنہ کے کپڑے دھوئے، پانی نہلانے کے لیے رکھا اور از خود آٹا گوندھ کر روٹیاں پکا رہی ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ باہر سے گھر تشریف لائے اور وہ یہ کام ملاحظہ فرمائے تو فرمایا:

اے مخدومہ جہاں، اے معصومہ آخر الزماں، اے بلقیس حجرہ، تقدیس و جمال، اے آسیہ عالم، تکمیل کل، اے فاطمۃ الزہرا، اے ملکہ جنت، رب العالی میں نے بیک وقت ایسے دو تین کاموں میں مصروف و مشغول نہ دیکھا۔ جب کہ آج آپ بڑی بیتابی اور محبت سے سرانجام دے رہی ہیں۔ آخر ان میں کیا حکمت ہے، کیا راز اور بھید ہیں مجھے ان اسرار خفیہ سے آگاہ فرمائے۔

حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے سرتاج، باب مدینۃ العلم کے استفسار پر غمناک ہوگئیں۔ آنسو چہرے پر چمکنے لگے، نہایت دھیمی اور پرسوز آواز سے فرمایا:

هذا اخراق بيني وبينك۔

یہ میرے اور آپ کے مابین جدائی و فرقت کی گھڑی ہے۔

بگزار تا بگریم چوں ابر نو بہاراں
از سنگ گریہ خیزد وقت وداع یاراں

چھوڑ دلا اولیواں دروں وانگوں ابر بہاراں
پتھر بھی گھل پائی ہوندے جدا کریناں یاراں

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

آج میں نے خواب میں اپنے ابا جان کو بلندی پر جلوہ افروز ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے کسی کے آنے کا انتظار ہو۔ میں نے یہ منظر دیکھتے ہی پکارا۔ ابا جان! کس کا انتظار ہے؟ آپ یہاں کہاں؟ ابا جان! آپ کی فرقت وجدائی سے میری جان پر بن آئی ہے۔ میرا جسم پگھل رہا ہے۔ مجھے اپنے ہاں آنے کی اجازت دیں۔

میری فریاد پر ابا جان نے فرمایا: میری لخت جگر نور نظر میں تو یہاں تیرے ہی انتظار میں ہوں۔ بیٹی سن لو! آج قید دنیوی سے آپ کی رہائی ہوا چاہتی ہے۔ کل تیرا یہاں آنا ہوگا میں اور جنت تیری ملاقات کے مشتاق ہیں۔

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ! یہ میری آخری گھڑیاں ہیں۔ آئندہ رات پہلے حصہ میں میرا وصال ہوگا۔ یہ روٹیاں اس لیے ہیں کہ کل آپ میری جدائی وفرقت سے نڈھال ہوں گے تو میرے بچے بھوکے نہ رہ جائیں۔ شہزادوں کے کپڑے اس لیے دھوئے ہیں کہ آج میں انہیں اپنے سامنے بنا سجا کر دیکھ لوں نہ جانے میرے جانے کے بعد ان کے کپڑے کون دھوئے گا۔ اور میری یتیموں کی خواہشات کون پوری کرے گا۔ میں چاہتی ہوں اپنے بچوں کے سر پر زیتون کا تیل لگا کر زلفیں سنواروں، نہ معلوم میرے جانے کے بعد ان کی زلفوں اور چہروں کا غبار کون صاف کرے گا؟

پیکر صبر واستقامت مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کا دل سیدہ کی گفتگو سے بھر آیا۔ آپ دیدہ ہو کر فرمانے لگے: اے دختر رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ابھی تو آپ کے والد ماجد کی جدائی کا صدمہ سے جو زخم لگے ہیں، وہ ہی تازہ ہیں۔ اب آپ کی فرقت سر پہ آ گیا۔ زخم پر زخم آ رہے ہیں۔ سیدہ پکاریں:

فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ وَّاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ○

یا علی رضی اللہ عنہ! آپ میرے والد ماجد کے وصال پر جیسے صبر واستقامت کا دامن تھامے رکھے۔ میری جدائی پر بھی ویسے ہی عزیمت کا مظاہرہ کریں۔ اب آپ میرے پاس ہی رہیں۔ اس اثناء میں آپ کی نگاہ حسنین کریمین پر پڑی تو بیقراری کے عالم میں آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ اور شہزادوں کو اسی کیفیت میں بنانے سنوارنے لگیں۔ فرمارہی تھیں: کاش کے مجھے معلوم ہوجائے کہ میرے بعد آپ کی کیا حالت ہوگی اور پھر دونوں بچوں کی بلائیں لیں، رخسار چومے اور فرمایا: جایئے اپنے نانا جان کے روضہ اطہر پر سلام پیش کرآئیں۔ پڑھیئے درود شریف:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

آخری لمحات:

میری محترم اسلامی بہنو!

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان سنتے ہی شہزادے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں سلام پیش کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ ادھر حضرت سیدہ نے ازخود غسل فرمایا: حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہایت حسن وخوبی سے غسل فرمایا۔ صاف ستھرے کپڑے زیب تن کیئے اور پھر بستر پر قبلہ رو لیٹ گئیں۔ اپنا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھا پھر حضرت اسماء بنت عمیس کو بلایا اور خصوصی ہدایت سے نوازا پھر فرمایا: اب آپ باہر تشریف لے جائیں میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتی ہوں۔

سیدہ کی آخری دعا:

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہا

باہر تشریف لائیں ہی تھیں کہ سیدہ کے رونے کی آوازِ سنائی دی۔ فرماتی ہیں: آپ اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت درد بھرے کلمات سے مناجات کر رہی تھیں۔ جب میں نے کان لگا کر آپ کی دعا سنی تو یہ آواز آ رہی تھی۔ الٰہی میرے والد گرامی سید المرسلین رحمۃ للعالمین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے گنہگار مردوں، عورتوں پر رحم فرما اور ان کے گناہوں کو معاف کر کے مغفرت و بخشش سے بہرہ مند فرما۔ سیدہ کی اس گفتگو اور درد بھری مناجات سے یک لخت بیان میرے بس کی بات نہیں۔ جو خواتین تفصیل معلوم کرنا چاہیں وہ ان کتابوں کا مطالعہ کریں گے بے شمار باتوں کا پتہ چل جائے گا۔ زینب المحافل ترجمہ نزہتہ المجالس ہر دو حصے آل رسول سوانح کربلا قصہ شہادت ان کے علاوہ بکثرت کتب میں حضرت سیدہ کی حالات بالتفصیل موجود ہیں۔

آخر میں آپ کے وصال پر ملال پر حضرت پیر طریقت درویش کامل میاں محمد یعقوب صاحب نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ پورشریف نے جو پردرد پرسوز اشعار میں وفات نامہ سیدہ منظوم کیا گیا ہے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہوں۔ پڑھئے صلوٰۃ وسلام

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

منظور وصال نامہ حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حال وفات خاتون پیاری سن تدھ ذکر سناواں
جیونکر بی بی رخصت ہوئی میں قربان جاواں
دنیا اک مسافر رہنا چلنا ہوئی سفر تیاری
جو آیا سو اک دن چلیا کوئی قرار نہ پاوے
دونوں راہ یعقوب کشادہ اک آوے اک جاوے
جلدی ایہہ سرا مسافر آیا رات گزاری

چا دلے پہر آرام کیتاں پھر فجرے سفر تیاری
ایہہ گلشن وچ گل دیاں کلیاں سیں سیں کھڑیاں لہراں
خوف نہیں کجھ دل دے اندر خزاں دے قہروں
ابدی نہیں مقام ایہہ گلشن اے بلبل سن تیرا
ہوویں نہیں فریفتہ اس وچ تھوڑے روز بسیرا
ایہہ دنیا اک ماتم خانہ عیشن ناں اس وچ گویا
رہنا کسے نصیب ناں ہو یا آیا رخصت فقیرا
حال مبارک خاتون آپ الٰہی جس دا شان او چیرا
می قیول اوہ آپ الٰہی جس دا آکھ یعقوب فقیرا
کرن را ریت نبی غفاری جد رحلت فرمائی
حضرت زہرا فاطمہ کارن گم ہوئی روشنائی

☆

پھل دی عاشق بلبل روندی پھل بن نظر نہ آوے
کھڑیا باغ عجائب اس نوں ویرانہ دساوے
حاضر جے محبوب عشاقاں واہ مبارک بادی
باجھوں یاد دسیوے تنہاں عالم دی بربادی
چھپ گئے جد یار اکھیں تھیں پلٹیا ہور زمانہ
کونج وچھنی کارن دے وسدا جگ ویرانہ

☆

عمر اٹھائی برساں آہی حضرت خاتون پیاری
رحلت دنیا توں فرمائی پاک حبیب غفاری

حضرت زہرا خاتون دے سرپیا پہاڑ الم دا
روندی نت دسیوے بی بی کتے نہیں دل جم دا
بھارا لوگ غماں دالگھڑن فاطمہ تائیں
نظرناں آوے باپ پیارا خیر امت دا سائیں
غموں جان ہمیشہ انہدی چپ کلام نہ کردی
نظر و بال ہن زندگی آہ ٹھنڈی تت بھر دی

☆

حضرت انس تائیں فرماندی نین اکھیں تھیں جاری
دل وچ درد الٰہیہ بھڑکے سوز غماں نے ماری
پاک نبی تے مٹی پاون کیتا کویں گوارا
تساں تماسیاں عرض سنیوے روکر انس سوہارا
یا بی بی خاتون پیاری اندز کاردبے دی
کی مجال جو دخل دیوے کوئی طاقت نہیں کسے دی
میں قربان کیتی جد رحلت پاک حبیب غفاری
چھوڑ دتا ہسنا بولنا حضرت فاطمہ پیاری نے
غموں بیمار ہوئی تد بی بی لگا داغ جدائی
ایہہ دکھ زیادہ سب دکھاں تھیں جانے کل لوکاتی
بچے جو معصوم بیچارے حسن حسین پیارے
دیکھ بیماری مائی والی سہمے پھرن سوہارنے
اگے بھی اک صدمہ دسنوں تانا نظر نہ آوے
رہون نت اوداس مصیبت ہو راگوں وسیاوے

حضرت حیدر شیر خدادا بھی اندر پریشانی
دے گیا یاد جدائی پیارا حضرت نبی حقانی
ایہہ ہمدرد آیا اک میرا ایہہ بھی چھوڑ نہ جاوے
پاک نبی دی ایہہ نشانی شالا خیر دیہاوے
راوان دا اتفاق اس اوپر کرن بیان تمامی
موجب مرگ خاتون پیاری رحلت نبی گرامی
سیرت اندر آوے اک دن حضرت علی سوہارا
باہروں گھر تشریف لیایا شیر خدا دا پیار
خدمت اندر عرض گزاری ادبوں یا سردارا
میرے بچھوں راضی رکھے تدھ نوں سرجن ہارا
اج تھیں پچھے کس دے تائیں کہن ماں پیاری
میں کتھے تے ایہہ کتھ ہوسن میں صدقے میں واری
تیوں دیکھ تسلی ہوندی اے وہی نبی غفاری
صد افسوس ہن نظر ناں آسی بھی ایہہ صورت پیاری
منہ قبلے ول کر کے ستی سرتلے دھریا
کیتی جان تصدیق بی بی جاوے دکھ ناں جربا
رخصت ہوئی حضرت خاتون پاک نبی دا سینہ
پھر اج دوبارہ ہویا سوہنا شہر مدینہ
وہ وچ عشق نبی دے جیندا اسنو قرب حضوری
تے میں مول نہ چہاتی پاتی اسنوں نا منظوری
بس میاں بے طلب تیرے دل بچنا دوزخ ناروں
آچم قدم جی سرور دے ادب محبت پاروں

محلِ مصطفےٰ کاشانہ سیدہ فاطمہ میں:

میری اسلامی بہنو!

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے منشور و منظوم حالات کا خلاصہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ اب ایک نورانی تقریب سعید کا ذکر کرنا چاہتی ہوں۔ جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانۂ اقدس میں منعقد ہوئی۔ پڑھیئے صلوٰۃ وسلام۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

بیان کرتے ہیں ایک دن سید عالم نور مجسم نبی مکرم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وصیت میں حضرات سیدنا صدیق اکبر، حضرت سیدنا فاروق اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو لے کر حضور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دولت کدہ پر جلوہ افروز ہوتے تو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فوراً خاطر مدارت کا اہتمام کیا اور ایک چمکدار صاف ستھرے طشت میں نہایت نفیس شہد خدمت عالی میں حاضر کیا۔ عجب اتفاق کہ اس شہد میں ایک بال پڑا نظر آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرماتے ہوئے ہی صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا: یہ طشت روز شہد جس میں بال بھی نظر آرہا ہے۔ بعض حقائق و معارف کی تصریح چاہتا ہے میں چاہتا ہوں کہ ہر شخص اس کے متعلق اظہار کرے۔

ارشاد مصطفےٰ سنتے ہی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایمان دار انسان اس پلیٹ سے زیادہ چمکدار ہے اور ایمان اس کے دل میں شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ اور ایمان آخرت تک اپنے ساتھ لے جانا اس بال سے زیادہ باریک ہے۔

سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بادشاہی

اس پلیٹ سے زیادہ روشن ہے اور حکمرانی شہد سے زیادہ شیریں ہے لیکن حکومت میں عدل وانصاف کرنا بال سے زیادہ باریک ہے۔

پھر حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین ہوئے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! علم اس طشت سے زیادہ روشن ہے۔ اور علم دین پڑھنا شہید سے زیادہ شیریں ہے اور علم پر عمل کرنا بال سے زیادہ باریک ہے۔

خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم کے ان اسرار و معارف کے انکشاف کے بعد حضرت سید علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یوں اظہار فرماتے گویا ہوئے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! مہمان اس طشت سے زیادہ روشن ہیں اور خدمت مہمان شہد سے زیادہ شیریں ہے لیکن مہمان نوازی سے مہمان کی خوشنودی حاصل کرنا بال سے زیادہ باریک ہے۔

یارانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے اپنے مقدس خیالات کا اظہار کر چکے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پردہ کے دوسری جانب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ آپ بھی کچھ کہیں۔

حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: ''ابا جان! عورتوں کے حق میں حیا اس طشت سے زیادہ چمکدار ہے اور چادر عورتوں کے منہ پر شہد سے زیادہ شیریں ہے اور خود کو نگاہِ غیر محرم سے بچانا بال سے زیادہ باریک ہے۔

اس کے بعد معلم کتاب وحکمت سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

معرفت الٰہی اس طشت سے زیادہ روشن ہے اور معرفت سے آگاہ ہونا شہد سے زیادہ شیریں ہے لیکن اس کو اپنے دل میں محفوظ رکھنا بال سے زیادہ باریک ہے۔

ابھی یہ مبارک گفتگو ختم نہ ہونے پائی تھی کہ دروازے پر آنے والے نے باریابی کی اجازت چاہی۔ یہ حضرت جبرائیل تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت پا کر جب محفل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں

عام انسانی شکل میں جبرائیل امین حاضر ہوئے تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بھی اظہار کا موقع مرحمت فرمائیے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: کہئے! بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربان نے عرض کیا "راہ خدا اس طشت سے زیادہ روشن ہے اور اس راہ پر چلنا ایماندار کو شہد سے زیادہ شیریں ہے لیکن اس راہ پر قائم رہنا بال سے زیادہ باریک ہے۔"

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہوا اور حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"میرے حبیب! بہشت اس طشت سے زیادہ چمکدار ہے اور بہشت کی نعمتیں شہد سے زیادہ شیریں ہیں لیکن پل صراط سے گزرنا جو بال سے بھی زیادہ باریک ہے۔

حضرت علامہ قسطلانی شارح الصحیح بخاری علیہ الرحمۃ کنز المعارف میں اس واقعہ کو نقل فرماتے ہیں کہ بظاہر یہ ایک پُر اسرار خوش طبعی ہے لیکن درحقیقت یہ حکمت و معرفت کی ایک جامع تفسیر اور فیضان و عرفان کا بہترین انکشاف ہے۔

واللہ یا محمد مثلك لم یکن فی العالمین وانت الذین نادرك ربك مرحبا؛

خدا کی قسم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ تمام مخلوق میں بے مثل ہیں۔ آپ جیسا نہ کوئی ہوا اور نہ ہوگا۔ آپ کی شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرحبا کہہ کر مخاطب فرمایا:

لم یغلق الرحمن مثل مجدا ابدًا وما علمی انه لا یغلق٥

اللہ تعالیٰ رحیم و کریم نے آپ کی مثل نہ کوئی پیدا کیا اور ہمارا ایمان ہے کہ نہ ہی وہ پیدا کرے گا۔

شریعت درِ محفل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
طریقت عروج دلِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شریعت میں ہے قیل و قال حبیب
طریقت میں محو جمال حبیب

(کنز المعارف بحوالہ جمال حق کانپور ص: 17، مطبوعہ اکتوبر 1964)

پندرہویں تقریر:

نافرمان عورتیں

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ اُمَّھَاتُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالتَّابِعِیۡنَ وَعَلٰی جَمِیۡعَ اَوۡلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

امابعد

اَمَّا بَعۡدُ!فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَلَمۡ یُغۡنِیَا عَنۡھُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیۡئًا وَّقِیۡلَ ادۡخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰاخِلِیۡنَ○

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ○

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیۡ شَانِ حَبِیۡبِہٖ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا○

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَا نُوۡرَ اللّٰہِ

پیاری بہنو! آج کا درس ان عورتوں کے حوالہ سے ہے جو کسی نہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی کرتی رہیں اور بالآخر اپنی اس نافرمانی کی بدولت جہنم کا ایندھن بن گئیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنی نافرمانی سے بچانے اور دین پر

استقامت عطا فرمائے۔ (آمین)

نافرماناں دے لئی بہنوں حکم خدائی آئے
جو وی نافرمانی کردا وچ دوزخ دے جائے

نافرمانی جرم عظیم ہے
نافرمانی جہنم کا رستہ ہے
نافرمانی اللہ تعالیٰ کی ہو جرم ہے
نافرمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو تو بھی حرام ہے
نافرمانی حدیث کی ہو تو بھی حرام ہے
نافرمانی اہل بیت کی ہو تو بھی حرام ہے
نافرمانی صحابہ کی ہو تو بھی معصیت ہے
نافرمانی اولیاء کی ہو تو بھی گناہ ہے
نافرمانی والدین کی ہو تو بھی جرم ہے
نافرمانی بزرگوں کی ہو تو بھی جرم ہے
نافرمانی شوہر کی ہو تو بھی جرم ہے اور باعث سزا ہے۔

پیاری بہنو! آج کا موضوع ایک اصلاحی موضوع ہے۔ آج ہم نے اپنا محاسبہ کرنا ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ کہیں ان جرائم میں کوئی ایسا جرم تو نہیں جس میں ملوث ہیں اگر ایسا ہے تو آج سے توبہ کرنی ہے اور اس جرم کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی ہے۔

قرآن میں نافرمانوں کا ذکر ہے:

عزیز بہنو! قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی جگہ پر اپنے اور اپنے انبیاء کے نافرمانوں کا ذکر کیا ہے۔ ماں باپ کے نافرمانوں شوہر کی نافرمان کے لیے قرآن و حدیث میں سخت وعید اور سخت سزاؤں کا اعلان ہے۔

شرک جرم عظیم ہے:

شرک نوں جرم عظیم کہیا اے نبی پاک سرور نے
اوہناں نوں اے جنت ملی جو اس جرم توں ڈرنے

جو نافرمان ہے عورت اس کا ذکر پہلے کروں گی اور اس نافرمان عورت کا انجام بھی بتاؤں گی پھر اپنے موضوع کو آگے بڑھاؤں گی۔

واہلہ یہ عورت حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی تھی۔ واہلہ اس قوم سے تھی جس کی طرف حضرت نوح علیہ السلام نبوت سے سرفراز فرما کر بھیجے گئے تھے۔

نوح دی بیوی اپنی جان تے ڈاہڈا ظلم کمایا
پاک نبی دا دامن چھڈ کے اگ نوں جھولی پایا

جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنانے لگے تو یہ بدبخت کہنے لگی، نوح علیہ السلام چلو اپنے ہو گئے ہیں۔ (معاذ اللہ)

پیاری بہنو! حالانکہ واہلہ نبی کی بیوی تھی لیکن اس نے نافرمانی ایک تو اپنے شوہر یعنی نبی حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلایا اور دوسرا سب سے بڑا جرم وشرک کیا۔ واہلہ کہتی تھی ہمیں کچھ نہیں ہوگا۔ حضرت نوح علیہ السلام کا سوتیلا بیٹا جو واہلہ کے پہلے خاوند کا تھا اس کا نام کنعان تھا۔ یہ ماں اور بیٹا شرک کے گڑھے میں پھنسے ہوئے تھے اور پھر جب عذاب آ گیا تو یہ نافرمان عورت بھی قومِ نوح علیہ السلام کے ساتھ غرق ہو گئی۔

حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کا حال:

ایک اور نافرمان عورت جس کا نام واعکہ تھا۔ واہلہ اور واعکہ دونوں نام کا پہلا حرف واؤ ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں عورتیں بڑی واہیات تھیں۔ واعکہ

حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی تھی۔

اور یہ نافرمان عورت قوم کے لیے حضرت لوط کی جاسوسی کیا کرتی تھی اور کافروں کو خبریں پہنچایا کرتی تھی۔ جب لوط علیہ السلام پر عذاب آیا تو وہ بھی اس عذاب میں مرگئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں نافرمان عورتوں کا ذکر قرآن پاک میں فرمایا اور ان کے جہنمی ہونے کا اعلان فرمایا:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ○

اللہ تعالیٰ کافروں کی مثال دیتا ہے۔ نوح علیہ السلام کی عورت اور لوط علیہ السلام کی عورت اور وہ ہمارے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں۔ پھر انہوں نے دغا کیا یعنی کفر اختیار کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ آئے اور فرمادیا گیا کہ تم دونوں عورتیں جہنم میں جاؤ جانے والوں کے ساتھ۔ (سورۃ التحریم، آیت 10)

یہ دونوں نافرمان عورتیں جہنم رسید ہوگئیں۔ پیاری بہنو! شرک بہت بڑا جرم ہے۔ شرک کے کرنے والوں کے لیے دائمی عذاب کا اعلان کیا گیا۔

مشرکوں سے اللہ تعالیٰ بیزار ہے۔

مشرک کو بھی جنت نہیں مل سکتی۔ مشرکین کے لیے قرآن پاک میں سخت وعید فرمائی گئی ہے۔

شرک توں بچیو میریو بھنو شرک بڑی نادانی
جہنے شرک ہے ساجد کیتا اوہ نہیں بخشی جانی

(ساجد چشتی)

عورت کے روپ:

میری اسلامی بہنو! عورت کے روپ ایسے مختلف اور منفرد ہوتے ہیں کہ جن کو شمار ہی نہیں کیا جاسکتا۔

عورت اگر وفادار ہے تو ایسا وفادار کوئی اور نہیں ہوسکتا۔

عورت اگر بے وفا ہے تو ایسا بے وفا کوئی اور نہیں ہوسکتا۔

عورت اگر ایمان والی ہے تو ایمان میں بے مثال۔

عورت اگر بے ایمان ہے تو بے ایمانی میں اپنی مثال آپ ہے۔

عورت فرمانبردار ہے تو انتہا تک۔

عورت اگر نیک ہے تو وہ بھی کمال کی حد تک نیک ہے۔

عورت اگر نافرمان ہے تو وہ بھی انتہا تک ہے۔

عورت اگر مکار ہے تو وہ بھی کمال کی حد تک مکار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عورت کے مکر کو مکرِ عظیم قرار دیا ہے:

اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ○ (سورۃ یوسف، آیت: 28)

عورت مکر عظیم ہے کردی وچ قرآن دے آیا
مکر توں جہڑی بچ گئی اس تے ہے رحمت دا سایہ

ایک مکارہ کا واقعہ:

پیاری بہنو! ایک مکارہ عورت کا واقعہ سناتی ہوں:

بنی اسرائیل کی ایک عورت تھی اس کا ناجائز تعلق ایک نوجوان سے پیدا ہوگیا جب اس عورت کا شوہر کام پر جاتا وہ اس نوجوان کو اپنے گھر بلالیتی اور دونوں تنہائی میں شیطانی فعل کرتے رہتے۔ اس عورت کے شوہر کو شبہ ہوگیا کہ اس کی غیر موجودگی میں کوئی آتا ہے۔

اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ تمہارے پاس کوئی شخص آتا ہے؟

اس عورت نے کہا: نہیں۔

بنی اسرائیل کے ہاں ایک پہاڑ تھا جسے وہ برکت والا سمجھتے تھے اور اگر کسی کو فیصلہ کرتے وقت قسم کی نوبت آتی تو اس پہاڑ پر چڑھ کر قسم کھاتے تھے۔ قسم اگر جھوٹی ہوتی تو اس جھوٹے کا پول کھل جاتا تھا۔

شوہر نے کہا: اگر تو سچی ہے کہ تمہارا کسی کے ساتھ ناجائز تعلق نہیں ہے تو اس پہاڑ پر چل کر قسم کھا۔

اس نے کہا: میں تیار ہوں۔ اگلے دن کا وقت طے ہو گیا۔ شوہر کسی کام سے باہر گیا ہوا تھا۔ اس عورت نے اپنے آشنا کو بلا کر کہا کل تم عظمت والے پہاڑ کے پاس ایک گدھا لے کر کھڑے ہو جانا میں تم سے کرایہ پہ گدھا لے کر پہاڑ پر چڑھوں گی۔ لہٰذا گدھے والے کے بھیس میں وہاں پہلے سے ہی موجود رہنا۔

مکاری کا احوال:

پیاری بہنو! عورت کی مکاری کا حال سنیں!

جب دونوں میاں بیوی پہاڑ پر گئے۔ راستے میں گدھے والے کے بھیس میں وہ جوان کھڑا تھا۔ بیوی نے کہا میری ٹانگیں درد کر رہی ہیں مجھے یہ گدھا کرایہ پر لے دو کیونکہ مجھ سے چلا نہیں جا رہا۔

خاوند نے گدھے والے سے کرایہ مقرر کیا اور بیوی کو گدھے پر بٹھا کر پہاڑ پر چڑھنے لگے جب اس جگہ پر گئے جہاں قسم کھائی جاتی تھی تو اس عورت نے اپنے آپ کو گدھے سے نیچے گرا دیا اور جو شال اپنی کمر پر لپیٹی ہوئی تھی وہ اس تیزی سے کھول دی کہ شوہر کو پتہ بھی نہ چلا۔ وہ سمجھا کہ اتفاقاً ننگی ہو گئی ہے۔

وہ عورت برہنہ ہو کر نیچے گر پڑی۔ اسے زخم بھی آ گیا۔ وہ جلدی سے اٹھی اپنا لباس

درست کیا، شال پہنی اور قسم والی جگہ پر کھڑے ہو کر اس نے قسم کھائی میں قسم کھاتی ہوں کہ میرے ننگے بدن کو تیرے اور اس گدھے والے کے سوا کسی نے نہیں دیا۔

خاوند مطمئن ہو گیا کیونکہ اس کے دل میں یہ خیال تھا کہ گدھے والے نے اتفاقاً اس کا بدن دیکھا تھا۔ (حیات الحیوان، جلد 1، ص:208)

حیران کن مکر:

اے میری اسلامی بہنو! اس عورت کا مکر دیکھا کہ اس نے کس طرح داؤ چلایا اور اپنے شوہر کے شک کو بھی ختم کر دیا۔

فریب کاری پر آ جائے تو عورت بڑے بڑوں کو حیران کر دیتی ہے لیکن اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ کیونکہ شوہر کی امانت کی حفاظت کرنا ہر عورت کی ذمہ داری ہے بلکہ ہر عورت کا فرض ہے۔

وہی جنت میں جائے گی محافظ ہے جو عصمت کی
ملیں گے مرتبے جس نے حفاظت کی امانت کی

(ساجد چشتی)

پیاری بہنو!

اپنی عصمت کی حفاظت کرنا اپنی عفت کی حفاظت کرنا اپنی ناموس کی حفاظت کرنا اپنی عزت کی حفاظت کرنا تو ایسا فرض ہے کہ اس کے لیے نیک عورت اپنی جان دینے کی پروہ بھی نہیں کرتی۔

جو مسلمان عورتیں ہیں پاکباز
ایسی دھوکہ بازی سے رہتی ہیں باز

بری عورتوں سے تعلق نہ رکھو:

پیاری بہنو! ہمیں چاہئے کہ ہم پاکیزگی اختیار کریں، ہم طہارت اختیار کریں،

جبھی ہمیں ہدایت نصیب ہو جاتی ہے۔

عزیز بہنو! اگر ہم کو ہمسائے میں یا اپنے عزیز و اقارب میں یا ارد گرد کہیں چالباز عورتیں نظر آئیں تو ہمیں چاہئے کہ ہم انہیں سمجھانے کی کوشش کریں کہ انہیں برے اعمال ترک کرنے کا مشورہ دیں۔ انہیں آرام اور پیار سے سمجھائیں کہ ان اعمال کو ترک کر کے اسلامی شعار اپنائیں اگر وہ عورتیں اپنے برے اعمال کو چھوڑ کر تائب نہ ہوں تو ان سے میل جول دعا سلام ترک کر دیں یہی شریعت کا حکم ہے۔

دو سوکنیں:

عزیز بہنو! نافرمانی بہت برا عمل ہے۔ ایک لطیفہ مشہور ہے اور یہاں میں اسے ضرور سناؤں گی۔ ہمیں چاہئے کہ لطیفے سے سبق حاصل کریں۔

دو سوکنیں رات کو اپنے خاوند کی ٹانگیں دبایا کرتی تھیں جو سوکن دائیں ٹانگ دبایا کرتی تھی وہ ایک دن ایک بیوی اپنے میکے چلی گئی اس رات شوہر نے اپنی دوسری بیوی سے کہا کہ میری پہلی بیوی میکے گئی ہے لہٰذا ذرا بائیں ڈانگ دبا کر بعد میں میری دائیں ٹانگ بھی دبا دینا۔ اس نے کہا اس کی ایسی کی تیسی میں اپنی سوکن والی ٹانگ کیوں دباؤں؟

وہ اٹھی اور کپڑے دھونے والے ڈنڈے سے شوہر کی دائیں ٹانگ توڑ دی اور کہا سوکن والی ٹانگ کا یہی حشر ہوگا۔ اگلے دن اس کی پہلی بیوی جب میکے سے واپس آئی تو دیکھا کہ شوہر کی دائیں ٹانگ ٹوٹی ہوئی ہے تو اظہارِ تاسف کے بعد پوچھا سرتاج آپ کی ٹانگ کیسے ٹوٹ گئی؟

شوہر نے بتایا! تمہاری سوکن اس طرح یہ میری ٹانگ دبا رہی تھی۔ میں نے اس سے کہا ذرا میری یہ ٹانگ بھی دبا دو تو اس نے کہا میں اپنی سوکن والی ٹانگ کیوں دباؤں اور اس نے انجانے میں میری ٹانگ پر ڈنڈا مار کر ٹانگ توڑ دی ہائے شوہر نے آہ

بھری۔

دوسری بیوی نے غصہ کیا وہ بولی اس کی ایسی کی تیسی اس نے میری والی ٹانگ توڑ دی چنانچہ وہ اندر بھاگی شوہر سمجھا کہ یہ جا کر میری دوسری بیوی کی پٹائی کرے گی۔ لیکن ہائے نصیب وہ ڈنڈا لے کر آئی اور اس زور سے شوہر کی بائیں ٹانگ پر وار کیا کہ اسے بھی توڑ ڈالا اور بولی اگر وہ میری والی ٹانگ توڑ سکتی ہے تو میں اس والی ٹانگ بھی نہ رہنے دوں گی۔ شوہر بیچارہ دو شادیوں کے جرم میں اپنی دونوں ٹانگیں تڑوا بیٹھا۔

سبق حاصل کرو:

پیاری بہنو! یہ ہنسنے کی بات نہیں بلکہ اس میں سبق ہے۔

شوہر مجازی خدا ہوتا ہے

شوہر بیوی کا ناصر ہوتا ہے

شوہر بیوی کا محافظ ہوتا ہے

شوہر بیوی کا پردہ ہوتا ہے

شوہر نے اگر دو شادیاں بھی کی ہوں تو دونوں بیویوں کو نہایت سلوک اور اتفاق سے رہنا چاہئے۔ اور شوہر کو بھی چاہئے کہ دونوں بیویوں سے ایک جیسا سلوک کرے یہی قرآن و حدیث کا حکم ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنی بیویوں کے درمیان فرق رکھے گا قیامت کے دن فالج زدہ اٹھایا جائے گا۔

ایک نافرمان عورت کا واقعہ:

پیاری اسلامی بہنو! اللہ تعالیٰ تمام عورتوں کی عصمت کو محفوظ رکھے۔ اور نافرمانی سے محفوظ رکھے۔

پیاری بہنو! آپ کے سامنے ایک اور نافرمان عورت کا واقعہ پیش کرتی ہوں کہ

عورت بنی اسرائیل کے بادشاہ کی بیوی تھی۔ بڑی ہی چالاک اور فاسق و فاجر تھی۔ جب اس عورت پر بڑھاپا شروع ہو گیا اور بادشاہ کی توجہ اس سے ہٹنے لگی تو اسے خطرہ ہوا کہ بادشاہ کسی دوسری عورت میں ملوث نہ ہو جائے اور بادشاہت ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گی چنانچہ اس نے اپنی حسین ترین لڑکی جو اس کے پہلے شوہر سے تھی۔ اور بادشاہ اس کا سوتیلا باپ تھا اسے بادشاہ کے سامنے لائی اور کہنے لگی! یہ آپ کی کنیز ہے میں اسے آپ کے نکاح میں دینے کے لیے تیار ہوں۔

پیاری بہنو! کیسی بد بخت عورت ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کروانا چاہتی تھی۔ حیاء کا دامن اس نے تار تار کر دیا۔ بادشاہ نے کہا میں حضرت یحییٰ علیہ السلام سے مسئلہ پوچھوں گا اگر انہوں نے اس نکاح کو جائز بتایا تو میں اس سے نکاح کرلوں گا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام سے دشمنی:

حضرت یحییٰ علیہ السلام سے پوچھا تو آپ نے فرمایا:

تو اس کا باپ ہے اور تیرا اس بچی سے نکاح جائز نہیں جب یہ سنا تو بادشاہ کی بیوی کے دل کو رنج ہوا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی دشمن بن گئی۔ وہ عورت ہر وقت بھڑ کیلے لباس پہنا کر بادشاہ کے سامنے کرتی رہی۔ ایک رات اس نے دیکھا کہ بادشاہ شراب کے نشے میں مدہوش ہے۔ اس نے اپنی لڑکی کو عروسی کا لباس پہنا کر بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ بادشاہ نشہ شراب میں مدہوش تھا جب بادشاہ اس لڑکی سے دست درازی کرنے لگا تو اس لڑکی نے کہا میں اس وقت تک آپ کو اپنے اوپر قدرت نہ دوں گی جب تک میری شرط پوری نہ کریں۔

بادشاہ نے کہا: بتاؤ کیا شرط ہے؟

اس نے کہا مجھے یحییٰ (علیہ السلام) کا سرِ انور چاہیے۔

بادشاہ اس وقت نفسانی خواہشات میں تھا لہٰذا اس نے اس عورت کو اختیار دے دیا چنانچہ اس بدبخت لڑکی اور بدبخت ماں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پیچھے سپاہی لگا دیئے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام بن حضرت سیدنا ذکریا کو شہید کر دیا اور سرِ انور لے کر بادشاہ کے خلوت کدہ میں آ گئے۔

اللہ تعالیٰ کے نبی کے سر نے خبردار کر دیا:

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سرِ انور آیا ادھر بادشاہ اپنی بیٹی سے ہم آغوش ہونے لگا تھا کہ آپ کے سرِ انور سے آواز آئی اے بادشاہ! یہ تیری بیٹی ہے اور تیرے اوپر حرام ہے۔ عزیز بہنو! آپ نے تین مرتبہ آواز دی لیکن وہ سننا ہی نہ چاہتا تھا عین اس وقت جب بادشاہ اور اس کی بیٹی ہم آغوش تھے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا زمین پھٹ گئی اور وہ دونوں اس میں سما گئے۔

نافرمانی کی سزا:

پیاری بہنو!

پھر بادشاہ کی بیوی کو بھی قتل کر دیا گیا۔ اور بھی بہت سے لوگ پیغمبر خدا کی شہادت پاداش میں قتل ہوئے۔ نافرمان عورتیں نافرمانی میں ایسی بڑھ جاتی ہیں کہ ان سے عقل و فراست دور ہو جاتی ہے۔

چنانچہ جب زہرہ نے ہاروت اور ماروت فرشتوں سے اڑنے کا اسم سیکھا اور وہ اڑی اور آسمانوں تک چلی گئی اس کی خواہش تھی کہ میں آسمانوں سے بھی اوپر چلی جاؤں مگر چونکہ کافر تھی۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے خلاف آسمانوں پر گئی تھی۔ چنانچہ اسے مسخ کر دیا گیا۔ اس کی ہیبت تبدیل کر کے ایک ستارہ بنا دیا گیا جو آج بھی ستارہ زہرا کے نام سے موسوم ہے۔ (تفسیر خازن، جلد ۱)

پیاری بہنو! اس کائنات میں بڑی خبیث خبیث عورتیں گزریں ہیں۔ بنی

اسرائیل میں ایک عبادت گزار شخص تھا جس کا نام شمعون تھا۔ حضرت شمعون اللہ تعالیٰ کے ولی تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ رات بھر عبادت میں مصروف رہتے اور دن کے وقت کافروں سے جہاد کرتے تھے۔

کفار کی سازش:

جب کفار ان کے مقابلے سے عاجز آ گئے تو انہوں نے حضرت شمعون کی بیوی سے ملاقات کی اور کہا کہ ہم تجھے بہت زیادہ سونا اور مال و دولت دیں گے تو عیش سے زندگی بسر کرے گی۔ شمعون تجھے کیا دیتا ہے ہم سے مال لے۔

حضرت شمعون کی بیوی نے اس سے کہا مجھے کیا کرنا ہوگا؟

انہوں نے کہا ہم نے بڑی کوشش کی ہے شمعون کو مارنے کی لیکن اس نے ہمیں شکست دے دی۔

تجھے ایسا کرنا ہوگا کہ اپنے شوہر کو باندھ کر ہمیں بتا دینا ہم تجھے بہت سا مال دیں گے، ناسمجھ اور مکار عورت تھی داؤ میں آ گئی۔ اس نے کہا ٹھیک ہے اور پھر جب شمعون عبادت کے بعد سوئے تو آپ کی بیوی نے آپ کو رسی سے باندھ دیا۔

جب آپ بیدار ہوئے تو آپ نے طاقت لگائی ساری رسیاں ٹوٹ گئیں۔

آپ نے بیوی سے پوچھا کہ تو نے مجھے کیوں باندھا؟

بیوی نے کہا میں آپ کی طاقت کا امتحان لینا چاہتی تھی۔

حضرت شمعون جب دوسری رات سوئے تو بیوی نے لوہے کی زنجیروں سے آپ کو باندھ دیا جب آپ بیدار ہوئے تو زنجیریں بھی توڑ دیں۔

جب بیوی سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا؟

بیوی نے کہا میں آپ کی طاقت کی آزمائش کرنا چاہتی تھی۔ بیوی نے نہایت عیاری سے پوچھا سرتاج دنیا میں کوئی ایسی چیز بھی ہے جس سے آپ کو باندھا جا سکے۔

بیوی کا ظلم:

حضرت شمعون نے فرمایا: ایک ایسی چیز ہے جس سے مجھ کو باندھا جا سکتا ہے۔

بیوی نے پوچھا وہ کیا چیز ہے؟

آپ نے فرمایا: میرے سر کے بال! چنانچہ بیوی نے آپ کے سو جانے کے بعد آپ کو سر کے بالوں سے باندھ دیا۔ اور کفار کو اطلاع دے دی۔ انہوں نے شمعون کی بیوی کو حسب وعدہ بہت سارا مال دے دیا۔ انہوں نے حضرت شمعون کی آنکھیں بھی نکال دیں اور آپ کے اعضاء کاٹ ڈالے۔ (قصص الانبیاء، ص:122)

حضرت عبدالرحمٰن صفوری فرماتے ہیں کہ کافروں کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں دھنسا دیا اور شمعون کی بیوی پر بجلی گرادی اور وہ جل کر راکھ ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شمعون علیہ السلام کو ان کی اصلی حالت میں لوٹا دیا۔ (نزہۃ المجالس، جلد 2، ص:7)

لالچ بُری عادت ہے:

عزیز محترم اسلامی بہنو!

لالچ نہایت بُری عادت ہے۔ لالچ ایک غلط کام ہے۔ لالچ میں آ کر انسان ایسے افعال کا ارتکاب کر لیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں باعثِ غضب ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم لالچ کو کبھی اپنے پاس نہ آنے دیں۔ خواتین میں بالخصوص لالچ کا عنصر ہوتا ہے اور یہ سونے، چاندی اور زیورات پر بہت جلدی لٹو ہوتی ہیں۔

شوہر کے مال کی حفاظت کرو:

پیاری اسلامی بہنو!

لالچ سے جان بچانی چاہئے۔ اور کبھی اپنے شوہر یا بھائی کی جیبوں سے بن بتائے روپے نہیں لینے چاہئے۔ یہاں ایک واقعہ یاد آ گیا۔ ایک مجمع لگانے والا میرے محلے میں کمالات دکھا رہا تھا۔

اس نے کہا! جناب آپ کی خدمت میں کمال پیش کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے ہاتھ میں سو روپیہ پکڑا اور کہا یہ سو روپیہ میں اپنی جیب میں ڈالوں گا اور یہ نوٹ غائب ہو جائے گا۔

پھر اس نے سب کے سامنے سو روپے کا نوٹ اپنی جیب میں ڈالا اور اپنی جیب کی تلاشی دی تو سو کا نوٹ اس کی جیب میں نہیں تھا۔ بلکہ غائب ہو چکا تھا۔ سب دیکھنے والوں نے تالیاں بجائیں۔

ایک صاحب کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: اے بھائی مداری! اس میں تمہارا کیا کمال ہے۔ یہ کمال تو میری بیوی روزانہ دکھاتی ہے اور روپے غائب کر لیتی ہے۔ پتہ بھی نہیں چلتا۔

عزیز بہنو! یہ غیر اخلاقی بات ہے، شوہر کے روپے پر بیوی کا حق ہے لیکن بغیر پوچھے اپنے شوہر کی جیب سے روپے نکالنا بیوی کا حق نہیں ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔

آئیں اب آپ کے سامنے ایک اور نافرمان عورت کا ذکر کرتی ہوں۔ یہ عورت نافرمانی میں بہت بڑھ گئی تھی۔ اس کی نافرمانی اور اس کے انجام کا سنیئے یہ واقعہ بھی۔ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور کا یہ واقعہ آج بھی ہمارے لیے پیغامِ نصیحت ہے اس واقعہ سے ہم سبق حاصل کر سکتی ہیں۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے ایک مرد کو دیکھا جو ایک قبر کے پاس بیٹھا رو رہا تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے شخص تو کیوں رو رہا ہے؟

اس نے کہا: حضور یہ قبر میری بیوی کی ہے۔ میں اس سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا۔ یہ وفات پا گئی ہے میں اس کے پیار میں اتنا گم ہوں کہ اس کے فوت ہو جانے

کے بعد مجھے چین نہیں آتا اور اس وجہ سے میں اس کی قبر کے پاس بیٹھا ہوا ہوں۔ یہ میری چچا کی بیٹی تھی اور میں ہمیشہ سے ہی اس کے پیار میں غرق رہا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کیا تو چاہتا ہے کہ میں اسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ کر دوں؟

اس نے کہا: ضرور آپ ایسا کر دیں تو میں بہت شکر گزار ہوں گا۔

عورت زندہ ہوگئی:

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے قبر پر توجہ فرمائی اور فرمایا:

یا اهل القبر قم باذن الله ○

اے صاحب قبر اللہ تعالیٰ کے اذن سے اٹھ کھڑا ہو تو ایک حبشی بلالؓ جسے آگ لگی ہوئی قبر سے برآمد ہوئی اور اس نے پڑھا۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ عیسیٰ روح اللہ۔

اس نے کہا یا نبی اللہ یہ میری بیوی کی قبر نہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ والی قبر ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس قبر والے کو آواز دی تو وہ عورت زندہ ہو کر قبر سے باہر نکلی۔ خاوند بڑا خوش ہوا اور دونوں باتیں کرنے لگے۔ پھر خاوند کو نیند آ گئی۔ وہ وہیں سو گیا۔ وہاں سے ایک شہزادہ گزرا عورت اور شہزادے کی آپس میں آنکھیں مل گئیں۔ شہزادے نے کہا میں تجھے اپنے ساتھ لے چلتا ہوں۔ وہ عورت اس کی سواری پر سوار ہو کر شہزادے کے ساتھ چل پڑی۔

جب شوہر بیدار ہوا تو اپنی بیوی کو نا پا کر پریشان ہوا وہ پریشانی کے عالم میں اپنی بیوی کی تلاش میں چل پڑا جب تھوڑا آگے گیا تو دیکھا اس کی بیوی شہزادے کے پاس بیٹھی ہے۔ شوہر نے شہزادے سے کہا یہ میری بیوی ہے تو اسے اپنے ساتھ کیوں لایا ہے؟ یہ کہنا تھا تو اس عورت نے کہا میں تیری بیوی کب ہوں؟ میں تو شہزادے کی کنیز ہوں۔ اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں سے گزرے۔ اس شخص نے کہا یا روح

اللہ؟ یہ میری بیوی ہے جسے آپ نے باذن اللہ زندہ فرمایا تھا۔ شہزادہ کہنے لگا نہیں جناب یہ میری کنیز ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا استفسار:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے عورت کیا تو وہی نہیں ہے جسے میں نے باذن اللہ زندہ کیا تھا؟

عورت نے کہا: خدا کی قسم! میں وہ نہیں ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو پہلے جیسے تھی باذن اللہ اب بھی ویسی ہی ہو جا چنانچہ وہ بدبخت اس وقت مر گئی۔

لالچ کی سزا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: جس نے یہ دیکھنا ہو کہ کافر مرنے کے بعد مسلمان ہو گیا وہ اس حبشی کو دیکھ لے اور جو دیکھنا چاہے کہ مسلمان مرنے کے بعد کافر ہو گیا وہ اس عورت کو دیکھ لے۔ (نزہۃ المجالس، جلد 2، ص: 111)

اپنی اپنی قسمت:

پیاری بہنو!

اس عورت نے شہزادے کو دیکھ کر اپنے مجازی خدا کو بھلا دیا۔ اس نے اپنے شوہر کی محبت کا احترام بھی نہ کیا۔ اپنے شوہر کے خلوص کو ٹھکرا دیا اور چند ہی گھڑیوں میں محبت تبدیل کر لی۔ یہ محبت اس نے اس لیے تبدیل کی تھی کہ شہزادے کے پاس مال و دولت اور زیورات ہیں۔ میری زندگی عیش و عشرت میں گزرے گی۔

لیکن اس کا انجام یہ ہوا کہ اگر وہ اپنے وفادار شوہر کو نہ مل سکی تو شہزادے کو بھی نہ مل سکی اور وہیں مر گئی۔ کہتے ہیں کہ لالچ نہیں کرنا چاہیے۔

ایک مقولہ ہے ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی۔

ہم ظاہر دیکھ کر فیصلہ کر لیتے ہیں اور باطن کی طرف توجہ نہیں دیتے۔

پیاری بہنو!

مال سے بڑی دولت خلوص ہے۔

مال سے بڑی دولت حیاء ہے۔

مال سے بڑی دولت پیار ہے۔

مال سے بڑی دولت سچا رشتہ ہے۔

مال سے بڑی دولت حسن ہے۔

مال سے بڑی دولت محبت ہے۔

مال سے بڑی دولت علم ہے۔

مال سے بڑی دولت سیرت ہے۔

اگر مال ہو اور یہ چیزیں نہ ہوں تو زندگی بیکار ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ جو اچھی چیزیں ہیں ان کو اختیار کریں۔

پیاری اسلامی بہنو!

مال تو نمرود کے پاس بھی بہت تھا۔ دولت تو فرعون کے پاس بھی وافر تھی۔ سونا تو شہزادے کے پاس بھی سب سے زیادہ تھا۔ خزانے تو قارون کے پاس بھی بڑے تھے۔ کوئی بھی انہیں اچھے الفاظ سے یاد نہیں کرتا۔ کیونکہ ان کے پاس مال تو تھا لیکن ایمان نہیں تھا۔ مال سے بڑی دولت خلوص ہے۔

مال سے بڑی دولت عشقِ الٰہی ہے۔

مال سے بڑی دولت تقویٰ ہے۔

مال سے بڑی دولت اخلاق ہے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سنیئے:

ایک شخص نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اچھا شخص کون ہے؟

حضور علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا: مالدار سب سے اچھا۔

حضور علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا: جس کے پاس زیادہ سونا ہے۔ وہ سب سے اچھا ہے۔

حضور علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا: جس کے پاس زیادہ قوت ہو وہ سب سے اچھا ہے۔

بلکہ فرمایا: سب سے اچھا انسان وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے۔

اخلاق درست کریں:

پیاری بہنو!

ہمیں چاہیۓ کہ ہم اپنا اخلاق درست کریں۔ بد اخلاقی کے ساتھ بخل بھی بہت بری چیز ہے۔ بخل کنجوسی کو کہتے ہیں۔ یعنی مال و دولت ہوتے ہوۓ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرنا بخل ہے۔

ایک سخی عورت کا واقعہ:

ایک بخیل آدمی نے اپنی عورت کو قسم دے کر کہا کہ گھر سے کسی کو کچھ بھی خیرات میں نہیں دینا ہے۔ اس عورت نے بخیل شوہر کی شیخی کی پرواہ نہ کی اور محتاج کو خیرات دی۔ ایک دن اس کے شوہر نے دیکھ لیا کہ اس کی بیوی خیرات کر رہی ہے۔

اس نے بیوی سے کہا: تو نے میری حکم عدولی کیوں کی؟

بیوی نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تھوڑا سا دیا ہے۔

ظالم شوہر نے کہا: اگر تو نے یہ کام خدا کے لیے کیا ہے تو اس آگ میں خدا کے

لیے کود جا۔

اس عورت نے کہا ٹھیک ہے، میں آگ میں کود جاتی ہوں۔ مجھے تیار ہو لینے دو یہ کہہ کر اس عورت نے اپنی آرائش وزیبائش کی۔ خاوند نے پوچھا اتنی تیار کیوں ہو رہی ہو؟

اس نے کہا:

جب کوئی دوست کسی دوست کے ساتھ ملتا ہے تو بناؤ سنگھار بھی کرتا ہے۔ یہ کہہ کر وہ نیک عورت آگ میں کود پڑی۔ شوہر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ عورت آگ میں بالکل محفوظ ہے۔ آگ نے اس کو ہلکا سا بھی ضرر نہیں دیا اور اس عورت کا ایک بال بھی نہ جلا۔

پیاری اسلامی بہنو! شوہر حیران تھا کہ اس کے کانوں میں غیب سے آواز آئی۔ اے شخص! تو تعجب نہ کر آگ ہمارے پیاروں کو نہیں جلایا کرتی۔

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

یہ واقعہ دیکھ کر اس بخیل نے سچے دل سے توبہ کی اور اپنی بیوی کو بھی نہایت تعظیم سے رکھا۔ (نزہۃ المجالس، جلد 1، ص: 45)

پتہ چلا بخیل نہایت برا فعل ہے اور سخاوت نہایت اچھا فعل ہے۔

ایک بد بخت عورت:

ام جمیل نبی دی دشمن کر دی ظلم ہزاراں
ظلم نواں نت کردی ہیسی ایسیاں وگیاں ماراں
ابو لہب دی بیوی ہیسی ظلم ہمیشہ کردی
نبی تے ظلم کماون والی رب تو نہیں سی ڈردی

(ساجد چشتی)

قرآن پاک میں ام جمیل کا تذکرہ آیا یہ نہایت بدبخت عورت تھی۔ یہ ابولہب کی بیوی حرب کی بیٹی ابوسفیان کی سگی بہن اور ہندہ کی بھابھی تھی۔ اس نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تنگ کیا۔ ام جمیل اور ہندہ دونوں ایسی عورتیں تھیں۔ جنہوں نے بڑے بڑے جرم کئے ہیں۔ ام جمیل نہایت کرپٹ اور سخت عورت تھی اور شاید ابولہب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا دشمن اس لیے تھا کہ اس کی بیوی ام جمیل تھی اگر اس کی بیوی اچھی ہوتی تو وہ اپنے شوہر کو بھی اچھا کر لیتی۔ اگر بیوی بری ہو تو اپنے شوہر کو اپنی مرضی کے قالب میں ڈھال لیتی ہے۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمن:

ابو لہب دی بیوی ہیسی ظلم ہمیشہ کردی
نبی تے ظلم کماون والی رب تو نہیں سی ڈردی

(ساجد چشتی)

ام جمیل نہایت نافرمان عورت تھی۔ اس کا معمول تھا کہ اپنے سر پر کانٹوں کا گھٹا اٹھا کر لاتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں ڈال دیتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایذاء رسانی ام جمیل کو اتنی محبوب تھی کہ وہ کسی سے مدد لینا بھی گوارا نہیں کرتی تھی۔

عزیز بنو!

حضور علیہ السلام اس کی ایذاء رسانی کو نہایت صبر وتحمل سے برداشت فرماتے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت دکھ ہوا!

اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کا دکھ کیسے گوارا ہو سکتا تھا۔ چنانچہ ایک دن ام جمیل لکڑیوں کا بوجھ جن میں کانٹے لگے ہوئے تھے، اٹھا کر لا رہی تھی راستے میں تھک گئی ایک جگہ پر بیٹھ گئی۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کے گھٹے کو پیچھے سے پکڑ کر کھینچ دو جب

فرشتوں کے کھینچا اور اس کی اسی گلے میں پھانسی بن گئی اور وہ عورت وہیں مرگئی۔
اللہ تعالیٰ نے سورۃ تبت نازل فرمادی۔ جس میں اس بات کو بیان فرمادیا۔

سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝ (سورۃ لہب، آیت: 3 تا 5)

اب دھنستا ہے آگ میں اور اس کی بیوی جو لکڑیوں کا گھٹا سر پر اٹھاتی اس کے گلے میں کھجور کی چھال کے رسے کی پھانسی ہو۔

ہندہ کا ظلم:

پیاری بہنو! ام جمیل کی بھابھی ہندہ بھی نہایت گندگی اور خبیث عورت تھی یہ بھی نافرمانی میں بہت زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ جب غزوۂ احد ہوا ہندہ نے ایک شخص کا نام وحشی تھا اسے مال و دولت کا لالچ دے کر کہا تو مجھے امیر حمزہ کا کلیجہ لادے چنانچہ وحشی جنگ احد میں حضرت امیر حمزہ کے پیچھے تھا۔ اس نے بزدلانہ وار کر کے حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا۔
ہندہ نے آپ کی لاش مبارکہ کے ٹکڑے کیئے اور آپ کا کلیجہ مبارک نکال کر چبا گئی۔

وحشی نوں سبق پڑھا کے ہندہ ظلم کمایا
احد وچ حضرت حمزہ نوں سی قتل کرایا
حمزہ دے اعضاء نوں کٹ کے گلے دا ہار بنایا
فیر کلیجہ کڈھ کے اس نے منداں نال چبایا

(ساجد چشتی)

بڑی سخت گیر عورت تھی مکہ کے دن موت کے خوف سے ڈر کر یہ مسلمان ہوئی۔

ایسی عورت وچ دنیا دے ہو انہیں کوئی آئی
موتوں ڈر کے فتح مکہ دے دن ایمان لیائی

(ساجد چشتی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس سے عہد لیا تو اس نے بڑی سختی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیئے۔

نافرمانی کولوں میریو بہنوں بچ کے رہنا
رب دے سب حکماں تے چلیوں مینوں نبی دا کہنا
نافرماناں نوں رب سچے دیناں ہین سزاواں
حق دی گل کراں قرآنوں نبی دا حکم سناواں

(ساجد چشتی)

پیاری بہنو!

منافقت بہت بڑی بیماری ہے۔

منافقت بہت بڑا جرم ہے۔

منافقت بہت برا عمل ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں مردوں اور مسلمان عورتوں کو منافقت سے دور رکھے۔

پیاری بہنو! حضور علیہ السلام سے نفرت کرنا منافقت اور کفر ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں اور پھر حضور علیہ السلام کا نام نامی سن کر درود پاک پڑھنے کی بجائے ماتھے پر شکن لے آئے تو اس کا ٹھکانہ یقیناً جہنم میں ہوگا۔

نافرمانی بری عادت ہے۔

شرک بھی نافرمانی ہے۔

کفر بھی نافرمانی ہے۔

عداوت بھی رسول کی نافرمانی ہے۔

صحابہ سے دشمنی بھی نافرمانی ہے۔

اہل بیت سے عناد بھی نافرمانی ہے۔

اولیاء اللہ سے بیزاری بھی نافرمانی ہے۔

قرآن سے بغاوت بھی نافرمانی ہے۔

حدیث رسول کا انکار بھی نافرمانی ہے۔

آئمہ اہل بیت سے دشمنی نافرمانی ہے۔

آئمہ فقہ سے نفرت کرنا بھی نافرمانی ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو نافرمانی سے بچائے اور ہمیں سچائی اور پاکیزہ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ○